فہرست کتاب یادگار معصومی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد۔ اوس احکم الحاکمین کی۔ کہ جسکی حکومت ازلی و ابدی ہے وہی اقوام اور امم کو
عروج اور کمال عطا کرنے والا ہے اور وہی زوال کے درجہ پر پہونچانے والا۔ دنیا کی
پادشاہتیں مٹ گئیں اور مٹ رہی ہیں اور مٹ جائینگے مگر اُسکی پادشاہت اور حکومت
کبھی زوال پذیر نہ تھی نہ فنا ہوگی۔ بلکہ ہمیشہ کے واسطے بقا اور قیام اوسی کو ہے باقی ہیچ
اوس پادشاہ حقیقی کے ید قدرت کا یہ ایک ادنی کرشمہ ہے۔ کہ جس خاندان کو چاہا عروج
و ترقی عطا کی۔ اور جس کو چاہا نیست و نابود کردیا اُس مالک حقیقی کے دربار میں امتیاز ملت اور
مذہب کا نہیں سب فیضیاب ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

ستایش کنم ایزد پاک را — کہ گویا و بینا کند خاک را

نعت اوس برگزیدہ کونین جد الحسن والحسین علیہ الصلوۃ والسلام کی کہ جس کا نہال
رسالت الہامی صداقتوں کے زور سے پھولا پھلا۔ اگر صداقت اور سچائی کے نور سے منور

نہ ہوتا تو مکہ میں بغیر کسی اعانت اور امداد کے اپنی قوم اور قبیلہ کی مخالفت میں اس طرح پر
نشو ونما پانا محال تھا۔ جب مکہ سے مدینہ میں تشریف لانا ہوا تو وہاں بھی دشمنوں اور مخالفوں
نے زور پکڑا اور چاہتے تھے کہ اس شمع رسالت اور سراج نبوت کو گل کر دیں مگر تائید غیبی
سے وہ عرصہ قلیل ہی میں مثل مہر و ماہ تاباں و درخشاں ہوگیا۔ اور ان بشارتوں کو پورا فرمایا
جو توریت اور انجیل اور دیگر صحف سماوی میں انبیا فرما گئے تھے۔ عرب ظلمت ناک حالتوں میں
صدیوں سے مبتلا چلے آتے تھے ان میں ایسا تبدل و تغیر فرمایا کہ انکی حالت تیرہ و تار مبدل
بہ روشنی ہوگئی اور چار دانگ عالم میں اون کا شہرہ ہوگیا۔ وہ آپ ہی کی ذات پاک کی وجہ
سے تھا اب عربوں میں اخلاقی اور ملکی زوال کس وجہ سے ہوا۔ عربوں کے بعض بعض قبایل
نے آخر میں اوس سچی اور حقیقی تعلیم اور سنت نبوی کو ترک کر دیا تھا اور اب تک مسلمان ترک
کئے ہوئے ہیں۔ اسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ عرب کی حکومت صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہوگئی اب دنیا
میں پانچ سلطنتیں مسلمانوں کے باقی رہ گئی ہیں یعنے سلطنت عثمانیہ اور سلطنت ایران اور
تیسرے ہمارا حیدر آباد جنت نشان چوتھے افغانستان اور پانچویں مراکو۔ سلطنت عثمانیہ میں
عرب حکمران نہیں ہیں بلکہ وہ ترک مسلمان ہیں جنکی بہادری کا جھنڈا سر بفلک کشیدہ ہے۔

صلوٰۃ والسلام ائمہ معصومین طیبین الطاہرین پر کہ بعض کی شہادت تلوار سے اور اکثر وں
کی شہادت زہر سے حق پر ہوی۔ اس طرح پر کہ اون معصومین نے کوئی ادعائے ملک گیری کا نہیں
کیا محض اس شبہ پر کہ وہ آل رسول تھے ان کو ایذا و تکلیف پہونچاتے رہے اور اس تعلیم کو چلنے
نہ دیا جو اصلی تعلیم رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تھی اور جو خالص اور اصلی اسلام کے قیام
کا سبب تھی بلکہ یہ کیا کہ اون حضرات کو شہید کر دیا۔

علی الخصوص حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کربلا میں وہ سلوک کیا جو

کبھی کسی کے ساتھ ہوا ہے نہ ہوگا مگر اس خامس آلِ علیا علیہ التحیتہ والثنا نے وہ کر دکھایا جسکی نسبت شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

شاہست حسینؑ پادشاہست حسینؑ دیں ہست حسینؑ دیں پناہست حسینؑ

سرداد و نداد دست بر دست یزید واللہ کہ بناء لاالہ ہست حسینؑ

بعد حمد و نعت خدمت میں ارباب بصیرت کے عرض کیا جاتا ہے کہ بمصداق اس شعر کے

بشر کو چاہیئے رکھے خبر گھرانے کی
کہ عین دین محبت ہی گھر گھرانے کی

توطن کا پورا پورا لطف اوسی کو حاصل ہو سکتا ہے جو کوئی گروہ اور قبیلہ رکھتا ہی اور جو شخص کوئی گروہ اور قبیلہ رکھکر اُس سے بے خبر ہو وہی آزاد لاوبالی کہا جا سکتا ہے اسمیں کوئی شک نہیں کہ اہل اسلام خیر القرون میں جیسا اتفاق و اتحاد باہمی تھا ویسا ایکا پھر نہ ہوا ممالک و مذاہب غیر نے اُن کے اصول کی اتباع کی اور اس اتباع و تقلید سے جو کچھ انھوں نے نفع اٹھایا ہر ایک ادنیٰ و اعلیٰ پر بخوبی روشن ہے۔

اب ایک زمانہ سے اہل ایشیا خصوصاً اہالیان ہند اونکی تقلید بسرگرمی تمام کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ دیگر علوم و فنون کے ساتھ باہمی اتحاد و اتفاق یعنے تہذیب اخلاق کی ایک شاخ میں بھی اون کے برابر ہو جائیں۔ اس باہمی اتحاد کیلئے بہت ہاتھ پاؤں مارے جاتے ہیں اور سینکڑوں تدبیریں کی جاتی ہیں۔ ممکن ہے کہ ایک روز ہم میں بھی یورپ کا سا اتحاد وارتباط قومی پیدا ہو جائے لیکن میں نہیں جانتا کہ قومی اتحاد کیونکر ثابت و مسلم ہوگا جبتک کہ ملکی فرقہ اپنی قوم و برادری کے افراد اور انکی شاخ و بن سے واقف نہ ہوں اور اُن میں مؤانست و موالفت کاملہ نہ ہو۔ یہاں تک کہ متفرق گھروں پر ایک گھرانے اور جماعت کثیر پر ایک شخص متنفس

یا نفس واحد کا اطلاق ہوسکے اسلئے کہ اجزائے اعظم قوم و ملک یہی خانوادہ اور یہی گھرانے ہیں
غرض میری یہ ہے کہ ملکی اتحاد کا پہلا زینہ خرد و کلاں گھرانوں کا باہمی سلسلہ اتحاد و ارتباط
مستحکم ہوتا ہے لہذا ہر شخص کو ضرور ہے کہ اپنی قوم و برادران یکجہت سے علم و آگہی رکھے۔
جو شخص کسی گروہ قلیل یا کثیر الافراد میں شامل ہے وہ ہمیشہ اعتبار کے قابل ہے۔
اس واسطے کہ کوئی نگرانکار و نگران حال انسان کی قوم سے زیادہ زبردست و قوی معلم یا اتالیق
حتی کہ پادشاہ بھی نہیں ہوسکتا اور جسے اس قسم کی نگرانی کا خدشہ نہ ہو وہی آزاد کہلاتا ہے پس
بزرگان قومی کا فرض ہے کہ وقتاً فوقتاً وہ اپنے ابنائے جنس کو اونکی اصل و اصلیت قوم و دوست
سے واقف آگاہ کرتے رہیں اور ان کے سامنے نگرانکاروں کی ایک فہرست پیش کرکے اون کے
اخلاقی درستی کے سرمشا ہوتے رہیں ان اصول پر نظر کرکے میں نے چاہا کہ اپنی قوم و خاندان کا
ایک نسب نامہ لکھوں اور بزرگوں کے مجمل و مفصل احوال میں ایک یادگار قایم کروں۔
سنہ ۱۳۱۲ ہجری میں جناب میر نثار حسین خاں صاحب خلف میر اسمٰعیل علی خاں سید الملک
مرحوم میرے عزیز محترم نے ایک رسالہ گلشن جعفری نام اسی خاندان کے احوال میں تالیف کیا ہے
جس کو آج پندرہ سال کا زمانہ ہوتا ہے اس رسالہ میں جناب میر صاحب موصوف نے تمام خاندانی
شجرے اور جملہ برادران حال و سلف کے تذکرے حتی الامکان تدقیق و تحقیق سے درج فرمائے ہیں
تاریخی حوالہ بھی دئے ہیں بڑی محنت و عرق ریزی کی جب یہ جزئی و کلی حالات صورت کتاب میں
آئے وہ نقش اول تھا گو تمام خوبیاں اوسی کے لئے مختص و موزوں ہیں لیکن یہ نقش ثانی ہی رہی
سہی کسر و خامی کا دور کرنا اور کمی و زیادتی کو رفع کرکے شکل اعتدال میں لانا اسی تدوین پر موقوف ہے
میں نے یہ التزام کیا ہے کہ جو واقعہ خاص لکھا ہے اوس کا حوالہ تاریخ سے دیا ہے اس
مختصر کا نام (یادگار معتصمی) ہے مولف کے نام سے تالیف کو ایک نسبت دیگئی ہے یہی

وجہہ تسمیہ اسکی ہے اس مولفہ میں ایک مقدمہ اوربیس تذکرہ ہیں جنکی فہرست آغاز میں ثبت کیگئی ہے اس فہرست کو پیش نظر رکھیں اور جس کسی کا حال دیکھنا منظور ہو انھیں ابواب کے شمار سے دریافت فرمائیں۔

واضح ہو کہ اس تالیف کا آغاز ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۹۱۱ء و ۱۳۲۰ف میں ہوا یہہ زمانہ مبارک اور عہد ہمایوں ہے کہ دور دورہ فرمانروائے اسلام تاجدار دکن خداوند نعمت فیاض زماں ارسطو فطرت سکندر حشمت دارا دربان حضرت سرکار جہاں قدر جہاں پرور نواب میر محبوب علی خاں بہادر فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ سادس جی سی ایس۔آئی۔جی سی۔بی جانشین آصف جاہ اول کا ہے۔حضرت بندگانعالی متعالی کے اوصاف و اخلاق و طرز حکومت کی تفصیل میں بیسیوں کتابیں دائرہ تحریر میں آئے ہیں اور سرکار انور کے آثار جلیلہ سے دفتر کے دفتر مزین و مرتب ہیں مگر یہ کتاب ناقص و لاشیئے رہیگی اگر ایسے حکمران دوران کے صفات سے تشنہ رہے گو تفصیل کی گنجایش اس مختصر میں نہیں۔ الا بالاجمال تذکرہ ضرور ہے۔لہذا سرکار کے بعض آثار سے مقدمہ ہذا کو زینت دی جاتی ہے

حضرت بندگانعالی بتاریخ ۶ ربیع آخری ۱۲۸۳ہجری مطابق ۱۸ اگست ۱۸۶۶ء عالم شہود میں جلوہ گر ہوے اور یہ امر خاص ہمارے سرکار ولی النعمت کے لئے مخصوص ہے بہت کم شہریاروں کو یہ سعادت نصیب ہوی ہوگی کہ بتاریخ ۱۶ ذی قعدہ ۱۲۸۵ہجری روز دوشنبہ اعلحضرت مسندنشین ریاست ہوے یعنے دو سال وہفت ماہ و (۱۰) یوم کی عمر میں ریاست آبائی سے فائز ہو گئے۔

یہ مسندنشینی جو ۱۲۸۵ھ میں ہوی صرف ملازمان عالی کو رعایا کا دلی و سرتاج اور گورنمنٹ انگریزی کا والی مملکت تسلیم کرلینا تھا سنہ ۱۳۰۱ھ یعنے ۱۵ سال تک خدرکہ سنی و نابالغی

کا درپیش تھا۔ اس اہم فریضہ فرمانروائی ریاست عظمیٰ کا بار دوسرے افسران وخیرخواہان سلطنت پر رہا منجملہ اون کے نواب مختار الملک سر سالار جنگ اولی مدارالمہام عہد جلوس اور عمدۃ الملک شمس الامراء امیر کبیر نائب حضور پرنور تھے اور مدارالمہام موصوف کے ماتحت چار صدرالمہام بتفصیل ذیل متعین ہوئے۔

صدرالمہام عدالت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بشیرالدولہ بہادر

ایضاً مال ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مکرم الدولہ بہادر

ایضاً کوتوالی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ شمشیر جنگ بہادر

ایضاً متفرقات ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ شہاب جنگ بہادر

باقی رہی پیشکاری وقضارت وکوتوالی ومحتسبی ۔ یہ چار عہدہائے جلیل القدر ریاست تھے ان پر صاحبان ذیل سرفراز تھے۔

(۱) مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پیشکار ریاست

(۲) میر دلاور علی صاحب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قاضی

(۳) زور آور جنگ بہادر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کوتوال بلدہ

(۴) محی الدولہ احمد یار خاں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ محتسب ریاست

عہد صغرسنی اعلحضرت میں بڑے بڑے فرایض میں سے دو امر اہم تھے جنکے ذمہ دار فی الحقیقت سر سالار جنگ بہادر رہے ایک تو اعلحضرت بندگانعالی کی تعلیم وتربیت وتندرستی وحفاظت ۔ دوسرے ملک وخزانہ وفوج ورعیت کی نگہداشت ونگرانی۔

بندگانعالی کی معصومیت کا زمانہ اس شان عالی وولایت ووراثت دولت عظمیٰ کے ساتھ جس قدر مخدوش حالت میں تصور کیا جائے کم ہے۔

علیٰ ہذا زمانہ آزادی وسرکشی خصوصاً قوانین کی عدم تکمیل اور ابتدائی حالت تمدنی
میں فوج کی کثرت وخودسری اور امرا کی لاپروائی وخودداری اور رعایا کی بھی جہالت و
سختی اور دیگر حوادث کے ساتھ انتظام مملکت بھی کوئی آسان کام نہ تھا۔ اگرچہ حکام گورنمنٹ
حامی ومددگار سرسالار جنگ بہادر کے تھے اور ہمیشہ نیک مشورہ سے اعانت فرماتے
رہتے تاہم جزئی وکلی امور میں مشیر کی اعانت اوس کے حد مشورہ تک محدود رہ سکتی ہے
سارا بار صاحب خدمت اور شخص ذمہ دار ہی پر ہوتا ہے۔
بہرحال خوش اقبالی حضرت بندگانعالی سے یہ زمانہ پانزدہ سالہ سرسالار جنگ بہادر
کی حکومت وانتظام کا بخیر وعافیت گزرا اور کوئی ایسا حادثہ بہ فضل الٰہی پیش نہیں آیا۔
جس سے کوئی ہرج مرج کاروبار ملک یا روزمرہ سریرآرائے مملکت میں ہوتا۔
ہاں البتہ یہ حادثہ حسرت خیز ہے کہ سنہ ۱۲۹۴ھ میں نواب عمدۃ الملک نائب السلطنت
انتقال فرماگئے جن سے ہر طرح کی تقویت ریاست کو تھی لہذا اون کے قایم مقام
رشید الدین خاں بہادر وقار الامرائے اولیٰ تا زمان صغرسنی اعلیحضرت بتاریخ ۱۵
رمضان المبارک سنہ مذکور قرار پائے۔
ایسے وقت میں کہ اعلیحضرت بندگانعالی کے صاحب اقتدار ہونے کا زمانہ بہت
قریب آگیا تھا یعنے ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۰ھ کی نامبارک تاریخ میں سرسالار جنگ بہادر نے
انتظام سلطنت کے ساتھ بار حیات سے بھی سبکدوشی حاصل کی۔ آپ کے یکایک مرض ہیضہ میں
مبتلا ہوکر انتقال کرجانے سے سخت صدمہ ریاست کو پہونچا اور جو نقصانات آپکی
مفارقت سے رئیس ریاست کو پہونچے اوسے ہم آئندہ کسی موقع پر بیان کرینگے
لیکن ایک شمہ ویسرائے ہند کی اسپیچ میں خود انھوں نے ظاہر فرمایا ہے۔ ناچار

گورنمنٹ عالیہ کی جانب سے مسٹر بیلی ممبر سپریم کونسل نے راجہ نرندر پرشاد بہادر اور
اور میر لایق علی خاں بہادر خلف اکبر سر سالار جنگ مرحوم کو قایم مقام منتظمان ریاست
کردیا۔ اور ایک کونسل آف ایجنسی بہ صدر نشینی حضرت بندگانعالی قایم ہوی جسکے ارکین
محترم خورشید جاہ بہادر اور بشیرالدولہ بہادر اور راجہ نرندر پرشاد بہادر تھے اس ایجنسی
کے سکرٹری میر لائق علی خاں موصوف قرار پائے۔

اس مدت پانزدہ سالہ میں چند واقعات وحادثات ارضی وسماوی اور بعض
خانہ جنگی وغیرہ کے پیش آئے۔ چونکہ یہ واقعات پولٹیکل اثر سے خالی تھے اسلئے وہ قابل
تذکرہ نہیں ہیں لہذا مناسب ہے کہ میں اپنے دلچسپ سلسلہ بیان کی جانب پھر عود کروں
اور یہ لکھوں کہ زمانہ تعلیم وتربیت میں بندگانعالی متعالی نے اتالیقوں اور ادیبوں کی
تجویز کے مطابق علوم وفنون ضروریہ کی طرف کمال توجہہ فرمائی اور بہ فضل آلہی ہر ایک
فضل وکمال میں رشک اقران وغیرت ہم چشماں ہوی۔

حضرت اقدس کی علمی ودماغی لیاقت اور ادراک وفرزانگی فطری لازمہ شہریاری
وشاہزادگی کو گورنمنٹ نے تسلیم کرکے اٹھارویں سال یعنے بتاریخ ہفتم ربیع آخری
سنہ ۱۳۰۱ھ کامل اختیارات شاہی تفویض فرمائے اور دربار مسند نشینی بعظم وشان
تمام بہ موجودگی لارڈ رپن بہادر گورنر جنرل ووایسرائے ہند قایم ہوا۔ اسکی تفصیل یوں
ہے کہ ۱۶ صفر سنہ ۱۳۰۱ ہجری مطابق ۱۷ دسمبر سنہ ۱۸۸۳ع کو اعلحضرت بندگانعالی کسی
تقریب سے مع راجہ نرندر پرشاد بہادر وخورشید جاہ بہادر ووقارالامرا بہادر ثانی
ومیر لائق علی خاں خلف اکبر سر سالار جنگ بہادر ودیگر امرائے ریاست بلدہ سے
روانہ ہوکر رونق افروز کلکتہ ہوے اور وایسرائے ہند سے ملاقات کی وایسرائے

ہند نے اعلیٰحضرت کی تقریر شایستہ اور آداب و عنوان دلپذیر سے نہایت محظوظ ہوکر فرمایا
کہ اب آپ بالاستقلال حکمرانی کے لائق ہیں ساتویں ربیع آخری سنہ ۱۳۰۱ھ مطابق فروری
سنہ ۱۸۸۴ء کو کامل اقتدارات کے ساتھ آپ مسند نشین کئے جائیں گے مناسب ہے کہ ابھی
دربار کا انتظام شروع کردیا جائے۔ اعلیٰحضرت مسرور و فرحان اپنے مستقر پر واپس تشریف
لائے تھوڑے دنوں تفریحاً کلکتہ میں قیام فرمایا کہ اس عرصہ میں چند شاہزادگان مٹیا برج
مع ایک جماعت کثیر اہل اسلام منجانب انجمن مذاکرہ علمیہ کلکتہ بوساطت ڈاپس صاحب بہادر
حضور بندگانعالی میں اڈریس لیکر آئے اور تہنیت نزول اجلال میں ایک قصیدہ بھی پیش کیا
اعلیٰحضرت گیارہویں ربیع اولیٰ کو کلکتہ سے روانہ ہوکر مع حشم و خدم کے وارد
بلدہ ہوئے ہفتم ربیع آخری سنہ ۱۳۰۱ھ تک وایسرائے ہند بھی مع دیگر افسران گورنمنٹ مثل
رزیڈنٹ صاحب بہادر حیدرآباد اور کمانڈر انچیف افواج ہند معہ اسٹاف و جنرل افواج
مدراس معہ لیڈی صاحبہ و اسٹاف و گورنر مدراس معہ لیڈی و اسٹاف وارد بلدہ ہوکر
شریک دربار مسند نشینی ہوئے۔ اگر اس دربار اور دعوت انگریزی و مغلئی و تکلفات شبانہ
وغیرہ کا بیان کیا جائے تو خاصی ایک داستان ہوجائے اس لئے میں ان واقعات کو
چھوڑکر صرف مختصر بیانات پر اس تذکرہ کو ختم کرتا ہوں۔
جو امر اس جگہ قابل ذکر ہے وہ اسپیچ وایسرائے ہند لارڈ رپن بہادر اور جوابی
تقریر اعلیٰحضرت بندگانعالی کی ہے۔
دربار میں آکر دو چار منٹ کے بعد ہی وائسرائے ہند نے کھڑے ہوکر سب سے
پہلے یہ فرمایا کہ افسوس یہ جلسہ ایسے شخص سے خالی ہے جو اس جلسہ ہی کی تمنا میں مرگیا اور
سرکار انگریزی کا محسن اور سرکار نظام کا خیرخواہ تھا (یعنے سر سالار جنگ) رعایا کو بادشاہ

کی اطاعت میں ہر وقت آمادہ رہنا چاہیئے اور پادشاہ کو رعایا پر ایسی شفقت رکھنی چاہیئے
کہ جیسی والدین اولاد کے ساتھ مگر انصاف شفقت کا جزو اعظم ہے آپ یقین جانئے میں
نہایت شکر گزار ہوں کہ مجھکو قیصرہ ہند کی طرف سے آپکی تخت نشینی کے جلسہ میں شریک
ہونے کا موقع ملا تاکہ آپ کو اختیارات سپرد کرنے کے فرض سے ادا ہوں میں یقین کرتا
ہوں کہ میں پہلا وائسرائے ہوں جو دارالسلطنت حیدرآباد میں آیا اور میرا یہاں ہونا
ثابت کرتا ہے کہ آپ کا اور قیصرہ ہند کا سلسلہ الفت کس قدر مضبوط ہے بلکہ یہ بھی ظاہر
ہوتا ہے کہ قیصرہ ہند کو آپ کی صغر سنی میں جو ایک زمانہ دراز تھا آپ کی صحت و عافیت کا
کس قدر خیال رہا ہے آپ نے اور آپ کی رعایا نے ایسے شخص کے منتظم ہونے سے فائدہ
اٹھایا ہے جو ہندوستان کے سب ملکی دانشوروں میں سر دفتر تھا ایسا شخص جو اپنی لیاقت
و دانائی اور وفاداری اور خیر خواہی کے باعث ہر وقت کی مشکلوں پر جو ایک رئیس کے کمسن
ہونے پر واقع ہوتی ہیں غالب رہا اور غالب ہو کر اس کامیابی کے ساتھ امور ریاست
کو سرانجام دیا ہے کہ جس کی وجہ سے وہ آپ کی اور گورنمنٹ آف انڈیا کی شکر گزاری کا
پورا مستحق ہے۔ سالار جنگ نے آپ کے زمانہ طفولیت میں ریاست کے انتظام میں بہت
کچھ اصلاحیں کیں آمدنی کو بڑھایا اور جان و مال کی حفاظت کا بندوبست کیا یہاں تک
کہ اپنے مرنے کے وقت بھی اور اصلاحات کو سوچ رہا تھا مجھکو امید تھی کہ جب آپ مسند نشین
ہونگے تو وہ اپنے کامل تجربہ سے آپ کے معین رہیں گے اور سرگرمی کے ساتھ آپکی خدمت
بجالائیں گے لیکن خدا تعالی کو یہ بات منظور نہ تھی اور ایسے وقت پر انھیں دنیا سے اٹھا لیا
جبکہ آپ کو انکی مدد کی ضرورت بلکہ اشد ضرورت تھی اس مسرت انگیز موقع پر انکی
عدم موجودگی سخت رنج و افسوس کا باعث ہے اگرچہ وہ خود زندہ نہیں ہیں لیکن انکی

کارروائیاں باقی ہیں جنہیں میں امید کرتا ہوں کہ آپ کے وزرا وسعت دینگے اور اون کی توسیع کو اپنا فرض منصبی سمجھیں گے میں چند کلمہ نصیحت کہ آپ کو دوستانہ کہتا ہوں وہ یہ ہیں کہ آپ اپنی مالگزاری کو دیکھیں کیونکہ مالگزاری کا اچھی حالت میں نہ ہونا ریاست کی تباہی کا باعث ہے جہاں مالگزاری کا انتظام اچھا نہیں ہے سنگین ٹیکس مقرر کرنا پڑتا ہے۔ رفتہ رفتہ افلاس بڑہتا ہے رعایا تباہ ہو جاتی ہے اس کے بعد زیادہ سود پر قرضہ لینا پڑتا ہے اور آخر میں دوالہ نکلتا ہے اس لئے مناسب ٹکس لازم ہے کیونکہ وہ رعایا کی آسودگی اور دولت کی ترقی کا باعث ہے اس کے بعد میں امید کرتا ہوں کہ آپ عدل و انصاف کے پابند رہیں گے ریاست میں جوڈیشل رفارمر ایسے ہونا چاہئیے کہ جن کا دامن حال بدگمانی سے بالکل صاف و پاک ہو اور وہ بلا کسی کی رعایت کے اپنی خدمت بجالائیں ایسے لوگوں سے رعایا حاکم کے نسبت وفادار ہوتی ہے آپ تقریبًا ایک کروڑ آدمیوں کے فرمانروا ہیں جنکی فلاح و بہبودی آج سے آپ کی عقلمندی اور جفاکشی پر منحصر ہے آپ ظاہری شان و شوکت کا جو چند روزہ ہے خیال نہ کریں اور خواہشات شباب کے مغلوب ہوں اگر آپ دیسی رئیسوں میں ناموری چاہیں تو ضرور ہے کہ ریاست کا عمدہ انتظام اور رعایا کی آسودگی کو ہمیشہ مد نظر رکھیں۔ آپ کی رعایا کی وفاداری جو آپ کے گھرانے کی نسبت قابل تعریف ہے بمرور ایام اس کو مستحکم کرتے جائیں اور ہمیشہ اونکی آسودگی کا خیال رکھیں کیونکہ رعایا کی رفع الحالی آپ کی سچی خوشی کا باعث ہوگی اور انہی کی آسودگی میں آپ کی حفاظت ہوگی آپ اپنے آبا و اجداد کے طریقہ پر چلیں اور انکی کارروائیوں کو اپنا دستور العمل بنائیں جس حد تک گورنمنٹ آپ کو مدد دے سکتی ہے اوس کا حاصل کرنا خود آپ کی اختیاری ہے ملکہ معظمہ نہایت دلچسپی کے ساتھ آپ کی نگران حال رہیں گی۔

آپ اونھیں نا اُمید نہ کرنا۔

اب اے دوست جو کام میرے لئے باقی رہا ہے وہ یہ ہے کہ میں آپ کو اس مسند پر بٹھاوں اور اپنی دلی امید کا اظہار کروں اور دعا کروں کہ خدا تعالیٰ آپ کو مبارک کرے اور آپ کا مددگار رہے اس کے بعد وایسرائے ہند حضور پرنور کو شاہی تخت تک لے گئے اور آپ سے پورے خطاب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور اونکی گورنمنٹ کی طرف سے اب میں آپ سے علی روس الاشہاد ظاہر کرتا ہوں کہ آج سے آپ کو اپنی ریاست کے پورے پورے اختیارات دئے گئے۔

اسی وقت بینڈ میں نیشنل انتھم گایا گیا اور اعلحضرت کو وایسرائے کا بیش بہا خلعت پہنایا گیا اور مرصع تلوار حضور پرنور کی کمر میں وایسرائے بہادر نے باندھی۔ ۲۱۔ ۲۱ توپیں حیدرآباد و سکندرآباد و بلارم میں سلامی کے سر ہوئیں۔

اس رسم کے بعد نواب لایق علی خاں بہادر سالارجنگ ثانی۔ راجہ نرندر پرشاد بہادر اور نواب امیرکبیر خورشید جاہ بہادر کو خلاع فاخرہ عطا ہوئے۔ پھر اعلحضرت نے وایسرائے بہادر کی اسپیچ کا یوں جواب دیا۔

اے حضور وایسرائے میں آپ کے حیدرآباد تشریف لانے کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اس ریاست کے سچے خیرخواہ اور میرے خاص نوازش فرما ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ میری گرم جوش شکرگزاری کو قبول فرماوینگے آپ کے ہاتھ سے آجکی کارروائی کا ہونا میری آئندہ گورنمنٹ کے لئے نیک شگون ہے جو دوستانہ روابط برٹش گورنمنٹ اور میرے جانشینان سابق کے درمیان رہے ہیں آج آپ کی تشریف آوری سے ان کا تازہ ثبوت ملتا ہے آپ نے ازراہ مہربانی جو اس وقت

مجھکو نصیحت کی ہے میں اس کو صدق دل سے قبول کرتا ہوں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ
کل امور میں جو اس ریاست کی رفاہ و بہبودی سے متعلق ہوں میں آپ کی اور اس گورنمنٹ کی
جس کے آپ معزز افسر ہیں ہمیشہ صلاح و مشورت لیتا رہونگا میں امید کرتا ہوں کہ آپ بہت
جلد میری اس اتحاد و وفاداری کی خبر قیصرہ ہند کو پہونچائیں گے۔

بعد اس کے مسٹر گرانٹ ڈف سر وانٹد اسٹوارٹ اور فریڈرک رابرٹس ایک ایک کر کے
آگے بڑھے اور اعلیحضرت کو مبارکباد دیتے گئے اور بعد تقسیم عطر و پاندان کے کارروائی ختم ہوی
اسی تاریخ ۲ بجے دربار مغلئی گرم ہوا امرائے عظام و حکام وغیرہ کی نذریں گزریں ہر ایک کو خطاب
و ترقی مناصب کے احکام سنائے گئے پہلا حکم زبانی جو حضرت بندگانعالی نے نافذ فرمایا وہ نواب
میر لائق علی خاں نیر الدولہ بہادر کے وزارت کی نسبت تھا کہ وہ مستقل مدار المہام ہوے اور اسی
روز سہ پہر کو رسم علی بند ادا ہوا۔ اس تقریب میں تمام امرا اور معززین بلدہ کو خلعت دئے گئے
پر تکلف تورے تقسیم ہوے اور سب دعوتی جلسہ میں مدعو ہو کر محظوظ و مسرور کئے گئے شام
کی انگریزی دعوت میں لارڈ رپن وایسرائے ہند بہادر مع دیگر یوروپین مہمانوں کے شریک
تھے وایسرائے ہند بہادر نے حضور پر نور کا جام صحت نوش کرنے کے وقت ایک مختصر سی تقریر کی
جس میں اس شاہانہ دعوت کے تعریفی فقرات نہایت دلچسپ تھے الغرض دربار مسند نشینی کہ
ایک بڑا مرحلہ تھا نہایت کامیابی و خوبی کے ساتھ ختم ہوا۔

حسرت میں جس کی رکھتے تھے ہم خار خار دل
ہے اوس گل مراد سے باغ و بہار دل

ملازمان خیر طلب منتظران روز سعید کے انتظار کا زمانہ گزر گیا غیر اغیاری کی دست نگری
جاتی رہی مالک و مختار کی خود مختاری ہوی جبر و اکراہ کی سرد بازاری ہوی داد و دہش کا دکھلا

بذل و خیر کا چشمہ ابلا عیش و طرب گھر گھر مہمان ہے نشاط و سرور کا ہر سو سامان ہے حسرتمندونکی مرادیں برآئیں حوصلوں نے ہاتھ پانوں نکالے۔ کشت امید سرسبز ہوا ہمت کے پروبال ہوئے مبارکباد و تہنیت و قصیدہ خوانی کا ہر طرف زور ہے اور اظہار مسرت و وفاداری کا ملک بھر میں جوش ہے بندگانعالی فرمانروا ہوے اور میر لایق علی خاں مدار المہام۔ ایک مجلس بھی سرکار اور مدار المہام کی تائید کیلئے قایم ہوی جسے کونسل آف اسٹیٹ کہتے ہیں تعلیم یافتہ روشن دماغ بلند فکر شاہ و وزیر ہوے پرانے اصول اور قدیم کاروبار تقویم پارینہ ہوگئے نئے نئے قوانین و انتظامات اجرا و عمل میں آنے لگے اور اصلاحات تازہ کے سرچشمہ دارالامن کو باغ ارم بنانے لگے سچ پوچھئے تو ۱۳۰۳ھ م ۶ ڈسمبر ۱۸۸۶ع سے جبکہ بندگانعالی مع نواب مختار الملک سر سالار جنگ بہادر اور دیگر امرائے ریاست و ارکان سلطنت و حشم و خدم و باکمال تزک و احتشام شایان شان عالی دربار قیصری دہلی میں شریک ہوکر اور اس سفر عظیم سے ہر طرح کی منفعت اٹھاکر واپس تشریف لائے جدید اصلاحات کی جانب مختار الملک بہادر موصوف کا رجحان ہوا تھا اور اسی سال میں اکثر اصلاحات تازہ کی بنیاد پڑی خواہ وہ اصلاحات سیاسی ہوں یا مالی ملکی ہوں یا انتظامی۔ تہذیب و ترتیب آبادی ہو۔ یا غور پرداخت رعایا برایا۔ زمانہ مختار الملک کی ابتدائی تبدیلی حالت سے جو واقف نہیں ہیں اون کی نظر میں چاہے یہ تجدد و تجدید نامحسوس ہو مگر ابتدا اوسی سال میں ہوی اور بندگانعالی کی تحریک توجہ کا بھی یہی باعث ہوا اور توجہ کے ساتھ ہی اختیارات کا حاصل ہونا مفید پڑا کہ وقت پر ہر ایک کام ہوسکا۔ افسوس ہے کہ ان تمام مقاصد کی تکمیل جسکی ابتداء اس سال ہوی مختار الملک بہادر کے ہاتھوں نہ ہوسکی کیونکہ انکی زندگی نے وفا نہ کی۔ کوئی شئی جو ناکمل حالت میں رہ جائے اور اُسے کوئی دوسرا شخص مکمل کردے تو وہ تکمیل کرنے والا زیادہ تعریف کا مستحق ہوتا ہے اسلئے کہ ناکمل حالت میں ہر ایک شئے کالعدم ہوتی ہے اسلئے لیفٹننٹ

جدیدہ کو حد کمال یا کسی درجہ تک پہونچانے کا افتخار و شرف ہمارے ولی نعمت ہی کیلئے موزوں ہے اور انشاء اللہ ابھی بہتیرے ترقیاں ہونگی کہ ہمارے ولی نعمت کے عہد میں ظہور پذیر ہوکر حد کمال کو پہونچیں گے اور حضور انور کا نام نامی ہمیشہ مدبروں کی فہرست میں اول رہیگا۔

سر سالار جنگ ہوں یا بسمارک ہوں خواہ کتنا ہی لایق کوئی وزیر و مدبر ہو خواہ وہ کتنے ہی اچھے اچھے لوگ جمع کرکے چھوڑ جائے تا وقتیکہ حکمران وقت میں قدردانی اور صلاحیت کار و جوہر ذاتی نہ ہو کبھی کوئی انتظام بصورت حالیہ بھی نہیں رہ سکتا۔ یہ قابلیت بندگانعالی کے حصہ کی ہے کہ ہر ایک بات خواہ وہ سالار جنگ بہادر نے پیدا کی یا کسی اور عامل نے نکالی۔ اوسکی تکمیل فرمائی اور خود بدولت نے اکثر اصلاحیں بنفس نفیس فرمائیں ہمیشہ لایق سے لایق شخص کو منتخب فرماکر فائز خدمت کیا اور ہر ایک شخص کو وہی کام دیا جس کا وہ اہل تھا۔ ساتویں تاریخ ربیع آخری ۱۳۰۱ھ سے لیکر آج تک ہمیشہ پولٹیکل اور سیاسی معرکہ پیش آتے رہے ہر ایک معرکہ اور مہم میں کہ یہ جنگ سیاست و تدبیر کی تھی نہ کہ تفنگ و شمشیر کی ان میں ثابت قدم رہنا اور داغ و دھبہ سے بچنا بچانا اور مدبرانہ دماغ سے کام لیکر گوی بازی لیجانا حضور ولی نعمت ہی کا حصہ تھا۔

بعض مہمات میں بڑے بڑے مدبر فضلا۔ عالی دماغ شریک ہوکر حریفوں کی چالوں کو نہ سمجھکر بازیاں ہار گئے یعنے خود اپنا نقصان کرکے خسارے میں رہے اگی ہار جیت حضرت بندگانعالی ہی نے ایسی روش اختیار کی کہ دونوں کے اثر سے ریاست پاک و صاف رہی تو میں یہ کہونگا کہ حضرت بندگانعالی متعالی لیاقت سیاست و سلطنت میں تمام مدبران موجودہ پر فضیلت رکھتے ہیں یہ تو ناممکن ہے کہ تمام اصلاحات و ترقیات و تبدیل و تغیر کی تفصیل اس مختصر میں سما سکے جو ۲۰ سال میں ہوی ہیں مگر چند تبدیلیاں اور ترقیاں قابل اظہار ہیں جن سے یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ حضرت بندگانعالی متعالی کا عہد ملک و رعیت کے حق میں کیسا مفید گویا سراسر رحمت کبریا ہے۔

(۱) عہد مبارک سے پیشتر اضلاع و مضافات کے راستوں کے علاوہ بلدہ ہی کی سڑکیں ایسی خراب تھیں کہ بگی اور موٹر کا کیا ذکر پیدل اور سوار کو راستہ چلنا دشوار تھا ہر طرف ناہموار راستہ پتھریلی زمین پتھروں کا انبار تھا اس کے علاوہ صفائی کا کوئی معقول انتظام نہ تھا کثافت سے آب و ہوا خراب تھی اور بیماریوں کی کثرت اب سڑکیں چوڑی پختہ بن گئیں صفائی میں ہزار ہا روپیہ ماہوار صرف ہوتا ہے نل جاری ہوگئے ہیں گھر گھر دریا ہے خدا کا فضل ہے کہ امراض کی بالکل کمی ہے جا بجا شفاخانہ اور انگریزی دواخانہ ہاسپٹال زچہ خانہ قایم ہیں مفت دوا غربا کو ملتی ہے صحت و آسایش کا کامل انتظام ہے۔

(۲) اضلاع کے راستہ گنجان جنگلوں اور پہاڑیوں کے باعث نہایت دشوار گزار تھے چوروں رہزنوں ڈاکوں کے علاوہ شیروں درندوں کے باعث مسافروں کو جان بچانا مشکل تھا ہمیشہ انسان رہرو خطرہ میں تھا۔ اب وہی جنگل کٹ چھنٹ کر کھیت بنگئے اور پولس وغیرہ کی نگرانی سے بے کھٹکے ہوگئے۔ دن رات مسافر چلتے ہیں کبھی کا کھٹکا نہیں ہوتا۔

(۳) اس کے علاوہ ریلوں کی وجہہ سے نہایت سہولت ہوگئی ہے بڑے حصہ ملک میں ریلوے سڑک بچھی ہوی ہے جس سے مسافروں خصوصاً حکام کو دورہ وغیرہ میں نہایت آسانی اور ہر ایک موقع کی خبر گیری اور نگرانی میں کمال سہولت ہوگئی ہے بیگاریوں کی بھی جان بچی کہ خاص ایک رعیت آزاری تھی ان راستوں کی صفائی اور ریلوں کی آمد سے زمین کی قدر و قیمت میں بھی ترقی ہوی آمدنی میں اضافہ ہوا زراعت میں وسعت ہوی تجارت کی جانب لوگوں کا رجحان ہوا نوکریوں کی قلت ہوگی تو یوں کسب اذوقہ و معاش کی سبیل ہوگئی۔

(۴) پہلے ڈاک خانوں کی بھی مندرجہ بالا وجہہ یعنے راستوں کی خرابی سے کمی تھی خطوط وغیرہ کے ایک ضلع سے دوسرے ضلع تک پہنچنے میں بہت دیر ہوتی تھی۔ برعکس اس کے اب ڈاک خانوں کی کثرت

اور خطوط اور پارسل وغیرہ میں نہایت سہولت ہوی اور روز بروز سہل الوصول اصول نافذ ہوتے جاتے ہیں اور اس بارہ میں گورنمنٹ انگریزی بھی معین ہے یعنے ہر جگہ انگریزی ڈاک خانہ اور ٹیلیگراف بھی قایم ہے اور منی آرڈر بھی جاری ہو گیا۔

(۱) گزشتہ زمانہ میں تعلیم کی بھی بہت کمی تھی سپاہیانہ ملک میں لکھنا پڑھنا وبال تھا بجز شرفا امرا اور اہل قلم کی اولاد کے کون پڑھتا تھا اب یہ کیفیت ہے کہ ایک ایک قصبہ میں مدارس قایم ہو گئے ہیں۔ فیس برائے نام ہے اکثر ناداروں کو معاف ہے ہزاروں بچہ ہر قوم اور پیشہ ور کے زیر تعلیم ہیں اور صدہا اشخاص سند یافتہ ہو کر بر سر کار ہیں۔ اگرچہ تمام علوم و فنون کی تعلیم ہو رہی ہے اور تعلیمی حالت روبہ ترقی ہے لیکن طب کی جانب خاص توجہ کی گئی ہے اس فن کے طلبہ کیلئے وظیفہ مقرر کئے گئے ہیں بہت سے طلبہ کامیاب و سند یافتہ ہو کر ملک میں پھیل گئے ہر ایک ضلع میں جا بجا سرکاری شفاخانوں میں اور اپنے طور پر بھی اطبا پہونچ گئے ہیں کہ یہ فیض سلطانی تمام رعیت کے خاص شکر گزاری کے لایق ہے

(۱) بہ نسبت سابق کے مذہب میں اب بالکل آزادی ہے ہر ایک گروہ اپنی مراسم مذہبی کمال آزادی سے ادا کر سکتا ہے کسی طرح کی روک ٹوک نہیں ہے اور مختلف مذاہب کے لوگ باہم شیر و شکر ہیں نہ اون میں کوئی عناد ہے نہ فساد ہے۔

اس کی وجہ خاص یہ ہے کہ جب کبھی کوئی مذہبی تنازع پیش آیا تو حضرت بندگانعالی نے عدل و انصاف کیا کسی کی رعایت اور جنبداری نہ کی اسلئے اہل مذاہب نے سوچ سمجھکر اعتدالی حالت اور باہمی ملت اور ملنساری اختیار کی۔

(۱) محکمہ مال و فنانس میں ہمیشہ ایک سے ایک اعلیٰ اور منتخب زمانہ اشخاص مقرر ہوتے رہے اور فی الحال یوروپین صاحبان ہیں کہ وہ ہماری تعریف سے مستغنی ہیں عدالتی صیغوں میں بالخصوص ہائیکورٹ اور ہوم ڈپارٹمنٹ میں ایسے ایسے لایق فایق تعلیم یافتہ بیرسٹر اور ذی علم و تجربہ صاحبان

تجربہ ملازم و مقرر کئے گئے ہیں کہ بجز گورنمنٹ انگریزی کے کسی اور مقام پر ایسے منتخب اور چیدہ عادل و منصف حکام مشکل سے بہم پہونچے ہونگے اور ان عہدہ داروں کی بیش قرار تنخواہیں تجویز کی گئی ہیں تاکہ دلدہی اور توجہ سے اپنے فرایض منصبی کو ادا کریں۔

(۱) پیشتر خدمات ملکی و مالی و پولیس وغیرہ قیاساً ہر شخص کو جسے لایق سمجھتے تھے دیدئے جاتے تھے اون میں بعض تو امید سے زیادہ لایق نکلتے تھے اور اپنے فرایض نہایت خوبی سے انجام دیتے تھے بعض اپنے خامیوں سے مجبور تھے اس عہد میں یہ انتظام ہے کہ جب تک کوئی ملازم اپنے منصب و عہدہ مفوضہ مثلاً تحصیلداری و تعلقداری حتی کہ سب انسپکٹری وغیرہ کا امتحان دیکر کافی سرٹیفکیٹ حاصل نہیں کرلیتا اُس کو ہرگز ترقی نہیں دی جاتی جس سے ہر ایک صیغہ میں کام اطمینان کے لایق ہورہا ہے اور ہر صیغہ میں ترقی کرنے کی امید ہوسکتی ہے۔

اسی طرح بہت سے مفید ملک محکمہ مثل محکمہ جنگلات و محکمہ انسداد ٹھگی و ڈکیتی و محکمہ بندوبست و محکمہ خبر رسانی و محکمہ آبرسانی و محکمہ صفائی و روشنی و محکمہ تحقیقات طبی و حفظ صحت و ٹیکہ چیچک و محکمہ تصنیف و تالیف و محکمہ نفاذ قوانین اور مجالس مشورت و انتظام ریاست وغیرہ قایم کئے گئے۔ اور رفاہ عام کے کام ہوے مثلاً اکثر شریف زادوں کو بغرض تعلیم و تربیت لندن روانہ کیا گیا اور انکے کل مصارف کی کفالت کی گئی اور دور دراز مقامات کے مدارس میں چندہ سے امداد کی گئی اور جن اہل کمال کی رسائی ہوی اون کو داد ہنر دی گئی دل افزائی کی گئی اور اکثر باکمالوں کو خدمات لائقہ دیکر روک لیا گیا بعض کے منصب مقرر ہوے بعض پنشنیاب ہوکر یہیں کی خاک ہوے۔

اور صدہا امور خیر میں جو احاطۂ تحریر سے باہر ہیں اس ریاست کے عملدرآمد میں آئے اور آرہے ہیں یہ سب اسی دور کے اصول و ابواب ہیں اور اسی فصل کے گل و اثمار جنکا نتیجہ یہ ہوا کہ مملکت سرسبز و شاداب ہوگئے۔ لوگ شایستہ اور انتخاب ہوگئے آبادی میں ترقی ہوی اور آمدنی

ملک میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔

ریاست کے تمام انتظامات جدیدہ دیکھکر امرا و جاگیردار جو صاحبان اختیارات ہیں اونکے دفاتر و محکمہ جات پولیس و عدالت و مال و افواج وغیرہ اونھیں کی جانب سے اونکی حدود اراضی میں قایم ہیں انھوں نے بھی قوانین سرکار عالی کی پابندی اور آئین بندی کی اور دفاتر و صیغہ ہائے مال وغیرہ کے ایسی اصلاح فرمائی جیسی کہ بڑے بڑے ممالک میں ہونی چاہئے۔ اور خود بندگانعالی کے تحت فرمان ایک تو ریاست دکن مع کل امرائے مملکت کے ہے دوسرے صرف خاص مبارک وہ بھی بجائے خود ایک ریاست سمجھنا چاہئے۔ اس علاقہ کا بھی عملہ و انتظام علیحدہ ہے جس کو محکمہ مدار المہامی سے کوئی تعلق نہیں بلکہ راست محکوم حضرت بندگانعالی متعالی ہے صرف خاص کے قوانین مفیدہ عہد مبارک میں تیار ہوے۔

غرضکہ وہ زمانہ ہے کہ اگر ایک جاگیردار کے علاقہ میں جاکر کوئی دیکھے تو اوس طرز عمل سے یہی معلوم ہوگا کہ وہ کسی بڑے ملک شاہنشاہی کے صوبہ میں مقیم ہے یعنے ریاست کی شائستگی و درستی کا اثر کل ملک پر ہوا ہے اور تمام ملک میں انتظامات جدیدہ سے امن و اطمینان آرام کامل حاصل ہے اس مدت بست و ہشت سالہ حکومت بندگانعالی میں اہم ترین واقعات سے وزارتوں کی تبدیلی ہے کیونکہ اس ملک میں کوئی معمولی درجہ کا حاکم مدار المہامی کے درجہ تک نہیں پہونچ سکتا تاوقتیکہ اوسمیں ذاتی لیاقت کے علاوہ مالی وجاہت اعلیٰ درجہ کی نہ ہو۔ یا یوں کہئے کہ وہ بجائے خود ایک سرکار ہو۔ اسکی مصلحت والیان دولت بخوبی جانتے ہیں مگر بظاہر ایک بڑا سبب یہ ہے کہ ایسے ملک میں جہاں صدہا امرا و جاگیردار و روسا ہوں۔ افسری و سرداری کیلئے روسا میں سے ایک ممتاز ہی شخص ہونا قرین مصلحت ہے اس بنا پر مدار المہاموں کی تبدیلی اہم ترین واقعات سے ہے جن مدار المہامان کا اس عرصہ میں عزل و نصب ہوا اون کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

(۱) ہفتم ربیع اولے سنہ ۱۳۰۱ھ سے سنہ ۱۳۰۴ھ تک } عماد السلطنت میر لائق علی خاں سالار جنگ منیر الدولہ بہادر مختار الملک ثانی

(۲) چند زمانہ تک بندگانعالی زمام وزارت اپنے دست مبارک میں رکھے صرف کرنل مارشل امداد سربراہکار مدار المہامی تھے۔

(۳) سنہ ۱۳۰۵ھ سے سنہ ۱۳۱۱ھ تک } سر آسمانجاہ بشیر الدولہ بہادر

(۴) ۸ جمادی الاولی سنہ ۱۳۱۱ ہجری سے جمادی الاولے سنہ ۱۳۱۹ھ تک } سر وقار الامرا بہادر اقبال الدولہ

(۵) جمادی الاولے سنہ ۱۳۱۹ھ سے تاحال مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت جن کے خاندان میں پیشکاری ریاست قدیم ہے مدار المہام ریاست ہیں اور مہاراجہ بہادر کا عہد وزارت نہایت امن و عافیت کا اور بے خرخشہ ہے۔

مدار المہام بہادر بلا رو رعایت کے مقدمات کا فیصلہ فرماتے ہیں اور بکمال حلم و تحمل و عدل و نصفت سے کار فرما ہیں اور ہمیشہ رضامندی سرکار بندہ پرور کی مد نظر رکھتے ہیں اور بذاتہ علم دوست اور حامی اہل علم ہیں۔ مدار المہامی کے بعد اعلیٰ ترین خدمات میں معین المہامی کا منصب ہے تمام معین المہام دست و بازوی وزرا جلیل القدر کے ہیں اور جو درمیان مدار المہام و حکام و متعلقان ذی اقتدار کے ذمہ دار کاروبار ریاست ہیں فی الحال امرائے ذیل معین المہامان ریاست ہیں۔

(۱) فخر الملک بہادر - - - - - - - - معین المہام عدالت و تعلیمات ریاست

(۲) شہاب جنگ مختار الدولہ افتخار الملک بہادر - - معین المہام تعمیرات و کوتوالی و امور عامہ

(۳) نظام یار جنگ حسام الملک خانخاناں بہادر معین المہام افواج باقاعدہ و بیقاعدہ ایک معین المہامی مال فی الحال زیر تجویز ہے

دوسرا مسرت افزا و بہجت خیز مژدہ جشن جوبلی مبارک اعلیٰحضرت بندگانعالی کا ہے

جو ۱۸ شوال ۱۳۲۳ھ سے ۲ ذیقعدہ سنہ صدر تک قایم رہا۔

یہ امر محتاج بیان نہیں کہ شخصی حکومت میں جبکہ ادنیٰ و اعلیٰ حکام کے تغیر سے مملکت متاثر ہوتی ہے تو بادشاہوں اور والیان دولت کے تبدیلی سے ملک بھلا کس طرح متغیر ہوگا ایسے تغیرات انقلاب عظیم کہلاتے ہیں کسی ملک میں ایک عادل و نیک نیت بادشاہ و فرمانروا کا دیر تک قایم رہنا اوس مملکت کی سرسبزی فلاح و بہبودی کا باعث ہے اور اسکے برعکس ہوا تو سراسر تباہی بربادی کے سامان ہیں

حضرت بندگانعالی کے عادل اور نیک نیت ہونے کا جس قدر ثبوت ہمنے پچھلے اوراق میں دیا ہے صاحب انصاف کے نزدیک کافی و وافی ہے اور ان حالات کو ملاحظہ کرکے ہر شخص یہی ادعا کریگا کہ جس قدر دیرپا حکومت حضرت بندگانعالی کی ہو ریاست کے واسطے مفید اور بہتر ہے اور خدا ایسا کرے کہ عمر خضر و مسیحا ہمارے ولی نعمت کو عطا کرے۔

بادشاہان خود مختار ہیں (۲۰) اور (۴۰) تا صکہ پچاس سال تک حکومت کرنے پر ہمیشہ جوبلیاں منائی گئی ہیں چنانچہ اکبر بادشاہ فرمانروائے ہند کی جوبلی پنجاہ سالہ ہوی اور ملکہ وکٹوریہ قیصرہ ہند نے بھی اپنی حیات میں یہ روز مبارک دیکھا۔

جب کامل ۴۰ سال حکومت بالاستقلال اعلیحضرت بندگانعالی کے ہوگئے تو امرا و ارکان ریاست نے جشن جوبلی کے طور پر ایک خوشی کا دربار قایم کرنا قرین مصلحت جانا اور اپنی وفاداری کا ثبوت دیا حضرت بندگانعالی متعالی نے بھی رعیت و ارکان ریاست کی خوشی گوارا فرماکر اجازت مرحمت فرمائے۔ اور بڑی دھوم ترک و احتشام اور مصارف کثیرہ کے ساتھ یہ جشن مبارک کیا گیا اسکی تفصیل بھی بہت سے اجزا چاہتی ہے مگر مختصر بیان اس کا یہ ہے کہ اٹھارویں شوال ۱۳۲۳ھ جمعہ کے دن سے یہ جشن شروع ہوا اسلامی اصول سے پہلے حضرت بندگانعالی مکہ مسجد کو ادائی دوگانہ کیلئے اپنے کامل جلوس و ترک و احتشام رئیسانہ کے ساتھ جیسا کہ قدیم بادشاہوں کا

دستور تھا تشریف لیگئے اور سواری دولت خانہ پر نواب مدار المہام راجہ کشن پرشاد بہادر کے تھوڑی دیر قیام کرتے ہوے واپس مراجعت فرمائے دیوڑھی ہوے اسی روز خلوت مبارک میں تمام علما و صلحار و مشایخ و پنڈت و متوکلین طلب کئے گئے تھے اور انھیں زر نقد و خلعتہائے قیمتی سے سرفراز و مسرور و ممتاز فرمایا گیا۔

۱۹ تاریخ ماہ وسمبر صدر کو فتح میدان روبروئے قلعہ گلکنڈہ میں فوجی برگیڈ کی قواعد ملاحظہ اقدس واعلیٰ میں آئی۔

۲۰ تاریخ سمبر صدر میں محتاجین و مساکین بلدہ کو خیرات تقسیم ہوی۔

۲۱ تاریخ سمبر صدر چار بجے شام کو چو محلہ مبارک میں انگریزی دربار ہوا مسٹر بیلی رزیڈنٹ حیدر آباد نے اس موقع پر جو اسپیچ دی اوس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

یہ بات بہت مسرت بخش ہے کہ حضور نے اس دربار میں براہ عطوفت مجھے مدعو کیا میں دو جہتوں سے اس دربار میں شریک ہوا ہوں ایک تو نائب گورنمنٹ آف انڈیا کی حیثیت سے میں منجانب ہز اکسلنسی وایسرائے ہند بہادر مبارکباد اور دعائے خیر ادا کرتا ہوں۔ (تار جو وایسرائے ہند کی جانب سے آیا تھا اوس کے الفاظ یہ ہیں) وایسرائے چاہتے ہیں کہ آپ اونکی جانب سے اس موقع پر کہ اعلیحضرت کی فرمانروائے ملک دکن کا سال بستم ختم ہوا ہے دلی تہنیت اور مسرت کا اظہار کریں اور حضور کے عہد حکومت کے انتظامات کی نمایاں طور پر مبارکباد دیں اور ہز اکسلنسی کی یہ دلی آرزو بھی ظاہر کریں کہ آیندہ اس سے زیادہ خوشحالی و فلاح حضور عالی اور اون کی رعایا کو نصیب ہو۔

(یہ تار حسب الحکم لارڈ کرزن کے روانہ کیا گیا تھا اور اسی عرصہ میں لارڈ کرزن بہادر کی تبدیلی لارڈ منٹو بہادر سے ہو گئی تھی) لہذا

رزیڈنٹ بہادر نے فرمایا کہ یہ پیام حسب الحکم لارڈ بہادر کے روانہ کیا گیا ہے والیسرالٹی میں چاہیے جو تغیر و تبدل ہو مگر گورنمنٹ آف انڈیا کے خیالات بدل نہیں سکتے اور کل مجھے ہز اکسلنسی لارڈ منٹو کا تہنیتی تار وصول ہوا وہ حسب ذیل ہے :-

والیسرائے تہ دل سے خواہاں ہیں کہ اون مبارکبادیوں اور دعاؤں میں شریک ہوں جو اعلیحضرت حضور نظام کی بیسویں سال جلوس کے ختم ہونے پر جس کا حضور عالی جشن منا رہے ہیں لارڈ منٹو کی جانب سے پیش ہوں۔

پرنس اور پرنسس آف ویلز نے آپ سے یہ درخواست کرنے کیلئے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ انکی دلی مبارکبادیوں کو ایسے مسرت بخش موقع پر جبکہ چالیسویں سالگرہ اور بیسویں سال جلوس کے ختم ہونے کا جشن منایا جا رہا ہے پیش کریں۔

یہ تار اعلیحضرت کیلئے ایک خاص خوشی کا باعث ہوگا کیونکہ فی الواقع پرنس اور پرنسس آف ویلز کی تشریف آوری ہند حضور والا کی عمر اور تاریخ دکن کے ایسے ایک قابل یادگار سال میں ہوی ہے جسمیں حضور والا کے حسب خواہش عنقریب بہ حیثیت معزز مہمانوں کے آپ اپنے دار السلطنت میں اون کا خیر مقدم کرینگے۔

یہاں پر میری آفیشل ڈیوٹی تمام ہوتی ہے لیکن میری خواہش ہے کہ میں اپنی جگہ پر بیٹھنے سے پہلے یوروپین گروہ کی طرف سے جو مدامی یا ہنگامی طور پر حضور والا کے ملک میں سکونت پذیر ہیں دلی مبارکبادیاں اس مسرت بخش سالگرہ کی عرض کروں اعلیحضرت کی حکومت نے بقول لارڈ کرزن کے بہت سے فواید ملک اور اہل ملک کو پہونچائے گو ہم آپکی رعایا نہیں مگر آپ کے اوصاف کی قدر کرنے میں جو بہ حیثیت ایک حکمراں کے ظاہر ہو رہی ہیں آپکی رعایا سے کچھ کم نہیں ہیں اور وہ حکمرانی ایسی خوبیوں سے بھری ہوی ہے جنکے ہم شکر گزار ہیں

میں اس موقع پر پبلک طور سے اپنا خیال ظاہر کرتا ہوں کہ حضور والا نے عمدہ طریقہ سے برٹش گورنمنٹ
کی تاریخی دوستی کو اور برٹش رعایا سے جو آپ کے ملک میں رہتی ہے اتحاد برقرار رکھا اگر اس دوستی
کے نسبت میں یہہ پیشنگوئی کروں تو بیجا نہ ہوگا کہ جبتک دونو گورنمنٹیں قایم ہیں روز افزوں رہیگی۔
اب میں سب کی طرف سے حضور والا کی ازدیاد عمر و صحت و اقبال کا خواستگار ہوں۔

اسپیچ اعلیحضرت بندگانعالی متعالی

یہ دوسرا موقع ہے جس میں برسر دربار اپنی برٹش دوست و خیر خواہوں کی مبارکباد
لینے کھڑا ہوں پہلا موقع وہ تھا جبکہ (۲۰) سال قبل مارکوئیس آف رپن ایرل رابرٹش اور دیگر
معزز دوستوں کی مبارکباد قبول کرنے کے لئے دربار میں اٹھ کھڑا ہوا تھا۔
میں خیال کرتا ہوں کہ پہلا دربار ایک طور سے موجودہ دربار کا بانی ہوا کیونکہ اس دربار
میں نہایت محترم مارکوئیس کی مہربانہ نصیحت نے میرے دل میں جاگزیں ہوکر مجھے اپنی رعایا کے
واسطے اپنے کو وقف کرنے پر آمادہ کیا۔
میری چالیسویں سالگرہ جسکی خوشیاں میری رعایا اس قدر عقیدتمندانہ جوش سے مناتی
ہیں اس تقریب میں آپکی بڑی مہربانی ہے کہ آپ مجھے یہاں مبارکباد دینے کے لئے آئے ہیں۔
آپ نے اس طور سے اپنی ہمدردی میری رعایا کے ساتھ اور اپنی خیر خواہی جو میرے سامنے ظاہر
کی ہے اس کی میں بہت قدر کرتا ہوں۔ کسی نہ کسی طور سے خلایق کو فائدہ پہونچانے کی کوشش
کرنے میں ایک خالص خوشی حاصل ہوتی ہے یہ خوشی دوہری ہوجاتی ہے اگر اس کوشش
میں کسی قدر کامیابی ہو۔ لیکن ایسی خوشی سہ چند ہوجاتی ہے جب یہ معلوم ہو کہ اپنے بہترین دوست
اس کامیابی کو پسند کرتے ہیں آپ کی مہربانہ مبارکبادیوں سے مجھے آج حسب مذکور سہ گونہ

خوشی حاصل ہوی اور میں آپ سب کا دلی طور سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جو کچھ میں بفضلہ تعالی گزشتہ ۲۰ سال میں کرسکا وہ یہی ہے کہ بتدریج چند اصول قایم ہوے جو عمدہ انتظام کے باعث ہیں مگر میرے لئے اور میرے عہدہ داروں کیلئے جو اہم کام در پیش ہے وہ یہ ہے کہ ان اصول کو جس غرض سے کہ وہ قایم ہوے ہیں ٹھیک اوسی کے مطابق عمل میں لانے کے موثر ذرایع اختیار کئے جائیں۔ مجھے امید قوی ہے کہ میں اپنے اس اہم کام میں ہمارے دوست مسٹر بیلی کی بیش بہا کمک و مشورہ کے علاوہ آپ تمام صاحبوں کی ہمدردی و خیر خواہی کا پورے طور سے مورد رہونگا یقیناً اس سے میری مشکل کام میں بڑی آسانی ہوگی ہز اکسلنسی لارڈ کرزن کا مہربانہ پیغام وصول کرنے میں مجھے نہایت خوشی ہے اونکو میری ریاست کے اور میری بہبودی کے ساتھ دلچسپی جو ہمیشہ رہی اس کے شکریہ گرانبار کا میں بہت معترف ہوں میں ہز اکسلنسی لارڈ منٹو کی مہربانہ مبارکباد کا بھی بہت ممنون ہوں اور ڈیر ایل ہاینس دی پرنس و پرنسس آف ویلز کی نہایت مشفقانہ پیغام کی نسبت میں کیا کہوں ویرایل ہاینس نے جس اخلاق کے ساتھ مبارکباد ادا فرمائی ہے اس سے میرا دل نہایت اثر پذیر ہوا تخت برطانیہ کو ہم ہر وقت نہایت احترام و اکرام سے دیکھتے ہیں ویر رایل ہاینس کے اس پیغام نے میرے اور میرے رعایا کے رشتہ اتحاد کو تخت برطانیہ کے ساتھ ہمیشہ سے بھی زیادہ استوار کر دیا ہے میرا دل اس وقت اس قدر خوشی سے مملو ہے کہ میں اپنے خیالات کو زبان سے بیان نہیں کر سکتا اس لئے میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں اور مسٹر بیلی سے درخواست کرتا ہوں کہ میرا نہایت مشتاقانہ شکریہ ویرایل ہاینس دی پرنس و پرنسس کے پاس اور نیز لارڈ کرزن و لارڈ منٹو کے پہونچا دیں

ایک تار لارڈ امپتھل ۸ ماہ ڈسمبر ۱۹۰۵ء کو مبارکباد کا آیا یہ صاحب فری مشینوں کے گرانڈ ماسٹر ہیں جن کا جواب شکریہ کے ساتھ ریاست کی جانب سے روانہ ہوا۔ ۲۲ تاریخ کو

باغ عامہ میں خیمہ ڈیرہ نصب کئے گئے تھے۔ ان میں سرکاری مدارس کے طلبا، جو مدعو ہوے تھے بٹھائے گئے۔ مدار المہام وارکان ریاست پیشتر سے موجود تھے نواب ولیعہد بہادر بھی تشریف لائے تھے باری باری ہر ایک مدرسہ کے طلبا ولیعہد بہادر کی خدمت میں پیش کئے گئے طلبا کو چند ہزار روپیہ شیرینی کے واسطے عطا کیا گیا۔

اسی روز (۶) بجے شام کو بگھی خاصہ پر نوبت پہاڑ فتح میدان میں کلاک ٹاور کے افتتاح کے واسطے اعلحضرت تشریف لیگئے اور سر راہ دروازہ افضل گنج کے کلاک ٹاور کا بھی افتتاح فرمایا فتح میدان میں صاحب رزیڈنٹ اور سرکاری عہدہ داران دیسی ویوروپین واراکین سلطنت ومالکان سمستانان مدعو تھے۔ کلاک ٹاور کے افتتاح کے بعد اعلحضرت کی بگھی سے گھوڑے نکالکر فوجی عہدہ داروں نے بگھی خاصہ کو اپنے ہاتھ سے کھینچکر مجبوب اسٹانڈ کے قریب تک لائے وہاں بندگانعالی نے بگھی سے اوترکر اسپورٹس کے بازی جیتنے والوں کو انعامات تقسیم فرمائے فوجی عہدہ داروں کی لیڈیوں نے اعلحضرت کی حضور میں گلدستہ نذر کئے۔ ۲۴ تاریخ روز پنجشنبہ باغ عامہ میں رعایا کی جانب سے ایڈریس پیش ہوا مہاراجہ کشن پرشاد بہادر مدار المہام نے پڑھکر سنایا۔ یہ ایڈریس ۲۳ تاریخ کی شام کو تخمیناً ڈیڑھ سو معززین شہر رعایا کی جانب سے لیکر حاضر ہوے تھے تمام شب بتنظر رونق افروزی سرکار کے تھے مگر چونکہ آج کی شب تمام شہر خصوصاً باغ عامہ اور دیگر خاص خاص مکانات ومقامات میں روشنی وآرائش کا کامل انتظام ہوا تھا اس لئے یہ رات بڑے لطف اور کیفیت کی تھی حیدرآباد میں کم کوئی رات ایسے تکلف اور خوشی سے گزری ہوگی۔ اس ایڈریس کا جواب حضرت بندگانعالی نے کمال توجہ اور التفات سے ادا فرمایا۔ جواب ایڈریس میں حضرت بندگانعالی کے یہ چند جملہ قابل انتخاب اور لایق قدر ہیں۔

اس بیس سال میں تمھارے امن و آسائش ترقی و بہبودی کے واسطے میں (اپنے سے جس قدر ہو سکے) کوشش جو کرتا رہا۔ اور اس کا نتیجہ جیسا کہ ہمیں پایا گیا تم نے اپنے اڈریس میں بیان کیا ہے میں اس کوشش کا طریقہ بھی جو میں نے اختیار کیا دو چار فقروں میں بیان کر دیتا ہوں اور یقین کرتا ہوں کہ تم سب اسکو اپنے کار و بار میں ہمیشہ ملحوظ رکھتے ہیں [illegible] مجھے سچی اور سیدھی بات کے سوا اور کوئی بات کبھی پسند نہ آئی۔ میں کسی امر کا وعدہ بہت دیر اور مشکل سے کرتا رہا لیکن وعدہ کر چکنے بعد اس کا ایفا جلد اور پورا کرنا نہایت لازم سمجھتا رہا۔ کوئی بھی کام ادھورا یا بیدلی سے کرنے سے اسکو نہ کرنا ہی بہتر جانا اور جو کام کیا اوسکو کامل دلدہی کے ساتھ پورا کرنے کی کوشش کی ہر مہم میں صبر کو مقدم رکھا اور ہر حال میں اپنی نیت اچھی رکھنے کی جد و جہد میں مشغول رہا۔ (آگے چلکر) دنیا میں کسی انسان کی کامیابی یا ترقی کبھی کمال کو نہ پہونچی ہے نہ پہونچ سکتی ہے۔ اگر میرے ریاست کے امور اس بیس سال میں ایک حد تک ترقی پائی ہیں تو اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ ان میں اور زیادہ ترقی کی گنجایش نہیں یا مزید ترقی و بہبودی کے واسطے ہماری کوششیں کم کر دی جائیں بلکہ جس طرح جب کوئی اچھی چیز زیادہ زیادہ ملتی جاتی ہے اوس کو اور زیادہ زیادہ حاصل کرنے کے لئے انسان کی خواہش بڑھتی جاتی ہے اسی طرح اس قدر بہبودی و کامیابی اپنے ریاست کی دیکھکر مجھے اور زیادہ ترقی و کامیابی حاصل کرنے کی خواہش ہوتی ہے اگرچہ محنت و کوشش کرنا ہماری ہمت پر منحصر ہے لیکن ہماری سعی نتیجہ بخش ہونا فقط خدا کے فضل و رحمت کا اثر ہے۔

اس کے بعد بذریعۂ مدار المہام بہادر ممبران ڈپوٹیشن پیش ہوی انکی نذریں گزریں۔ مدار المہام بہادر نے چند کشتیاں روپیوں کی فرق مبارک سے نثار کیں۔ سونے

چاندی کے پھول نچھاور کئے گئے اور پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔

غرہ ذیقعدہ کو افضل محل میں محکمہ صرف خاص کی جانب سے اڈریس پیش کیا گیا۔ اور اس کا جواب بھی نہایت مہربانی سے سرکار انور نے ادا فرمایا۔

● اسی روز ایک اڈریس فری مشنوں کی طرف سے بھی پیش ہوا جسکے جواب میں بندگانعالی کے یہ جملہ نہایت موزوں ہیں۔

مجھے اسکی سماعت سے بڑی خوشی حاصل ہوی کہ فرمانروائے وقت کی اطاعت تمہارا خاص شیوہ ہے اور تمہارے انجمن والے میری ریاست میں کثرت سے ہیں اے فری میسنان حیدرآباد تمہاری دیرینہ اور مستقل آئین و اطوار جو ظاہر کئے گئے اون کو میں بہت پسند کرتا ہوں کیونکہ ان سے میری ریاست کے ہر قوم و ملت والوں میں اتفاق و یکجہتی کا شیوع ہوتا ہے لہذا میں تمھیں یقین دلاتا ہوں جس قدر ہوسکے میں تمہارے انجمن کی تائید و حمایت میں کبھی کوتاہی نہ کروں گا۔

۲ ذیقعدہ سنہ صدر کو تقریباً ۳۹ حضرات معززین ریاست کو خطابات جنگی و دولائی و خانی و بہادری و ملکی و ونت و راجہ و رانی و اشرف العلما وغیرہ عطا ہوے اور اسی دربار دربار میں مولف ہذہ بھی بخطاب اعتصام الدولہ و بندہ زادہ میر احمد علی بخطاب خانی و بہادری سرفراز ہوا۔

آج کی تاریخ جشن جوبلی نہایت خیر و خوبی کے ساتھ ختم ہوا اس جشن کے متعلق وقائع نگاروں اور شاعروں نے جو مضامین اور قصاید اور تاریخیں لکھی ہیں انکی تعداد سینکڑوں ہزاروں تک پہونچتی ہے جسکا حصر دشوار ہے۔

پرنس آف ویلز جو آخر کو قیصر ہند اور مالک تخت برطانیہ ہوے جنکی تشریف آوری

ملک ہذا کا تذکرہ مسٹر بیلی رزیڈنٹ حیدرآباد کی اسپیچ میں ہوا ہے اور واقعی ۱۴ ذیحجہ ۱۳۲۳ھ روز پنجشنبہ کو پرنس آف ویلز رونق افروز بلدہ ہوئے شہزادہ کی تشریف آوری گو ایک خاص امر ہے مگر چونکہ اس مضمون کو ان تمام واقعات اور معاملات سے جو صفات سرکار انور کے ماوراء ہیں تعلق نہیں ہے لہذا اسکی تفصیل کا یہ محل نہیں ہے اور اسی بنا پر اس قسم کے تمام واقعات غیر متعلقہ کو یہاں پر جگہ نہیں دی گئی۔

یہاں تک جو کچھ بیان ہوا وہ صرف اس طرز عمل کا بیان تھا جو حضرت بندگانعالی متعالی کا حکومت ریاست میں ہے اور یہ گویا خاص فرائض منصبی حضرت بندگانعالی متعالی سے تھے سینکڑوں ہزاروں میں سے چند دائرہ تحریر میں آئے باقی رہے خاص صفات وعادات واخلاق حضرت بندگانعالی متعالی جنکو فطرت نے آپ میں ودیعت کیا ہے وہ بھی بیشمار ہیں اور ہرگز کوئی محرر ان کو چند اوراق یا اجزا میں محدود نہیں کر سکتا۔

فن شعر سے اعلیحضرت بندگانعالی کو خاص مناسبت ہے ہمیشہ بیش قرار درباہر شعرا ملازم رہے داغ مرحوم کے بعد جلیل شاگرد امیر مینائی کو سرفراز فرمایا۔ حضرت بندگانعالی کو غزل اور سلام میں تمام دکن استاد مانتا ہے غرضکہ صدہا صورتوں سے حضور پر نور روئے زمانہ میں ممتاز مایۂ ناز اہل ملک ہیں راقم الحروف یہ ناچیز تالیف ختم کرنے والا تھا کہ اس اثنا میں ایسا حادثہ جانکاہ پیش آیا جسکی شرح میں زبان قلم قاصر۔ مختصر کیفیت یہ ہے کہ حضرت آصف جاہ سادس بغرض تبدیل آب وہوا پہاڑی حضرت بابا شرف الدین صاحب قدس سرہ تشریف فرما ہو کر چند روزہ قیام کے بعد قصر فلک نما پر تشریف فرما ہوئے یکایک ۲ رمضان ۱۳۲۹ھ شب دوشنبہ کسلمندی کا آغاز اور ساتھ ہی مزاج اقدس اعتدال سے منحرف ہوا۔ صبح سے غفلت شروع ہوئی اطبا ڈاکٹر ویونانی کا علاج ہوتا رہا۔ دوشنبہ کے چار بجے ہوش آیا۔ یقین ہوا کہ مزاج مبارک اب روبہ اصلاح ہو جائیگا۔

شام کے سات بجے ناسازی میں زیادتی اور بیہوشی ترقی پذیر ہوی بہت کچھ تدابیر مکانی عمل میں لائے گئے لیکن ہوش نہ آیا۔ مزید براں بر و اطراف اپنا اثر بتلانے لگا۔

بالآخر ۲۹ ماہ رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ روز شنبہ تقریباً دن کے ۱۱ بجے عازم خلد بریں ہوے۔ افسوس صد ہزار افسوس کہ ایسے بادشاہ جمجاہ کا امراض متضادہ میں مبتلا ہوکر انتقال فرمانا ملازمان خاص و رعایائے ملک کیلئے وہ دن قیامت سے کم نہ تھا۔

خبر رحلت کے مشتہر ہوتے ہی تمام دوکانیں شہر کے بند ہوگئیں اور ہر جگہ اوداسی چھاگئی نعش حضرت مغفور ذریعہ موٹر چو محلہ مبارک میں لائی گئی۔ امرا و اراکین و عہدہ دار و منصبدار ڈیوڑھی مبارک میں حاضر تھے تیاری تجہیز و تکفین کی شروع ہوی۔

مہاراجہ سرکشن پرشاد مدارالمہام بہادر و دیگر امرائے بلدہ یکے بعد دیگرے سرکار حضرت ولیعہد بہادر دام اقبالہ کے دولت خانہ کنگ کوٹھی مبارک پر بغرض عرض تعزیت حاضر و باریاب ہوتے جاتے تھے

تین بجے دن کے نواب افتخار الملک بہادر وزیر کوتوالی و امور عامہ سرکار عالی موٹر کے سوار سر پر سفید رومال باندھے ہوے میدان چارمینار میں آکر کھڑے ہوے اور کوتوال صاحب بلدہ سلطان یاور جنگ بہادر کو حکم دیا کہ حسب آئین قدیم شہر میں منادی حکمرانی حضرت ولیعہد سرکار نواب میر عثمان علی خاں بہادر دام اقبالہ و ضاعف اجلالہ کردی جائے کوتوال صاحب موصوف معہ چند جمعداران عرب ہر کوچہ و بازار میں منادی کرتے و تعمیل حکم بجالاتے تھے۔

اس اعلان سے ہر ایک ملازم سرکار عالی و رعایا ملک کی دلجمعی ہوی۔ ہر شخص ذات ستودہ صفات حضرت اقدس و اعلےٰ کیلئے دست بدعا ہوا۔

ملک معظم قیصر ہند کنگ پنجم نے بذریعہ تار رزیڈنٹ صاحب حیدرآباد کو ارشاد فرمایا کہ میری جانب سے ہز ہائنس نظام کے خاندان اور ان کے صاحبزادہ ہز ہائنس نظام کی وفات پر

دلی ہمدردی کا اظہار کیا جائے۔

ہز اکسلنسی ویسرائے بہادر کے پرائیوٹ سکرٹری نے رزیڈنٹ بہادر کے نام تار بدیں مضمون ارسال کیا کہ ہز اکسلنسی والیسرائے نے نہایت رنج و افسوس کے ساتھ ہز ہائینس نظام کی اچانک وفات کی خبر سماعت فرمائے اور ارشاد فرماتے ہیں کہ اس نقصان عظیم پر جو نہ صرف ہز ہائینس نظام کے خاندان کو بلکہ مملکت ہند کو برداشت کرنا پڑا ہے دلی ہمدردی کا اظہار کیا جائے۔ و نیز دیسی رئیسوں کے تعزیتی تار موصول ہوتے رہے۔

الحاصل بعد تغسیل و تکفین نعش حضرت غفراں مکاں علیہ الرحمہ (۱۱) بجے شب کے مکہ مسجد میں لائی گئی اور بعد نماز (۱۲) بجے شب کے سپرد مرکز اصلی کی گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

تاریخ رحلت شاعر نے یوں کہا ہے

لکھ اے احسنِ غمزدہ سال رحلت چراغ دکن بجھ گیا آہ آج

الحاصل فاتحہ سوم کے روز پانچ بجے دن کے منجلی بیگم صاحبہ کی حویلی میں دربار تعزیت منعقد ہوا مسٹر پنہیے رزیڈنٹ بہادر و عہدہ داران سول و ملٹری و امراء حیدرآباد و عہدہ داران وغیرہ سرکار عالی اپنے اپنے کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کرنل پنہیے رزیڈنٹ نے چند منٹ سکوت کرنے کے بعد موثر الفاظ میں تقریر کی۔

یور ہائینس۔ اس موقع پر جیسا کہ یہ ہے کچھ زیادہ کہنے کا دستور نہیں ہے لیکن میں اس موقع پر کچھ زیادہ کہنا چاہتا ہوں یور ہائینس سے یہ امر مخفی نہیں ہے کہ میں آج اس اندوہناک موقع پر یور ہائینس اور یور ہائینس کے خاندان کے ساتھ اپنی گورنمنٹ کی جانب سے جسکے قایم مقام کی حیثیت سے مجھے یور ہائینس کی ریاست میں مقیم ہونے کی عزت حاصل ہی

اظہار ہمدردی کرنے آیا ہوں۔ اگرچہ مجھکو یور ہائینس کے ریاست میں رزیڈنٹ مقرر ہو کر آئے ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا مگر تاہم مجھے جو زمانہ یہاں گزرا ہے وہ یور ہائینس کے والد محترم سے واقفیت حاصل کرنے اون کے اعلی قابلیتوں اور اپنے رعایا کا جو خاص وہ خیال رکھتے تھے اسکی قدر پہچاننے کیلئے کافی تھا میں اپنی گورنمنٹ کی جانب سے یور ہائینس کے اور یور ہائینس کے خاندان کے ساتھ اس فخر و فرید کے انتقال پر اظہار ہمدردی کرناجو برٹش گورنمنٹ کا مسلم اور مستحکم دوست اور زبردست قوت بازو تھا اور ضرورت کے وقت جس نے دو مرتبہ ہماری مدد و حمایت پر آمادگی ظاہر فرمائی اور جس نے ابھی حال میں ہر قسم کے سودیشین یعنے باغیانہ تحریکات کے متعلق اظہار نفرت فرمایا تھا نیز میں یور ہائینس کے اور یور ہائینس کے خاندان کے ساتھ انکی ذات کے اٹھ جانے پر اظہار رنج وہمدردی کرتا ہوں جو ایک لایق و فرزند فرمانروا بھی تھا مجھکو یور ہائینس کے مستقبل کی نسبت بڑی بڑی امیدیں اور اعتماد و بھروسہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ یور ہائینس کو وہ اعلی لیاقتیں ورثہ میں ملے ہیں جن کے باعث یور ہائینس کے واجب الاحترام والد بجا طور پر مشہور تھے اسموقع پر مجھے اور کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے مجھے ہدایت ہوی ہے کہ میں یور ہائینس کو وارث مسند تسلیم کروں مگر اسکی مبارکباد میں کسی اور موقع پر دونگا۔ کرنل پنہیے کے منہ سے موثر الفاظ نکلنے کے ساتھ ہی حاضرین کے آنکھیں پر نم ہو گئیں اعلحضرت حضور پر نور نواب میر عثمان علی خاں بہادر خلد اللہ ملکہ تھوڑا توقف فرما کر اس کا جواب یوں ارشاد فرمایا۔

کرنل پنہیے۔

آپ جو آج مجھ سے ملنے آئے ہیں میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں آپ کا بہت ممنون ہونگا اگر آپ ملک معظم قیصر ہند کے حضور میں انکی مکرمت آمیز پیام کا میری جانب سے موثر شکریہ پہونچائیں گے نیز آپ کو اس کی بھی تکلیف دی جاتی ہے کہ براہ مہربانی ہز اکسلنسی

وائسرائے کے مہربانی آمیز پیام اور ہمدردی کے متعلق میرا دلی شکریہ اون تک پہونچا دینگے
میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ بلاشبہ میں اپنے والد کے نقش قدم پر چلکر اپنی رعایا اور اپنے
ملک کی فلاح و بہبودی کی حتی الامکان ہر طرح کوشش کرونگا اور برٹش گورمنٹ کی وفاداری
کو ہمیشہ اپنا شعار سمجھونگا۔

حالات مسند نشینی اعلیحضرت قدر قدرت نواب میر عثمان علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

اس کے دوسرے روز پانچ بجے چومحلہ مبارک میں دربار تہنیت مسند نشینی اعلیحضرت منعقد
ہوا اوس میں آنریبل کرنل پنہیے رزیڈنٹ حیدرآباد نے جو تقریر کی وہ یہ ہے :-

یور ہائنس

یور ہائنس اور یور ہائنس کی ریاست کو جو نقصان عظیم پہونچا ہے اس کے رنج و افسوس
میں شریک ہونے کا المناک فریضہ میں کل ادا کیا تھا اور اس وقت میرے اختیار میں اس کے سوا
کچھ نہ تھا کہ میں یور ہائنس کو مشیت ایزدی پر شاکر رہنے کی تلقین کروں آج حالت بالکل بدلی
ہوی ہے اس وقت میں گورمنٹ آف انڈیا کے قایم مقام کی حیثیت سے یور ہائنس کی مسند نشینی
کی مسرت بار تقریب میں شریک ہوں باوجود ان المناک اسباب کے جن سے یہ موقع حاصل ہوا ہے
میں اپنے آپ کو آج ایسی حالت میں دیکھکر اپنے تئیں بڑا خوش قسمت خیال کرتا ہوں۔ نظام
حیدرآباد کی مسند نشینی کے رسم میں امداد دینے کا اتفاق ایک ایسا اتفاق ہے جو گزشتہ سو سال
میں صرف چار ہی عہدہ داروں کو نصیب ہوا ہے اور میری توقع اور دعا ہے کہ یور ہائنس
کی عمر اس قدر دراز ہو کہ ایسا موقع ایک طول و طویل عرصہ تک آیندہ کسی عہدہ دار کو نصیب
نہ ہو۔ حکومت اعلی کے قایم مقام کی حیثیت سے آج میرا فرض یہ ہے کہ میں باضابطہ طور پر

یور ہائینس کے والد کے بجائے یور ہائینس کو نظام حیدرآباد تسلیم کروں اور اس فرض کے ادا کرنے کے وقت مجھے ہز اکسلنسی وایسرائے کا حکم ہوا ہے کہ اون کی جانب سے میں یور ہائینس کو دلی مبارکباد دوں۔ اس موقع پر مبارکباد کے شکریہ میں حضور نظام جھکے اور اس کے ساتھ ہی سلامی کی توپیں سر ہونے کا حکم صادر ہوا۔ اکیس ضرب توپ کی سلامی ہوی۔ معہذا یور ہائینس سے میری استدعا یہ ہے کہ میرے اور نیز کل برٹش عہدہ داروں کی جانب سے جو اس وقت یہاں موجود ہیں مبارکباد قبول فرمائیے چونکہ میں عرصہ سے ذاتی طور پر یور ہائینس سے واقفیت رکھتا ہوں اور نیز چونکہ مجھکو یور ہائینس کے اوس ترتیب کا حال معلوم ہے جو پوری طور پر میرے پرانے دوست مسٹر ایجرٹن کی نگرانی میں ہوی ہے جنکے اس وقت موجود نہ ہونے کا یور ہائینس اور خود مسٹر ایجرٹن کو افسوس ہوگا اس لئے میں یور ہائینس کے ساتھ آئندہ کے لئے ہر قسم کی توقع و اعتماد و بھروسہ وابستہ کرتا ہوں یور ہائینس کے بیرونی تعلقات کے متعلق میں جانتا ہوں کہ مجھکو اس دوستانہ اور وفادارانہ پالسی اور اعتماد و بھروسہ کے طرف اشارہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے جو یور ہائینس کے تمام آبا و اجداد نہایت کامیابی کے ساتھ اعلی حکومت برٹش رزیڈنٹ سے برتتے چلے آرہے ہیں بہ طور علوم متعارفہ کے یہ بات تسلیم کرلی جاتی ہے کہ یور ہائینس کی پالسی بھی یہی رہیگی ریاست کے معاملات میں مجھے یقین ہے کہ یور ہائینس ان حقوق و فرایض کا احساس پوری طور پر فرمائیں گے جو یور ہائینس پر یور ہائینس کی رعایا کے متعلق عاید ہوے ہیں اور مجھے اس کا بھی اچھی طرح یقین ہے کہ یور ہائینس اپنی رعایا کی فلاح و بہبودی میں مصروف رہنے کو اپنا فرض اولین تصور فرمائیں گے میں آزادی کے ساتھ یور ہائینس کو یہ جتاتا ہوں کہ ایسی بڑی اور وسیع ریاست کا نظم و نسق گویا ایک پیچیدہ مشنری ہے لہذا جب تک یور ہائینس پوری طور پر بہت سے ان مشکل مسایل پر حاوی نہ ہوجائیں جو یور ہائینس کے ملاحظہ میں غور کے لئے پیش ہونگے اس وقت تک ضرورت اسکی

ہے کہ اس مشنری کو نہایت احتیاط اور خبرداری کے ساتھ حرکت دی جائے یہ یور ہائنس کیلئے خوشی کی بات ہے کہ یور ہائنس ایک ایسے نظم ونسق کو اپنے ہاتھ میں لے رہے ہیں کہ جسمیں گو تبدیج اور اہم اصلاحات کی ضروریات زمانہ کے لحاظ سے ابھی بلاشبہ ضرورت ہے لیکن پھر بھی ایک حد تک اس میں اصلاحیں ہو چکی ہیں اور نیز یہ کہ مہاراجہ سرکشن پرشاد کی ذات میں یور ہائنس کے پاس ایک ایسا وزیر موجود ہے کہ بوجہ اس کے یور ہائنس کے والد کے عہد میں اظہار وفاداری کر چکے ہیں اور جنکو ریاست کے اہم ترین معاملات کا تجربہ دراز حاصل ہے یور ہائنس کا اعتماد وبھروسہ حاصل کرنے کے خاص طور پر مستحق ہونگے مجھے پوری طور پر اس کا اطمینان ہے کہ اگر یور ہائنس بھی چندے اور ریاست کے اس تجربہ کار اور آزمودہ کار ملازم پر اعتماد فرمائینگے اور جلد جلد تبدلات وتغیرات نہیں فرمائیں گے تو یہ طرز عمل یور ہائنس کے لئے بڑا مفید ثابت ہوگا اس کے ساتھ ہی مجھے اس بات کا بھی یقین ہے کہ مجھے یور ہائنس اپنا مخلص دوست تصور فرمائینگے۔ اور کسی مشکل امر میں مجھ سے مشورہ اور امداد طلب فرمانے میں پس وپیش نہیں فرمائینگے

میں نے چونکہ یور ہائنس کی مسند نشینی کے موقع پر بڑا نمایاں حصہ لیا ہے اس لیئے جیسا کہ یور ہائنس کو معلوم ہے میں ہمیشہ یور ہائنس کے فلاح وبہبودی میں سب سے زیادہ دلچسپی لیتا رہونگا

مسٹر کرنل پنہے رزیڈنٹ حیدرآباد کی تقریر کے جواب میں حضرت اقدس واعلی نے یہ ارشاد فرمایا

کرنل پنہے۔

آپ نے بڑی مہربانی فرمائی کہ معہ اپنے اسٹاف کے مجھکو میری مسند نشینی کی مبارکباد دینے کے لئے تشریف لائے جس منصب پر میں متمکن ہوا ہوں یہ بڑی ذمہ داری کا منصب ہے اور مجھے معلوم ہے کہ جیسا کہ میں کل بیان کر چکا ہوں جبتک میں اپنے والد محترم وبزرگ کے نقش قدم پر چلنے کی پوری پوری کوشش نہیں کرونگا اس وقت تک میں اس کے فرایض

پوری طور پر انجام نہیں دے سکونگا۔ لہذا میرے والد بزرگوار کی مثال معاملات ملکی کے انجام دہی کی رہبری کرنے کے لئے مثل روشنی کے مینارے کے میری نظر کے سامنے رہیگی۔

آپ نے ہز اکسلنسی وائسرائے کی جانب سے نہایت فیاضی کے ساتھ اس امر کا اعتراف فرمایا ہے کہ میرے ہر دلعزیز والد نے میرے خاندان کے متعلق ہز امپریل مجسٹی کے گورنمنٹ آف انڈیا کے (وفادار دوست) رہنے کی روایت کو کس خوبی کے ساتھ نباہا ہے میں آپ کو اور آپکے توسط سے ہز اکسلنسی وائسرائے ہند کو اس امر کا یقین دلاتا ہوں کہ میری کوشش ہمیشہ ان روایات کو مستحکم کرنے کی جانب مبذول رہیگی جس کے معنے یہ ہیں کہ ایک طرف تو میں اپنے ملک و رعایا کی فلاح و بہبودی میں کوشاں رہونگا اور دوسری طرف مملکت ہند کے عام فلاح و بہبودی کی ترقی میں ساعی رہونگا۔ میری ریاست جسکی ایک جزو لانیفک ہے مجھے یقین ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا جس طرح میرے والد پر اپنی دلی توجہہ اور دوستانہ الطاف مبذول فرماتی تھیں اسیطرح مجھ پر بھی مبذول فرماتی رہیگی۔ میں تہ دل سے آپ کے ملطف آمیز مبارکباد اور عمدہ خواہشات کا جنکو میں جانتا ہوں کہ بڑے مخلصانہ ہیں شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں آپ کو اس امر کی تکلیف دیتا ہوں کہ ہز اکسلنسی وائسرائے کے تلطف آمیز پیام کا جس کی میں بڑی قدر کرتا ہوں میری جانب سے اونکی خدمت میں بہت بہت شکریہ ادا کیجئے۔

۷ رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ اعلیحضرت قدر قدرت نواب میر عثمان علی خان بہادر فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک مظفر الممالک آصف جاہ سابع وسادہ نشین ریاست ہوے بتاریخ چہار دہم ماہ مذکور سالیہ یوم جمعہ دس بجے صبح کے حویلی مبارک قدیم سے بسواری عماری حسب دستور سلطنت نہایت تزک و احتشام کے ساتھ روانہ ہوکر ایک بجے خلوت مبارک میں داخل ہوی امرا و جاگیرداران و منصبداران و جمعداران وغیرہ نے

تہنیت جلوس مبارک کے نذریں گزراننے کا شرف حاصل کیا ۸ بجے شام کو دربار برخواست ہوا۔

اسی روز قبل روانگی سواری مبارک بہ مقام حویلی قدیم سر مہاراجہ یمین السلطنتہ بہادر کو چند رقم زیور مرصع کارمثل کنٹھی مروارید۔ انگشتری مرصع گھڑی معہ توڑہ جڑاوی دست مبارک سے سرفراز فرمائے گئے۔

۱۲ شوال ۱۳۲۹ھ م ۱۶ اکٹوبر ۱۹۱۱ء کی صبح نواب ویسرائے بہادر کشور ہند بہ ہمراہی ہنری کرنل لکسول ملٹری سکرٹری اور آنریبل ایچ جی فریڈرک کیپٹن آنریبل ولیٹ ماریٹر کیپٹن ڈبلیو یببر۔ کیپٹن جی۔جی پیٹر اور کیپٹن آنریبل اے ہارڈنج سوا آٹھ بجے حیدرآباد تشریف لائے اسٹیشن دولہن بنا تھا سڑکیں دوطرف جھنڈیوں اور سپاہیوں سے ایک خوشنما منظر بنی تھیں۔ اعلیٰ عہدہ دار سفید یونی فارم میں تھے اس روز چھ بجے مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر مدارالمہام اور میجر سنجن اول مددگار رزیڈنٹ ذریعہ اسپشل ٹرین بڑی لنگم پلی تشریف لے گئے اور وایسرائے بہادر سے ملاقات کی فرامرز جنگ بہادر صوبہ دار صوبہ گلشن آباد و میدک سے انٹرڈیوس کرایا۔

حیدرآباد کے اسٹیشن پر وایسرائے بہادر اترتے ہی ۳۱ توپوں کی سلامی سر ہوی۔ اور رزیڈنٹ بہادر نے اعلیحضرت کو وایسرائے بہادر سے ملایا۔ گرم جوشی کے ساتھ مصافحہ کیا اوس وقت اسٹیشن پر سکندرآباد و بلارم کے فوجی عہدہ داروں کے علاوہ عہدہ دار و امراء حیدرآباد بھی استقبال کے لئے حاضر تھے جن کے اسماء درج ذیل ہیں :-

مہاراجہ سر یمین السلطنتہ مدارالمہام بہادر۔ نواب مظفر جنگ بہادر۔ نواب افتخار الملک بہادر۔ نواب فخر الملک بہادر نواب خانخاناں بہادر۔ مسٹر گلنسی۔ نواب معین الدین خان بہادر نواب سالار جنگ بہادر۔ کیپٹن نواب محمد ولی الدین خاں بہادر نواب خورشید الملک بہادر نواب اعتصام الملک بہادر۔ نواب بہرام الدولہ بہادر۔ نواب شاہ یار جنگ بہادر نواب

جہانگیر جنگ بہادر۔ میر یٰسین علی خاں صاحب۔ میر قدرت علی خاں صاحب امیر اللہ خان صاحب
داور الملک بہادر کرنل سر افسر الملک بہادر مولوی احمد حسین صاحب رائے مرلیدہر صاحب
صادق جنگ بہادر۔ ناصر نواز الدولہ بہادر عثمان یار الدولہ بہادر افضل نواز جنگ بہادر
ڈاکٹر لقمان الدولہ بہادر۔ ڈاکٹر شاہ میر خاں صاحب۔ سراج جنگ بہادر۔ مرزا عبد الرحیم
بیگ صاحب۔ اسد یار الدولہ بہادر۔ راجہ شیوراج بہادر دھرم ونت انتخاب جنگ
بہادر۔ صولت جنگ بہادر شہزور جنگ بہادر شہباز جنگ بہادر شجاع الملک بہادر غازی
جنگ بہادر۔ فخر جنگ بہادر شمشیر جنگ بہادر۔ رئیس یار جنگ بہادر۔ رئیس جنگ بہادر
رکن الملک خان دوراں بہادر شہنواز جنگ بہادر۔ آصف نواز ونت بہادر برق الدولہ
بہادر عثمان خاں صاحب ممتاز یار الدولہ بہادر۔ حامد یار جنگ بہادر خسرو جنگ بہادر
محمد رحیم الدین خاں صاحب جسارت الدولہ بہادر۔ سرباز جنگ بہادر حضور یار جنگ
اصالت جنگ۔ ملک یار جنگ۔ میر تلاوت علی صاحبزادہ صاحب واجد نواز جنگ بہادر
محمود نواز جنگ بہادر رائے تاراچند صاحب۔ خورشید علی صاحب خواجہ الطاف حسین صاحب
عبد اللطیف خاں صاحب اے جے ڈنلاپ۔ فریدون جنگ بہادر مسٹر حیدری صاحب
میجر ماہر الدولہ۔ مسٹر غلام حسین۔ فاضل موراج۔ بابو نند لعل۔ کستاچاری صاحب سربلند
جنگ۔ ہیوگاف کرنل شور۔ حاکم الدولہ بہادر نظامت جنگ بہادر ذوالقدر جنگ بہادر
رائے بالمکند۔ سید ہاشم بلگرامی۔ سید نور الضیاء الدین صاحب۔ سلطان یاور جنگ۔
مسٹر سہراب جی جمشید جی ڈاکٹر سراج الحسن صاحب۔ مسٹر ناکس ہومن مسٹر اے ٹی مکنزی
محمد کرامت اللہ صاحب وزیر یار الدولہ بہادر محی الدولہ بہادر ڈاکٹر
جساوج نندی۔ مسٹر گیم لن سید احمد صاحب مسٹر اشرج مسٹر وکیفلڈ۔ مسٹر ایجرٹن

مسٹر برنیٹ عزیز جنگ بہادر راجہ نرسنگیر راج شیولعل موتی لعل سید نثار احمد صاحب سجادہ اجمیر شریف
رائے کمہار سنگھ جوہری اعلیحضرت حضور پر نور اور وایسرائے بہادر شاہی گاڑی کے سوار پیشی
میں ملٹری سکرٹری وایسرائے بہادر و کرنل افسر الملک بہادر رزیڈنسی کو تشریف فرما ہوئے

اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ صبح دس پر چار منٹ کو حضور وایسرائے بہادر سے بمقام
رزیڈنسی ملاقات فرمایا یہاں سکندرآباد کے جرنل افسر کمانڈنگ معہ اپنے اسٹاف کے موجود تھے
دس بجے ویسرائے کے ملٹری سکرٹری اندر سکرٹری فارن ڈپارٹمنٹ وایسرائے بہادر کے
اڈیکانگ اعلیحضرت کے ہمراہ آنے کے لئے قصر شاہی میں حاضر ہوئے تھوڑے وقت کے
بعد اعلیحضرت بہمراہی مدار المہام بہادر نواب سالارجنگ بہادر نواب معین الدین خان بہادر
نواب فخر الملک بہادر نواب خانخاناں بہادر نواب ولی الدین خاں بہادر کرنل نواب
افسر الملک بہادر مسٹر گلنسی مولوی احمد حسین صاحب صادق جنگ بہادر ملاقات کیلئے
تشریف فرما ہوئے۔ اعلیحضرت گاڑی سے اترتے ہی رزیڈنٹ صاحب بہادر مع وایسرائے
بہادر کے اڈیکانگ کے آپ کا استقبال کیا اور اعلیحضرت کو مع ہمراہیں کے سٹرھیوں تک
پہنچایا۔ بعد فارن سکرٹری نے آپ کا استقبال کیا وایسرائے بہادر نے اپنے کمرے سے
آگے بڑھ کے استقبال فرمایا اور آپ کو اپنے دائیں بازو بٹھایا اعلیحضرت کے دائیں بازو
مہاراجہ مدار المہام بہادر و دیگر ہمراہیں اپنے اپنے مدارج سے بیٹھے مختصر گفتگو کے بعد رزیڈنٹ
بہادر نے مہاراجہ مدار المہام بہادر اور دیگر ہمراہین کو ویسرائے بہادر کے سامنے پیش کیا
ان لوگوں نے پانچ پانچ اشرفیاں نذر دکھلائیں ویسرائے بہادر نے چھو کر واپس کر دیا
ویسرائے بہادر نے اعلیحضرت کو اور فارن سکرٹری نے مہاراجہ مدار المہام بہادر
اور دیگر امراء کو اور سکرٹری صاحب نے دوسرے لوگوں کو اختتام ملاقات پر عطر پان دیا

اعلیحضرت کے تشریف فرما ہونے اور مراجعت کے وقت برٹش آرٹلری سے اکیس ضرب اتواپ سلامی سر ہوئے۔

اسی روز بارہ بجے چو محلہ مبارک میں وائسرائے بہادر نے اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ سے ملاقات باز دید فرمائی مندرجہ ذیل آصحاب کا ڈپوٹیشن حضور وائسرائے بہادر کو چو محلہ لانے کے لئے گیا۔
نواب سالار جنگ بہادر نواب افسر الملک بہادر نواب معین الدینخاں بہادر نواب نظم الملک بہادر اعلیحضرت مدظلہ العالی اور رزیڈنٹ بہادر نے وائسرائے بہادر کا استقبال کیا اور ملاقات کے کمرے میں لیگئے مختصر گفتگو کے بعد یہاں بھی نذریں تبلائی گئیں اختتام ملاقات پر اعلیحضرت نے وائسرائے بہادر فارن سکرٹری اور رزیڈنٹ بہادر کو عطر و پان دیا مدار المہام بہادر دیگر عہدہ داروں کو عطر و پان تقسیم کئے۔

دوسرے روز صبح کے ساڑھے نو بجے ایوان وزارت میں ویسرائے بہادر کو بریکفاسٹ دیا گیا۔ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نو بجے تشریف لائے آپ کے ہمراہ کرنل افسر الملک بہادر مولوی احمد حسین صاحب صادق جنگ بہادر وغیرہ تھے ساڑھے نو بجے ویسرائے بہادر معہ رزیڈنٹ اور اسٹاف کے آئے۔ بریک فاسٹ میں امرار ملک اور اعلیٰ عہدہ داران سرکار عالی اور فوجی افسران سکندرآباد و رزیڈنسی شریک تھے اسی روز ڈھائی بجے کوٹھی رزیڈنسی میں اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ اور ویسرائے بہادر کی پریوٹ ملاقات ہوی اعلیحضرت کے ہمراہ رکاب مہاراجہ مدار المہام بہادر کرنل افسر الملک بہادر مولوی احمد حسین صاحب صادق جنگ بہادر تھے تقریباً نصف گھنٹہ تخلیہ رہا شام کے چار بجے حسب پروگرام ویسرائے بہادر قلعہ گولکنڈہ تشریف لے گئے۔ اور اعلیحضرت کے ساتھ بالاحصار پر چاء نوشی ہوی شب میں چو محلہ مبارک میں ڈنر ہوا کوٹھی سے چو محلہ مبارک تک دو طرفہ گلاسوں کی روشنی تھی اور پولس کا انتظام تھا

ڈنر میں تمام عہدہ داران ریذیڈنسی و فوجی عہدہ داران سکندرآباد و بلارم و امراء و ملک اعلیٰ عہدہ داران
ریاست مدعو تھے اختتام ڈنر پر اعلیٰحضرت اور وائسرائے بہادر نے جو تقریریں فرمائی وہ یہ ہیں۔

اعلیٰحضرت خلد اللہ ملکہ کی تقریر

یور اکسلنسی مائی لارڈ لیڈیز اینڈ جنٹلمین۔

جب میں اپنے والد مرحوم کی جگہ مسند نشین ہوا تو تقریباً میرا سب سے پہلا کام یہ تھا کہ
گزشتہ جنوری میں ہز ہائینس مرحوم نے یور اکسلنسی کو جو دعوت دی تھی بذریعہ تحریر اسکی تجدید کروں
اور اپنے پایہ تخت حیدرآباد میں یور اکسلنسی کے خیر مقدم کرنے کا موقع یور اکسلنسی سے طلب کروں
ہز ہائینس مرحوم ریاست ہذا کے فرمانروا کیلئے اسکی بڑی ضرورت سمجھتے تھے کہ ہز امپیریل
میجسٹی کے جو ممتاز آئین ہندوستان میں ہوں ان سے ذاتی طور پر واقفیت اور شناسائی
حاصل کی جائے۔ اور اون کو خوش قسمتی سے یہاں چہ وائسرائیوں سے کم کا استقبال کرنے کا
موقع نہیں ملا چونکہ میں نے پوری طور پر اپنے والد مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کا قصد کر لیا تھا
اس لئے قدرتی طور پر میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ جس قدر جلد ممکن ہو میں یور اکسلنسی
سے ذاتی تعارف حاصل کر دوں اِس خواہش کے پیدا کرنے میں مجھے خوف ہے کہ شاید
میں نے اپنی خوشی و مسرت کا یور اکسلنسی کی سہولت و آسانی کے مقابلہ میں زیادہ خیال
کیا میں یور اکسلنسی کا بدل ممنون ہوں کہ یور اکسلنسی نے باوجود اس کے کہ دربار دہلی کے
باعث یور لارڈ شپ کو کام بہت تھے اور فرصت کم تھی میری دعوت کو جلد قبول فرماکر
حیدرآباد کو اپنی تشریف آوری سے فرحت بخشی میں خود اپنی اور رعایائے ملک کی جانب سے
نہایت گرمجوشی کے ساتھ یور اکسلنسی کا خیر مقدم کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ یور اکسلنسی

اپنے قیام حیدرآباد کے جو سوء اتفاق سے اس قدر مختصر ہے خوشگوار یادگار اپنے ساتھ لیجائینگے اگر ہز اکسلنسی لیڈی ہارڈنگ بھی اس موقع پر تشریف رکھتی ہوتیں تو خوشی و مسرت اور بھی بڑھ جاتی تاہم میں خوش ہوں کہ وہ خوشی اور مسرت تھوڑے دنوں کیلئے صرف ملتوی ہوگئی ہے اور میں دہلی میں لیڈی صاحبہ ممدوحہ سے تعارف پیدا کرنے کا متوقع ہوں۔

فرمانروائے حیدرآباد کی حیثیت سے ہر طور طریقہ مجھے اختیار کرنی پڑینگی چونکہ ابھی یہ ابھی بالکل ابتدائی حالت ہے اس لئے میں فی الحال اس کے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتا کہ میرے دل کا بڑے سے بڑا حوصلہ یہ ہے کہ تمام باتوں میں گورنمنٹ آف انڈیا اور اپنی رعایا دونوں کے ساتھ ویسا ہی رہوں جیسے کہ میرے والد مرحوم تھے یعنے یہ کہ ایکطرف گورنمنٹ آف انڈیا کا وفادار دوست اور دوسری طرف اپنی رعایا کا رحم مجسم فرمانروا مجھے امیدواثق ہے کہ ہز امپیریل مجسٹی و نیز خود میرے ملک کی رعایا میرے ان خیالات کو اسی طرح یاد کریگی کہ جس طرح میں ان کو اپنے دل میں رکھتا ہوں۔

مائی لارڈ و لیڈیز! اور جنٹلمین میں نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھ اپنے ممتاز دوست اور معزز مہمان ہز اکسلنسی لارڈ ہارڈنگ کا جام صحت تجویز اور ان کے نام نامی کے ساتھ ہز اکسلنسی لیڈی ہارڈنگ آف پن ہرسٹ کا نام نامی بھی شریک کرتا ہوں خدا سے دعا ہے کہ ہمیشہ کامرانی و شادمانی ان کے شامل حال رہے۔

حضور وئسرائے دربہا کا جواب

یور ہائینس لیڈیز اینڈ جنٹلمین میں آپ سب صاحبوں کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں جس کو کام فرماکر آپ صاحبوں نے میرا جام صحت نوش فرمایا جسمیں ہز ہائینس نظام

انداہ عنایت لیڈی ہارڈنگ کا نام بھی شریک فرمایا تھا میں سچ کہتا ہوں کہ میری بیوی کو اس کا بڑا افسوس ہے کہ وہ اس موقع پر حیدرآباد میرے ساتھ نہ آسکیں لیکن بہرحال مجھے امید ہے کہ میرے زمانہ ویسرائیلٹی میں ہز ہائینس نظام ایک مرتبہ اور مجھے حیدرآباد آنے کی دعوت دینگے اور اس وقت میری بیوی میرے ساتھ آسکیں گی۔

یور ہائینس۔ میں آپ کے دلی خیر مقدم کا شکریہ ادا کرتا ہوں اس وقت جو اسباب میرے حیدرآباد آنے کے باعث ہوے ہیں وہ ایسے ہیں کہ جو لوگ اس وقت یہاں موجود ہیں ان سے اون کے دل مغموم اور متاسف ہوے بغیر نہیں رہ سکتے۔

یور ہائینس کے والد اپنی زندگی کے ابتدائی حصہ میں دفعتًا اور بے شان وگمان انتقال کر جانے سے ہندوستان کو بہت بڑا صدمہ پہنچا اگرچہ مجھکو ذاتی طور پر مرحوم سے شناسائی کی عزت حاصل نہیں تھی مگر تاہم مجھے محسوس ہوا کہ اُنکی غیر متوقع وفات سے سلطنت ہند کی عمارت کا ایک ستون بے طرح منہدم ہو گیا کیونکہ یہ کہنا محض خوشامد کی طور پر نہیں ہے کہ مرحوم ومغفور نظام اپنے پیچھے اپنی فیاضی اپنی وفاداری اور اپنی عاقلانہ تدبیر کی وہ شہرت چھوڑ گئے ہیں کہ جس کے گو عام طور پر تشہیر نہیں کی گئی ہے لیکن جن لوگوں کو ان سے ذاتی طور پر ملنے کا اتفاق ہوا تھا ان تمام لوگوں کو جو گورنمنٹ آف انڈیا سے تعلق رکھتے ہیں اسکا ویسا ہی علم تھا جیساکہ اور تمام معمولی باتوں کا ہوا کرتا ہے۔ بہ نظر حالات مذکورۂ بالا مجھے اسکی ضرورت محسوس ہوی کہ جس قدر جلد ممکن ہو میں حیدرآباد نہ صرف نظام مرحوم کی عزت کے نشان کے طور پر بلکہ اس نقصان پر جو یور ہائینس کو برداشت کرنا پڑا ہے اپنی دلی تعزیت ادا کرنے اور ایک کروڑ تیس لاکھ مخلوق خدا جنکی قسمتیں یور ہائینس کے قبضۂ اقتدار میں آئے ہیں امن وچین اور اطمینان کی حکومت کرنے کی جو اہم ذمہ داری

یور ہائینس کو پیش ہے ان میں قدم رکھنے کے وقت یور ہائینس کی جانب اپنا دوستانہ ہاتھ بڑھا سکے اور یور ہائینس کی مدد و تائید کرنے کے لئے پہونچ سکوں یہی وجہ تھی کہ یور ہائینس کی جانب سے جو دعوت مجھکو دی گئی تھی اس کو میں نے خوشی کے ساتھ قبول کیا مجھکو صرف اس کا افسوس ہے کہ میرا قیام اس بڑے اور دلچسپ شہر میں مختصر سا ہوگا۔ لیکن مجھے توقع ہے کہ مجھکو یور ہائینس سے ذاتی طور پر میل ملاپ پیدا کرنے کا موقع ملا ہے اور آئندہ ملتا رہیگا۔ اس سے ہم دونوں میں وہ دوستانہ تعلقات قایم ہونگے جو نہ صرف ہم دونوں کے لئے دائمی خوشی اور مسرت کے باعث ہونگے بلکہ ان سے وہ باہمی محبت و وقعت بھی ظہور پذیر ہوگی کہ جس کا اثر نمایاں طور پر یور ہائینس کی ریاست اور امپریل گورنمنٹ آف انڈیا کے تمام آئندہ تعلقات پر پڑیگا یہ کوئی ایسا موقع نہیں ہے کہ میں یور ہائینس کو نصیحت کرنے کی خواہش یا ارادہ کر سکوں میں اس موقع پر صرف اس قدر کہونگا کہ یور ہائینس نے اپنی مسند نشینی کے دربار کے موقع پر جو تقریر فرمائی تھی اس کو میں نے بڑی دلچسپی و مسرت کے ساتھ پڑا۔ یور ہائینس نے اس میں ارشاد فرمایا تھا کہ یور ہائینس اپنے والد کے نقش قدم پر چلیں گے یور ہائینس کا ایسا کرنا بہت خوب و دانشمندانہ فعل ہوگا۔ لیکن یور ہائینس کو یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا ایک جگہ خموش ہوکر نہیں ٹھہرے رہتی اور گورمنٹ کے کاروبار کیلئے ہمیشہ مستعدانہ کوشش کی ضرورت رہتی ہے اور اس ذاتی دلچسپی کے بغیر جو صرف ریاست کا فرمانروا ظاہر کر سکتا ہے نظم و نسق مملکت میں قباحتوں اور برائیوں کے پیدا ہونے کا ہمیشہ خطرہ لگا رہتا ہے یور ہائینس دانشمندی سے کام لیکر بہ نفس نفیس تمام چیزوں کو دیکھیں گے اور آسانی سے اپنے تک رسائی ہونے دینگے اور سب کی سننے کے لئے ہمیشہ تیار رہیں گے اور ایسے مشیروں کو بڑے بڑے احتیاط کے ساتھ منتخب کرینگے اور جب اپنے انتخاب پر یور ہائینس پوری طور پر

مطمئن ہونگے اس وقت ان مشیروں پر تمام وکمال اعتماد و بھروسہ فرمائیں گے اور انکی پوری طور پر مدد و تائید کرینگے۔ خوشی کی بات ہے کہ جن لوگوں کی دانشمندی اور رہبری نے یور ہائنس کے والد کی پسندیدگی حاصل کی تھی اون کو یور ہائنس نے بھی پسند فرمایا ہے اور میرے نزدیک یہ شگون نیک ہے کہ یور ہائنس نے فی الحال ان آزمودہ کار مشیروں پر اعتماد و بھروسہ کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے کہ جنکے لیاقتوں اور قابلیتوں کا گزشتہ زمانہ میں اچھی طرح امتحان ہو چکا ہے میں یور ہائنس کو اس امر کے یاد دلانے کی ضرورت نہیں خیال کرتا ہوں کہ جب کبھی کوئی موقع یا مشکلات پیش آئیں گے۔ یور ہائنس ریذیڈنٹ کے مسند پر اپنے پاس ہمیشہ میرے معتبر سے معتبر عہدہ دار کو موجود پائیں گے جس سے یور ہائنس ہمیشہ اس کامل الیقین کے ساتھ کہ اس سے یور ہائنس کو دانشمندانہ اور ہمدردانہ مشورہ ملیگا مدد طلب کر سکیں گے۔

میں یور ہائنس کو یہ یاد دلانے کی معافی چاہتا ہوں کہ یور ہائنس جس بڑے منصب پر متمکن ہوئے ہیں اس پر متمکن ہونے سے یور ہائنس کے خصایل اور یور ہائنس کی ذات بہت مہتم بالشان ہوگئی ہے یور ہائنس کو بڑے بڑے ترغیبات کا سامنا کرنا پڑیگا میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ یور ہائنس کو ان پر غالب آنیکی توفیق اور طاقت مرحمت فرمائے

یور ہائنس کو چاہیئے کہ چستی و مستعدی کو اپنا شیوہ بنا کر جسمانی اور ذہنی صحت کو محفوظ رکھیں تاکہ جب وہ وقت آئے کہ جو ہم سب کو پیش آنے والا ہے کہ یور ہائنس کے ذمہ داریاں کسی دوسرے پر منتقل ہوں تو آیندہ مورخین آپ کی زندگی کے حالات میں یہ لکھ سکیں کہ آپ کی زندگی اپنے فرایض کی انجامدہی اور اس لکھوکا رعایا کی فلاح و بہبودی کیلئے وقف تھی جسکی خبرداری یور ہائنس کے تفویض تھی۔

مجھکو چند ہفتوں کے بعد ہز امپریل کنگ امپرر کے دربار کے موقع پر یور ہائنس سے

سے ملنے کا نہایت خوشی کے ساتھ انتظار رہیگا اور مجھکو یقین ہے کہ اس مبارک و مسعود موقع پر اعتبار و بھروسہ کی اس زنجیر میں جو اتنے سالہائے سال سے اب تک یور ہائنس کے خاندان اور انگلستان کے شاہی خاندان کے درمیان مربوط چلی آئی ہے ایک دو کڑی کا اضافہ ہوگا

اے لیڈیز و جنٹلمین اب میں نہایت خوشی و مسرت کے ساتھ یور ہائنس حضور نظام کی صحت کا جام تجویز کرتا ہوں اور اس جام کے تجویز کرنے کے وقت میں دعا کرتا ہوں کہ ریاست حیدرآباد کو سرسبزی و شادابی اور اسکے فرمانروا کی حکومت کو کامیابی و خوشوقتی نصیب ہو۔

تیسرے روز صبح کو وایسرائے بہادر سکندرآباد پریٹ گرونڈ پر فوجی قواعد ملاحظہ فرمائے اور اعلیحضرت حضور پرنور بھی تشریف فرما ہوے تھے تقریبًا پانچ بجے ویسرائے بہادر چومحلہ مبارک میں تشریف لاکر جواہرات کا معائنہ فرمایا اور اسی شب کو رزیڈنسی میں پرتکلف ڈنر ہوا جسمیں کل عہدہ داران سکندرآباد و بلارم و امرائے ملک و عہدہ داران دولت آصفیہ مدعو تھے۔

یوں تو حیدرآباد فرخندہ بنیاد کو بہت وایسرائیوں کی مہمان نوازی حاصل ہے ان میں لارڈ رپن پہلے ویسرائے ہیں جو حضرت غفران مکان علیہ الرحمہ عنان حکومت قبضۂ اقتدار میں لیکے لارڈ صاحب ممدوح کو مدعو فرمایا تھا۔ لارڈ رپن بہادر اسی عہد کے لئے اگر پہلے ویسرائے تھے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ لارڈ ہارڈنگ بہادر اس عہد مبارک کیلئے بھی پہلے وایسرا ہیں۔

الحاصل دوپہر کو رزیڈنسی کوٹھی میں ویسرائے بہادر اور مہاراجہ مدار المہام بہادر میں تخلیہ کی ملاقات ہوی اسی شام کو اعلیحضرت کوٹھی میں ویسرائے بہادر سے ملاقات فرمائے

جمعرات کے دو بجے فتح میدان میں پولو ہوا جسمیں ویسرائے بہادر اعلیحضرت حضور پرنور بہ ہمراہی اعلیٰ عہدہ داران سرکار عالی شریک تھے۔

شب میں کنگ کوٹھی مبارک میں پرتکلف ڈنر ویسرائے بہادر کو دیا گیا اور ویسرائے بہادر و لیڈی صاحبہ

مخفی نہ رہے کہ اس تالیف کا اختتام ۱۳۳۴ھ م ۱۳۲۵ف موافق ۱۹۱۶ء میں ہوا یہ زمانہ مسعود اور عہد محمود فرمانروائے اسلام تاجدار دکن سکندر عظمت دارا حشمت سرکار نواب میر عثمان علی خاں بہادر فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ سابع جی سی ایس آئی جانشین آصف جاہ اول کا ہے

حضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی ۳۰ جمادی الثانی ۱۳۰۳ھ روز سہ شنبہ عالم شہود میں جلوہ گر ہوئے جب سن مبارک ۵ سال کا ہوا تو ۲ ذیقعدہ ۱۳۰۸ھ کو رسم بسم اللہ خوانی ادا کی گئی۔ مولوی نور الحسین صاحب نے بسم اللہ پڑھائی اس کے بعد حضرت غفراں مکاں کی توجہ سرکار اقدس کی تعلیم کی طرف منعطف ہوئی عماد الملک بہادر اور سلطان العلما آغا سید علی صاحب شوستری المخاطب شاد الملک بہادر اور مولوی انوار اللہ خاں بہادر معلم مقرر ہوئے۔ اور ۱۳۱۱ھ سے خاص طور پر انگریزی تعلیم کے لئے مسٹر ایجرٹن مقرر فرمائے گئے۔ حضرت اقدس و اعلیٰ بتوجہ ذاتی و ذہانت فطرتی عربی فارسی انگریزی علوم میں اعلیٰ قابلیت حاصل فرمائے۔

۱۹ صفر ۱۳۲۴ھ حضرت اقدس و اعلی کے رسوم شادی نواب جہانگیر جنگ بہادر کی صاحبزادی صاحبہ سے ایڈن باغ میں ادا ہوئے۔

بتاریخ ۵ رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ روز پنجشنبہ ۲۶ سال ۲ ماہ ۵ یوم کے سن مبارک میں سلطنت موروثی سے فائز ہوئے۔

اسی اثنا میں حضور پر نور کا بغرض شرکت دربار تاج پوشی ملک معظم ہز مجسٹی جارج پنجم قیصر ہند دہلی تشریف لیجانے کی تاریخ مقرر ہوئی انتظام کیمپ کیلئے چند اشخاص

وہاں بھیجے گئے دربار دہلی میں شریک ہونے کے لئے اور نیز دیکھنے کے لئے بلدہ و اضلاع ممالک محروسہ سرکار عالی کے اکثر عہدہ دار بھی روانہ ہوے چونکہ حکام عدالت کو ایک مہینہ کی تعطیل مل چکی تھی اور عید الضحیٰ و عشرہ شریف کے وسیع تعطیلات و نیز تعطیل کارونیشن بھی متصل واقع ہو گئی تھی وسیع تعطیلات نے اون لوگوں کو دہلی جانے کا موقع دیا جو پہلے اس کا ارادہ نہیں رکھتے تھے چونکہ تاریخ دربار دہلی ۱۲ ڈسمبر ۱۹۱۱ء روز سہ شنبہ مقرر ہو چکی تھی اعلحضرت بندگانعالی نے نہضت فرمائے دہلی ہوے۔

۲ ڈسمبر ۱۹۱۱ء دن کے ساڑھے گیارہ بجے اسٹیشن دہلی پر اسپشل ٹرین سرکار عالی پہنچی ۲۱ توپ کی سلامی سر کی گئی۔

استقبال کے لئے رزیڈنٹ صاحب حیدرآباد و مددگار رزیڈنٹ کل عہدہ دار و امراء سرکار عالی مقیم دہلی اسٹیشن پر حاضر ہوے اعلحضرت اسٹیشن سے بسواری مبارک موٹر کیمپ شاہی میں تشریف لیگئے۔ تمام رجواڑوں کے کیمپ دہلی میں اپنی اپنی حیثیت سے خوشنما پیرایہ میں قایم کئے گئے تھے۔ راجپور روڈ کے ایک جانب اعلحضرت حضور پرنور خلد اللہ ملکہ کا کیمپ تھا اور دوسری جانب مہاراجہ میسور کا۔

اعلحضرت کے کیمپ کی طرز نہایت خوبصورت پیتل کی پھاٹک نصب تھی باغچہ خوشنما خوش وضع تھا اس کیمپ کے علاوہ پانچ کوٹھیاں انڈر ہل روڈ پر اور ایک عالیشان کیمپ خاص رہایش کے لئے تیار کیا گیا تھا حضرت اقدس و اعلیٰ دیگاہ (؟) کیلئے ہزار روپیہ اور دوسرے درگاہوں کے لئے پانچ پانچسو روپیہ نذرانہ عطا فرمائے حضرت اقدس و اعلیٰ اپنے کیمپ میں نماز عید ادا فرمائے اور شب کو مدار المہام بہادر و اشراف امراء حیدرآباد کو ڈنر میں مدعو فرمایا۔ بعد ڈنر سبھوں نے بارگاہ خسروی میں

نذریں گزرانیں ۔ ۹ دسمبر کی شام کو اعلیحضرت سنٹرل کیمپ میں تشریف فرما ہوئے اور تھوڑی دیر کے بعد اپنے کیمپ کو مراجعت فرمائے اسی روز شہر دہلی کے جوہری جواہرات پیشگاہ خداوندی میں پیش کرنے کی غرض سے حاضر کیمپ مبارک ہوے دس دسمبر کی سہ پہر کو پولو ہوا اعلیحضرت حضور پرنور معاشاف تشریف لیگئے اور ملک معظم اور ملکہ معظمہ کے بلاپ میں نشست فرمائے اور صاحب عالیشان بہادر کے ساتھ چائے نوشی ہوی ۔ اور اسی روز مہاراجہ بڑودہ نے حضور پرنور سے ملاقات کی ۱۱ دسمبر کو مہاراجہ صاحب جیپور اور نواب صاحب بہادر رام پور حضور پرنور کی ملاقات کو حیدرآباد سنٹرل کیمپ میں آئے اور دوسرے روز اعلیحضرت ملاقات بازدید فرمائے شام کو پولو فاینل ٹورنمنٹ میں اعلیحضرت بھی تشریف لے گئے۔

وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے کبھی ہم اون کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

ایک وہ زمانہ تھا کہ سرزمین ہندوستان ہر مبصر کی آنکھ میں ایک خوفناک اور زبردست قوت کے تابع نظر آتی تھی ۔ پریوں ۔ دیوتاؤں ۔ اوتاروں ۔ ریشیوں وغیرہ وغیرہ کے عجیب وغریب قصوں نے جنکے بیان کے لئے بھاوبھوتی اور کالی داس جیسے سنسکرت شاعروں کی قادر الکلامی اور لطافت بیانی درکار تھی اپنا پورا پورا حق ادا کر دیا ۔ جب زمانہ نے پلٹا کھایا اور قدرت نے کرشمہ دکھایا تو ہندوستان کے تاریخی صفحے تاتاریوں ایرانیوں یونانیوں کے جولانگاہیں بنتے نظر آنے لگیں پھر خلجی ۔ تغلقی ۔ لودہی ۔ صودی خاندانوں نے ہندوستان میں چھاونیاں چھائیں جب یہ دور دورہ تمام ہوا تو مغلیہ خاندان کے شاہوں نے پہلے بحیثیت فرمانروائی اور من بعد وظیفہ خوار سرکار انگلشیہ بنکر ترقی کے منزل کے شیریں ثمر و تلخ ثمرت کا ذائقہ کیا ۔ سکھ ۔ جاٹ ۔ راجپوت ۔ مرہٹے اور پنڈاریوں

نے بھی ہندوستانی تھیٹر کی اسٹیج پر موقع بہ موقع اپنا اپنا پارٹ کرگزرے آخر برطانیہ نے یہاں مستقل حکومت کی بنا ڈالی۔

۱۸۵۸ء میں ہندوستان کے زمام حکومت ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھوں سے ہوتے ہوئے ملکہ معظمہ کے اختیار میں آگئے۔ گویا اس روز سے برٹش راج کے عدل و داد انسداد مظالم اور مذہبی آزادیوں نے رعایا کے دلوں میں برطانی ملکہ کی محبت کا اثر پیدا کیا۔ بڑے بڑے دیسی روسا نے آنجہانی کے ملاقات کے شوق میں ولایت کا سفر اختیار کیا۔ ملکہ وکٹوریا خاص کر ان سے محبت رکھتی تھیں۔ کبھی اس اپنی وسیع سلطنت کو دیکھنے کیلئے موقع اور وقت نہ نکال سکیں۔

شاہنشاہ ایڈورڈ ہفتم نے بھی جس وقت وہ پرنس آف ویلز تھے جس طرح ۱۹۰۵ء میں موجودہ شاہنشاہ جارج پنجم نے ہندوستان کی سیر کی تھی منجملہ اور ممالک مقبوضات برطانی کے ادھر قدم رنجہ فرمایا تھا۔ مگر سنہ ۱۹۱۱ء تاریخ ہندوستان کی یادگار ہے کہ اس سال کنگ امپرر جارج پنجم کی بہ معیت بیگم محترمہ بعد کروفر ہندوستان تشریف لا کر رعایا کو دیدار جمال دکھا دیا۔

انگلینڈ میں رسم تاجپوشی اور جشن تخت نشینی کا جو تزک و احتشام تھا اوسی پیمانہ پر بلکہ اور شاندار طریقہ سے مملکت ہند کے قدیم پایہ تخت میں یہ رسم منائے جانے کا فرمان جاری ہوا۔ مسلمانان ہند کی خالص محبت کے شان کو چار چاند لگا دینے کی غرض سے سلطان المعظم محمد خامس دام سلطنتہ نے اپنے ولی عہد کو جب جہاز مدینہ بحر ذخیرہ میں کے مشرقی گوشہ کو چھوڑ رہا تھا روانہ فرما کر تہنیت اور رسم خیریت پرسی کو ادا فرمایا شاہ معظم بالقابہ نے بھی ہند سعید پر اظہار محبت میں نمایاں حصہ لیا۔ یہ مسلمانان جہاں

کی عموماً اور ہندی مسلمانوں کی خصوصاً بیحد خوشیوں کا باعث ہے کہ جب شاہنشاہ جارج
بہ عزم ہندوستان سرحد یورپ سے جدا ہو رہے تھے تو ایسے دو باوقار اسلامی طاقتوں نے
خیر مقدم میں مخلصانہ برتاؤ عمل میں لاکر انگلنڈ سے سچی محبت کا اظہار کرنے کے علاوہ مسلمانوں اور
ان کے متعدد فرمانروا کے تعلقات میں بڑا اثر پیدا کر دیا۔

اصول محبت کی توضیح و تصریح پر قلم فرسائی کرنا برسوں کا نہیں صدیوں کا کام
ہے کہنے کو تو بہت کچھ کہتے ہیں مگر کسی کام کا کر دینا خواہ بھلا ہو کہ برا مرغوب ہو کہ مکروہ
صرف چند دقیقوں پر منحصر ہے جیسے سلطان و خدیو نے یہ ثابت کر دیا کہ صرف زبانی لین
دین کیا چیز ہے۔ اور گہرا دوستانہ اور اخلاص کس کا نام ہے خدیو کا بذاتہ اور سلطان کا
اپنے ولیعہد کو روانہ فرمانا آسمان محبت پر آفتاب بنکر چمکیگا جس طرح لارڈ کرزن جیسے
اسلامیوں اور اسلامی سلطنتوں کے نبض شناس نے انگلنڈ اور مسلمان حکمرانوں میں اتحاد
پیدا ہو جانے سے جو خوشگوار نتیجہ پیدا ہونگے ان پر روشنی ڈالی ہے اسی طرح ہم بھی اسلامی
حکومتوں سے مستدعی ہیں کہ سرکار انگریزی سے شیر و شکر ہو رہنے میں پس و پیش نہ کریں۔

جب شاہی جہاز مدینہ نے بحر احمر کو طے کر کے ابنائے باب المندب چھوڑ دیا اور
عربی سال کے انگریزی مقبوضہ یعنے بندر عدن پر ۲۹ نومبر کو لنگر انداز ہوا تو ویسرائے
مملکت ہند نے کل رعایا ہند کی نیابتاً ہز مجسٹی کو بہ سلامتی تمام بحر ہند میں روانہ ہونے
کا تار روانہ فرمایا۔

۲ دسمبر ۱۹۱۱ء کے صبح آٹھ بجے دس منٹ کو شاہی جہاز پور انگ ملٹ ہوتا
ہوئے دکھائی دیا بہ مجرد اس کے کہ تین توپیں دس دس لمحوں کے وقفہ سے سر ہوئیں
صبح کے ساڑھے نو گھنٹے کو مذکور جہاز شاہی معرکہ کی جھنڈی اڑاتا ہوا بمبئی ہاربر میں

داخل ہوا ڈیفنس کا کوئن آر گیر اور ٹمال نامی جنگی جہاز مدینہ جہاز کے گرد و پیش شاہی گارڈ میں تھے علاوہ جہاز ہائے فلپر فاکس اور فنکس نامی کروزروں نے ایک سو ایک توپوں کی سلامی اتاری ویسرائے بہادر۔ اور دیگر افسران اسٹاف نے دن کے سوا گیارہ گھنٹہ پر اپالو بندر ہوتے ہوئے شاہی جہاز پر پہنچکر شاہی ملاقات سے باریاب ہونے کے بعد دعوت کھائی۔

دنیا میں ہزاروں شہر آباد ہیں ہر ایک باعتبار اپنی کثرت آبادی و تجارت و صنعت اور خوبصورتی و شان کے اپنی نظیر آپ کہا جا سکتا ہے شہر بمبئی بھی اپنے دس لاکھ کی آبادی عالیشان عمارات قابل قدر افزا خوشنما بندرگاہ اور ترقی تجارت کے بہ لحاظ دنیا کے چوٹی کے شہروں میں شمار ہوتا ہے اور اس لحاظ سے یہ ایک بہت بڑا خوش نصیب معمورہ شمار ہو رہا ہے کہ ان دنوں تمام اقطاع ہند سے اب تک پانچ لاکھ آدمی بمبئی داخل ہو چکے ہیں تا ملک معظم و ملکہ معظمہ کے دیدار سے بہرہ ور ہوں اور اس دلکش نظارہ کو دیکھ لیں۔

شام کے ساڑھے تین بجے ہز اکسلنسی گورنر بمبئی نے اور تین گھنٹہ چالیس منٹ کو ویسرائے بہادر نے اپالو بندر کا رخ کیا جس کے دس منٹ بعد کنگ امپرر و ملکہ نے جہاز سے تشریف فرما ہو کر ٹھیک چار بجے ساحل ہند پر قدم رکھا۔ سلامی کی توپیں سر ہوئیں شاہی شامیانے میں ملک اور ملکہ رونق افروز ہوئے جہاں سر جارج کلارک و لیڈی کلارک ہز اکسلنسی کمانڈر چیف لیڈی سیلٹ چیف جسٹس و دیگر اعلیٰ عہدہ داران سرکاری نے شرف باریابی حاصل کیا یہاں سے ڈیرا امپریل میجسٹر نے جہاں بمبئی میونسپل بورڈ کے چیرمیاں سر فیروز شاہ مہتا نے ایک اڈریس پیش کیا اس اسٹیمر میں ممالک غیر کے ایلچیان بری و بحری سرداران فوج و اہل قلم فنا ہین ویسی رؤسا اور سردار حاضر تھے اسی میونسپل اڈریس کے جواباً شاہنشاہ نے

اہل ہند کی وفاداری اور گرم جوشی کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا کہ اس اڈریس میں جو تحریر کیا گیا ہے کہ میں تم لوگوں میں اجنبی نہیں ہوں بالکل درست ہے میں تہ دل سے کہتا ہوں کہ اس تمہارے دلپذیر شہر میں میں ہرگز اجنبی نہیں ہوں چھ سال پیشتر جب میں یہاں آیا تو بیشک میں نووارد تھا مگر تمہارے قلبی اور بے ریا ہمدردی کی یاد ابھی تک میرے دل میں جاگزیں ہے تمہارے ساحل کا وہ تعجب خیز منظر جو پہلے نظر کو ان قطعات اور گہرے درختوں کی شان دکھلاتا تھا جو سمندر کے سینہ سے اوگے ہوئے دکھلائی دیتے تھے بھولا نہیں جاتا۔

سنہ ۱۹۰۵ء میں تمہاری محبت آمیز خیر مقدم نے مجھے اس وسیع ملک کی سیر کرنے میں کافی مدد دی۔ اور یہاں کے باشندوں کے حالات دریافت کرنے میں مجھے پست حوصلہ ہونے نہ دیا۔ اس علم سے مجھے ہر ملت و قوم والوں سے ہمدردی میں اضافہ ہوگیا میرے مرحوم شفیق پدر کے غم انگیز موت نے جب مجھے میرے اسلاف کے تخت پر متمکن کیا تو سب سے پہلے میری دلی تمنا اور سچی خواہش یہ ہوی کہ میں میرے ہندی رعایا سے دوبارہ ملاقات کروں۔ (خوشی کے نعرے) یہ کوئی معمولی دلی جذبوں کا اثر نہیں کہ جس نے مجھے میری ملکہ کو ہمراہ لئے ہوئے یہاں آنے پر آمادہ کیا ہے میں اس کا بہت مشکور ہوں کہ قحط باراں کی وجہ سے چند اضلاع میں جو پریشانی پھیل رہی تھی بر موقع بارش ہونے سے یہ ترددات رفع ہوگئے۔ مجھے قوی امید ہے کہ تمہارے اراضیات موسم بہار میں خوب فصل لائیں گے تمہاری خوش تقریر اور فصیح اڈریس نے مجھے پھر اس مطلب کے دہرانے کی طرف مائل کیا ہے کہ کسی زمانہ میں شہر بمبئی ایک برطانیہ شہزادی کے جہیز میں دیدیا گیا تھا۔ جس کو ہنری کوک نے دوسو سال پیشتر ایک مچھلی والوں کا قصبہ قرار دیا تھا۔ اے معززین شہر

تم لوگوں نے اور تمھارے پیشروں نے اسکو تاج برطانیہ کا ایک گہنا بنا دیا ہے میں بڑی مسرت سے یہاں کے شاندار عمارتوں اور یہاں کے غیر مشہور مگر زیادہ تر مفید ترقیوں سے جو قریب کے ہی زمانہ سے شروع ہوئے ہیں دیکھہ رہا ہوں میں بڑے فخر کے ساتھ ان لوگوں کی کوششوں کی وجہہ سے جو ایسے زیور بمبئی کے لائق ہیں اس مقام کو یہاں کے لوگوں کو انکی خوشی اور کامیابی کو منظور کرتا ہوں۔ تمھاری شریفانہ آؤ بھگت پر جو ملکہ کیلئے کئے گئے ہیں دل سے ممنونیت کا اظہار کرتا ہوں۔ ہم تہ دل سے دعا کرتے ہیں کہ خدائے پاک کے برکات ہماری سلطنت ہند پر ہمیشہ سایہ فگن رہیں امن و ترقی ہمیشہ اس ملک والوں کے مقسوم میں ہوں

۴ اہ ڈسمبر کے ساڑھے نو بجے شاہنشاہ و شاہنشاہ بیگم نے اپالو بندر پر رونق افروز ہوکر پورے جلوس کے ساتھ بچوں کی ضیافت کا معائنہ فرمانے میدان نمایش گاہ کا رخ کیا۔ بمبئی کے قدیم نمایش گاہ میں شاہی ضیافت کی گئی ۲۴ ہزار بچے ہر قوم و ملت جنکی عمریں آٹھہ اور سولہ برس کے درمیان کی تھیں مدعو کئے گئے تھے چمکدار رنگین لباس جو لڑکیاں پہنی تھیں اور لڑکوں کے پر تکلف آبائی طریقوں کے کپڑے ایک دلچسپ اور پر رونق منظر پیش نظر ہو رہا تھا۔

ضروری انتظامات میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا گیا تھا فوجی دواخانہ کے (۲۰) ڈاکٹر بچوں کی صحت کی نگرانی کے لئے موجود تھے۔ بچوں نے بڑی گرم جوشی سے شہنشاہ و ملکہ معظمہ کی تشریف آوری پر تالیاں بجائیں۔ شاہی قیام پر سلطانی پرچم چڑھا دیا گیا مدرسہ کے طلباء گارڈ آف آنر متعین ہوئے تھے پہلے انگریزوں کے بچوں نے بزبان انگریزی قومی گیت گایا۔ پارسی اور گجراتی بچوں نے گجراتی زبان میں قومی ترانے سنائے پھر مرہٹی اور اردو زبان میں نیشنل انتھم گایا گیا اس کے بعد پارسی اور ہندو لڑکیوں نے

نے ناچ کے ساتھ دعائیہ گانا گایا جو بالکل قابل تعریف تھا۔

بمبئی سے شاہنشاہ کی روانگی ۵ دسمبر ۱۹۱۱ء شب کے گیارہ بجے ہوئی اور شہنشاہ معہ ملکہ معظمہ روانہ دہلی ہوئے۔

اور ۷ دسمبر شاہنشاہی اسپشل ٹرین جسکو ایک قوی الجثہ انجن لگا تھا اسٹیشن پر منود ہوئی۔ پہلے شاہنشاہ فیلڈ مارشل کی وردی زیب تن کئے ہوئے اور اسٹار آف انڈیہ کا تمغہ زیب سینہ کئے ہوئے پلارٹ فارم پر قدم رکھا ملکہ معظمہ ایک سوفیانہ سائن کا ڈرس پہنی تھیں۔ ہزاکسلنسی گورنر جنرل لارڈ ہارڈنگ نے استقبال کیا۔ آنریبل مس ڈی مینٹ دختر گورنر جنرل نے ایک گلدستہ ملکہ معظمہ کے پیش کیا۔ گارڈ آف آنر ہتیار پیش کئے قومی باجوں نے قومی گیت سنایا۔ قدیم قلعہ کے دمدموں نے (۱۰۱) سلامی توپیں سرکیں گورنر جنرل بہادر نے ہر سرکاری عہدہ دار کو باریابی سلطانی سے محظوظ فرمایا۔ دیسی روسا میں پہلے اعلحضرت قدر قدرت قوی شوکت نواب میر عثمان علی خاں بہادر آصف جاہ سابع بادشاہ دکن خلد اللہ ملکہ کی ملاقات ہوئی۔ پھر مہاراجہ بڑودہ مہاراجہ میسور مہاراجہ کشمیر مہاراجہ سندھیا اور رانائے اودے پور کی ملاقاتیں ہوئیں۔

ہز امپریل مجسٹی جارج پنجم کی تاجپوشی کا اعلان ۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء کو ہوا درباری کل کارروائیاں شاندار طریقہ سے ادا کی گئیں درباری کیمپوں میں صبح ہی سے ہل چل پڑ گئی۔ فوجی دستے اپنے اپنے مقاموں کے طرف چلے جارہے تھے دربار کے اندرونی حصہ میں لشکر پھیل گیا۔ آفتاب نکلنے کی دیر تھی کہ ریل گاڑیاں ٹانگے بگیاں ناظرین سے بھری ہوئیں میدان میں پہنچگئیں ساڑھے نو بجے سے درباریوں کی آمد شروع ہوی دیسی والیان ریاست اپنے مرصع زیوروں اور زرین ریشمی لباسوں سے

آراستہ و پیراستہ تھے حکام مختلف الاوضاع لباس درباری پہنے اور صبح کے لباسوں میں اپنی اپنی نشست گاہوں میں بیٹھ گئے ویسرائے بہادر مع لیڈی ہارڈنگ دربار کیمپ میں آگئے

شاہنشاہ معظم اور قیصرہ معظمہ دسویں ہزارس کے سوار سامنے لئے ہوئے اپیرل کینڈ ڈکورٹ کے بیچ میں شاہی گاڑی دوڑ رہی تھی۔ شاہنشاہ سلامت کے نعرے بلند ہوئے ملک معظم کی گاڑی کے بعد اعلیٰحضرت حضور پر نور ظلہ العالی کی گاڑی تھی جس میں صاحب عالیشان بہادر مہاراجہ مدار المہام بہادر اور سرافسر الملک بہادر بھی تھے اعلیٰحضرت حضور پر نور بالکل سادہ لباس میں تھے لیکن سرکار کے اسکارٹ کے لوگ زمردی رنگ کے زرق برق وردیاں زیب تن کئے ہوئے گاڑی مبارک پر تکلف کے باقاعدہ صفوف میں اردگرد تھے جیسا جیسا حضور پر نور کی سواری مبارک گزرتی جاتی تھی سب لوگ جوش محبت اور عقیدت سے پرجوش چیرز دے رہے تھے دوسری گاڑی میں نواب مظفر جنگ بہادر اور نواب جہانگیر جنگ بہادر تیسری گاڑی میں نواب خانخاناں بہادر نواب معین الدینخاں بہادر نواب سالار جنگ بہادر چوتھی گاڑی میں مولوی احمد حسین صاحب صادق جنگ بہادر ناصر نواز الدولہ بہادر ڈاکٹر شاہ میرخاں صاحب۔

ان کے بعد دوسرے والیان ملک کے گاڑیاں باترتیب تھیں جامع مسجد کے سامنے ایک مرتفع مقام پر حضور پر نور کے اسٹاف کے عہدہ داروں اور مہمانوں وغیرہ کے لئے جلوس دیکھنے کا خاص اہتمام کیا گیا تھا جس کے انچارج ممتاز یار الدولہ تھے حضار مجلس شاہنشاہی تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے شاہی پھریرہ مستول پر چڑھا دیا گیا سلامی اتاری گئی گورنر جنرل بہادر نے استقبال کیا۔

نوجوان دیسی روسار کی ایک جماعت شہ نشین کے زینوں پر شاہنشاہ کے تاجپوشی کا خرمیزی خلعت سنبھالے کھڑے تھے۔

کنگ امپرر کے سر پر شاہی مرصع تاج تھا جسمیں ڈیڑھ انچ چوڑی الماس کی پٹی جڑی ہوئی تھی چار بڑے بڑے نیلم و زمرد جگمگا رہے تھے اس کے علاوہ بیش بہا الماس و زمرد ٹکے ہوئے تھے تاج پر آٹھ محراب دار کمانیاں بنی ہوئی تھیں جن کے بیچوں بیچ ایک بڑا پارہ زمرد تھا کلاہ ارغوانی مخمل و قاقم کی تھی خلعت ارغوانی تھی سفید ساٹن کا پاجامہ اور ریشمی جراب تھے آرڈر آف دی گارٹر اور اسٹار آف انڈیا کے تمغے زیب صدر تھے شاہی سلامی آتارے جاتے ہی کرنل سر ہنری میک موہن منتظم دربار نے بموجب فرمان شاہی درباری رسوم شروع کردیا۔

نفیر نوازوں نے قرنائیں پھونکیں۔ دفعتاً دربار میں ایک عالم سکوت پیدا ہوا تب شاہ معظم نے کھڑے ہو کر یوں تقریر فرمائے۔

میں خالص شکر گزاری اور اطمینان دلی کے محسوس کرنے سے آپ لوگوں میں کھڑا ہوا ہوں میری اور ملکہ معظمہ کیلئے یہ سال متعدد رسموں کا اور غیر معمولی فرح بخش معقول کاموں کے بوجھ اٹھانے کا ہے وقت اور دوری کے قطع نظر ہماری اگلی سیاحت ہندوستان نے پھر ہمیں اس سرزمین پر جس سے ہم نے اسی دوران سیاحت میں الفت پیدا کرلی تھی دوبارہ یہاں لے آئی ہے اور ہم نے صرف ان یقینی اور مضبوط امیدوں کے بھروسہ پر اس دور دراز ملک کے سفر کو (جہاں ہم نے گھر کی سی راحتیں اٹھائیں) دوبارہ اختیار کیا فضل ایزدی سے میرے بزرگوں کا تاج بہ مطابق رسم قدیم بائیس جون گزشتہ کو بہ مقام ویسٹ منسٹرایبے میرے سر پر رکھے جانے کے وقت میں نے جس ارادہ کو ظاہر کیا تھا اس ارمان کو اس سیاحت سے فارغ ہو کر پورا کرلیا ہے بہ معیت ملکہ معظمہ میری موجودگی نے اس امر کا بھی متمنی بنا دیا ہے کہ وفادار رئیسوں اور مطیع رعایا ہند پر ہماری محبت و شفقت کے اظہار

سے یہ ثابت کردے کہ مملکت ہند کی ترقی اور خوشنودی سے ہم کو کتنی دلچسپی ہے نیز میری یہ
خواہش بھی تھی کہ جو اصحاب میرے رسم تاجپوشی انگلنڈ کی شمولیت سے معذور رہے ہیں وہ
اس جشن میں شریک ہو سکیں ملکہ کو اور مجھے یہ دیکھنے سے بیحد خوشنودی اور قلبی مسرت حاصل ہوئی
کہ اس عظیم الشان جلسہ میں میرے گورنر متدین عہدہ دار میرے دیسی روسا اور نائبین
اور وفد لشکر ہندوستانی شریک ہیں میں دلی اطمینان سے ان وفاشعار فرمانبرداریوں اور
اطاعت گزاریوں کو جنکے ظاہر کرنے کا اشتیاق ہے۔ سچی خوشی سے قبول کرتا ہوں میرے
دل میں اس کا گہرا اثر پیدا ہو چکا ہے کہ ہمدردی محبت اور نیک نیتی کی روح نے اس تاریخی
موقع پر مجھ میں اور میرے دیسی والیان ریاست اور رعایا میں ایک تعلق قایم کر دیا ہے
ان احساسات کے تدارک میں میری خواہش ہے کہ میری تاجپوشی کی یادگار چند مراعات
سلطانی اور شاہی عطیات سے برقرار رہے جن کا ذکر میرے گورنر جنرل تھوڑی دیر بعد کرنے
والے ہیں مجھے اسکی زیادہ تر خوشی ہے کہ میرے بزرگوں نے رعایا کی نگہداشت حقوق کو
ملحوظ خاطر رکھکر جن بخششوں کو تجویز فرمایا تھا میں آج ان کی تجدید کر رہا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ
مجھے رعایا کی ترقی امن و رضامندی سے دلی وابستگی ہے۔

خدایا۔ برکات آسمانی میری رعایا پر نازل فرما۔ اور مجھے میری کوششوں میں مدد دے
تا میں انکی بہبودی اور فلاح میں ساعی رہوں۔ شہزادوں اور میری کل رعایا کو میں میری
محبت بھری خوشنودی سے مطلع کرتا ہوں۔

ہز مجسٹی نے متین اور بلند آواز سے جو تقریر کی وہ سبھوں کے گوش زد ہوئی اور
خوشی کے نعرے بلند ہوئے درباری شامیانے سے ایوان شاہی کی طرف بمعیت والیان
ریاست و جلوس شاہی تشریف فرما ہوئے۔

میجر جنرل پٹن دہلی کے نقیب نے شاہ جارج پنجم کی تخت نشینی کا اعلان کیا ملک عمر حیات خاں اردو زبان میں ترجمہ کیا ایک سو ایک توپوں کی سلامی اتاری گئی۔
لارڈ ہارڈنگ نے کھڑے ہو کر پورو کلومیشن پڑھنے کیلئے شاہی اجازت سے نقیب کو حکم کیا

اعلان شاہنشاہی

چونکہ ابد دولت واقبال نے بذریعہ اپنے شاہی اعلانات مورخہ ۱۹ ماہ جولائی اور ۲۷ ماہ نومبر ۱۹۱۱ء اپنے جلوس کے پہلے سال معہ اپنے ارادہ شاہنشاہی کا اعلان اور اظہار فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم اپنی شاہی تاجپوشی کی رسم ماہ جون ۱۹۱۱ء کے ۲۲ تاریخ کو ادا فرماینگے اور چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے جمعرات کے دن گزشتہ جون کی ۲۲ تاریخ کو ہمیں اس رسم کے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور چونکہ بذریعہ اپنے شاہی اعلان مورخہ ۲۲ ماہ مارچ ۱۹۱۱ء اپنے جلوس کے پہلے سال میں ہم نے اظہار فرمایا تھا کہ ہمارا منشا اور ارادہ ہے کہ ہم اپنی مملکت ہندوستان کے تمام عزیز رعایا کو بذات خود مطلع فرمادیں کہ رسم مذکور حسب مدعا ادا ہو چکی ہے اور اپنے گورنروں لفٹننٹ گورنروں اور دیگر افسروں اور اپنے زیر حمایت دیسی ریاستوں کے والیان اور امرا اور اپنی سلطنت ہندوستان کے تمام صوبہ جات کے عمائدین کو اپنے حضور میں طلب فرمائیں۔ لہٰذا اس فرمان شاہی کے ذریعہ سے ہم اس کا اعلان عام فرماتے ہیں اور اپنے تمام عہدہ داروں اور تمام والیان ریاستہا اور اپنی رعایا کو جو اس موقع پر دہلی میں جمع ہے اپنا شاہی اور قیصری سلام ابلاغ فرماتے ہیں اور مطمئن کرتے ہیں کہ ہم کو اپنی سلطنت ہندوستان سے دلی انس ہے اور اسکی صلاح و فلاح ہمارے مد نظر ہے اور ہمیشہ مد نظر رہیگی اس اعلان کے بعد لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل ہندوستان نے اپنی اسپیچ میں شاہنشاہ معظم کی عنایتوں کا ذکر کرتے ہوئے

کہا کہ ہندوستانی طلبا کی ترقی تعلیم کیلئے پچاس لاکھ روپیہ منظور کئے گئے ہیں اور عند الضرورت مزید رقمی تائیدوں سے تعلیم ہندوستان روبہ ترقی رہا کریگی ماس کے بعد بری وبحری لشکر کے وفادارانہ خدمت کی بجا آوری کے صلہ میں جن کی تنخواہ پچاس سے کم ہے اونکو آدہے مہینہ کی تنخواہ بطور انعام ملیگی۔

ہز میجسٹی نے یہ منظور فرمایا ہے کہ وفادار دیسی سپاہ اور زر روٹ افواج کی سپاہ تمغہ وکٹوریہ کراس کے مستحق گردانے جائیں دیسی افسر انعام اراضی اور وظیفوں سے ممتاز کئے جائیں آرڈر آف میرٹ کے تمغہ والے بیوہ عورتوں کو تین سال وظیفہ ملنے کے عوض اون کے حین حیات تک یا نکاح ثانی تک ملا کرے سول سروس کے ملازمین کو جنکی تنخواہ پچاس روپیوں سے بڑہکر نہ ہو آدہے مہینہ کی تنخواہ انعام میں ملے۔ دیوان بہادر سردار بہادر خان بہادر رائے بہادر خاں صاحب رائے صاحب راؤ صاحب کے خطاب الوں کو علامتی تمغے دئے جائیں۔ مہا۔مہو۔پدیہ اور شمس العلما کے خطاب والے اصحاب کو سالآنہ وظائف ملاکریں دیسی والیان ریاست جو بوقت مسند نشینی نذرانہ پیش کرتے تھے وہ آئندہ سے قبول نہ ہوگا۔ کاٹھیاواڑ۔گجرات بیومیہ اسٹیٹ اور میواڑ کے ریاستوں پر جو قصور انتظام کی وجہہ سے قرضہ رہ گیا ہے وہ معاف کردیا جائے اور وصول شدہ رقم ایک ثلث یا بالاقساط واپس دیدی جائے۔ ملک معظم نے بعض قیدیوں کی رہائی کا حکم نافذ فرمایا ہے جو مقروضین کم قرضہ کے باعث یا حقیقی ناداری کے سبب سے قرضداروں کے محبس میں مقید ہیں اون کا قرضہ ادا کردیا جائے۔

اعلحضرت حضور پرنور ۲ بجے فرودگاہ قیصری میں تشریف لیگئے اور تین بجکر دس منٹ کو گورنر جنرل بہادر حضور پرنور بندگانعالی کے سنٹرل کیمپ میں ملک معظم کی جانب سے ملاقات

بازدید کی غرض سے تشریف لائے شاہنشاہی استقبالی شامیانہ میں کل بڑے بڑے والیان ملک موجود تھے جو ملک معظم و ملکہ معظمہ کی خدمت میں یکے بعد دیگرے جاتے تھے سب سے پہلے اعلیحضرت حضور پر نور خلد اللہ ملکہ تشریف لائے۔

۱۴ دسمبر کو قیصر معظم نے استقبالی شامیانہ میں دربار عطائے خطابات منعقد فرمایا جسمیں گورنر اعلی عہدہ دار اور والیان ملک مدعو تھے۔ حضور پر نور بندگانعالی مع اسٹاف مہاراجہ مدار المہام بہادر سرکار عالی و رزیڈنٹ بہادر حیدرآباد اس دربار میں شرکت فرمائے۔

شاہنشاہ معظم نے بنفس نفیس جی سی ایس آئی کا فیتہ اور علامات اعلیحضرت حضور پر نور کے حمایل فرمایا اور صدر کے بائیں جانب ستارہ ہند آویزان کیا اور فریدون جنگ بہادر مولوی احمد حسین صاحب مسٹر ہنکن سی ایس آئی کے تمغوں سے سرفراز کئے گئے۔

شب میں سر چارلس بیلی لفٹنٹ گورنر مشرقی بنگال نے حضرت اقدس و اعلی کو دعوت ڈنر میں مدعو کیا بوجہ کسل تشریف نہ لیجا سکے مہاراجہ مدار المہام بہادر شریک ڈنر ہوئے۔

۱۵ دسمبر کی صبح کو قیصر معظم نے دہلی کے جدید شاہنشاہی دار السلطنت کی سنگ بنیاد رکھنے کی دلچسپ رسم ادا فرمائی۔

جدید دار السلطنت کے لئے وہ جگہ منتخب ہوی ہے جہاں کہ اس وقت گورنمنٹ آف انڈیا کا کیمپ واقع ہے۔

۱۶ دسمبر والیان ملک قیصر معظم سے رخصت ہونے کیلئے کیمپ میں دن کے گیارہ بجے جمع ہوے۔ حضور پر نور خلد اللہ ملکہ بہمراہی مہاراجہ مدار المہام بہادر معہ اسٹاف کے تشریف لیگئے۔ قیصر معظم نے حضرت اقدس و اعلی کو ایک کارونیشن مڈل (تمغہ تاجپوشی) آویزان فرمایا مہاراجہ مدار المہام بہادر کو بھی ایک تمغہ تاجپوشی عنایت ہوا ملک معظم دن کے ایک بجے

دہلی سے نیپال کی جانب روانہ ہوئے۔

حضرت بندگانعالی متعالی معہ مہاراجہ مدارالمہام بہادر و اسٹاف بذریعہ اسپشل ٹرین مراجعت فرمائے دارالریاست حیدرآباد ہوئے۔

وقت تشریف آوری گلبرگہ شریف میں زیارت حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہٗ سے مشرف ہوکر ۱۱ ڈسمبر کی صبح کو تشریف فرمائے حیدرآباد ہوئے۔

۱۲ ڈسمبر بروز سہ شنبہ کو حیدرآباد میں اظہار مسرت کرنے اور جشن تاجپوشی منانے کیلئے فتح میدان جیسے خوشنما اور دلفریب جگہ کو منتخب کیا گیا تھا اس کو طرح طرح کے رنگین خوشنما جھنڈیوں بیرقوں سے آراستہ کیا تھا چوطرف جھاڑوں ٹہنیوں پتوں سے آراستہ چھوٹے چھوٹے رنگین الکٹرک گولے لگائے گئے تھے جورات میں دلکش و پربہار روشنی کی منظر ہوی تھی۔ دو بجے کے پہلے ہی سے مدارس کے لڑکے رنگ برنگ کی پوشاکیں پہنے ہوے اپنے آگے اپنے مدرسہ کا نام خوبصورت جھنڈیوں اور بورڈوں پر لگائے ہوے ایک قطار میں ہاتھوں میں چھوٹے چھوٹے جھنڈیاں لئے ہوے عجیب شان سے جمع ہونے لگے فتح میدان کا نجانہ سکندرآباد بلارم الوال کے یوروپین لیڈیز و جنٹلمین سے بھرا ہوا تھا۔ سرکار عالی کے عہدہ دار۔ امرا معززین شریک تھے۔

عام تماشائیوں کا اژدحام تھا۔ پولس کا اچھا انتظام تھا سواتین بجے حسب پروگرام مسٹر ویکفیلڈ نے میدان کے صدر مقام پر کھڑے ہوکر شاہی اعلان کو پڑھا اس کے بعد ڈاکٹر سید سراج الحسن صاحب ناظم تعلیمات نے اس اعلان کو جو اردو زبان میں تھا پڑھا اس کے بعد ایک سو ایک توپ کی شاہی سلامی سر کی گئی۔

ملک معظم جارج پنجم اور اس کے بعد اعلیٰحضرت حضور پرنور کیلئے چیرز دئے گئے اسکے

بعد لڑکوں کی فوج نے مارچ پاس کیا اس کے بعد پولس وامپریل کے چھوٹی فوج نے بیانڈ کے دلکش ترانوں پر جھنڈیاں اور بندوقوں سے نہایت عمدگی کے ساتھ قواعد کی۔ ان چھوٹے چھوٹے بچوں کا پھرتی اور صفائی کے ساتھ قواعد کرنا لوگوں کو پُرمسرت تعجب میں ڈالدیتا تھا ۶ بجے کے قریب یہ کھیل تماشے ختم ہوے غلام قادر صاحب گرامی ایک فارسی نظم سنائی جو اس تقریب کے لئے تیار کی تھی اس کے بعد ترکی صاحب نے بھی اپنا قصیدہ سنایا اور داد لی۔ اس عرصہ میں کل معززین اور عہدہ داروں وغیرہ کی تواضع رفرشمنٹ وغیرہ سے برابر کی جاتی رہی۔ سر شام روشنی شروع ہوی اس کا خوشنما منظر ہر ایک کو متوجہ کر رہا تھا تھوڑی دیر کے بعد آتشبازی چھوڑی گئی قریب سات بجے کے یہ جلسہ ختم ہوا شب میں سرکاری عمارات امرا کے کوٹھیوں شاہراہوں پر روشنی کی گئی۔ اکثر لوگ اسکی سیر کیلئے رات میں گھومتے رہے جو تاریخ دہلی دربار کی تھی ممالک محروسہ سرکار عالی کے تمام اضلاع اور تعلقات میں عہدہ داران مقامی نے اور سمستانوں وجاگیرات میں راجگان سمستان اور جاگیرداران صاحبوں نے مختلف طریق سے خوشیاں منائیں اس مختصر میں اتنی گنجائش نہیں جو ہر ایک کی تفصیل لکھی جاسکے۔

دربار دہلی کے قبل لارڈ ہارڈنگ وایسرائے بہادر کے پہلے مرتبہ حیدرآباد تشریف لانے کا حال راقم نے مجملاً درج اوراق کر چکا ہے اس وقت چونکہ ہز اکسلنسی وایسرائے بہادر تنہا حیدرآباد تشریف لائے تھے لیڈی صاحبہ کے ہمراہ نہ ہونے سے اعلحضرت قدر قدرت حضور پرنور مدظلہ العالی نے تقریر میں یہ ارشاد فرمایا تھا کہ اگر ہز اکسلنسی لیڈی ہارڈنگ بھی اس موقع پر تشریف رکھتی ہوتیں تو خوشی ومسرت اور بھی بڑھ جاتی جواب میں وایسرائے بہادر نے کہا تھا کہ ہز ہائینس نظام نے از راہ عنایت لیڈی ہارڈنگ کا نام بھی شریک

فرمایا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ میں سچ کہتا ہوں کہ میری بیوی کو اس کا بڑا افسوس ہے کہ وہ
اس موقع پر حیدرآباد میرے ساتھ نہیں آسکیں میرے زمانہ ویسرائلٹی میں ہزہائنس نظام
ایک مرتبہ اور مجھے حیدرآباد آنے کی دعوت دینگے تو اس وقت میری بیوی میرے ساتھ
آسکیں گے اسی بنا پر حضور پرنور ویسرائے بہادر کو معہ لیڈی صاحبہ حیدرآباد آنے کی
دعوت دئیے چونکہ دہلی دربار کے اہم فرائض کو ویسرائے بہادر انجام دے چکے تھے اور کوئی
اہم کام باقی نہ رہا تھا ویسرائے بہادر نے دورہ کا قصد کیا دہلی سے روانہ ہوئے ہزاکسلنسی
معہ لیڈی صاحبہ و پارٹی سوائے مادھوپور پہونچے یہاں اسپشل ٹرین تبدیل ہوئی ۱۱ بجے
قبل دوپہر دس منٹ کوٹاہ اسٹیشن پر ٹھیرے مہاراجہ صاحب و ولیعہد کوٹاہ و پولیٹیکل
ایجنٹ پلیٹ فارم پر موجود تھے پرتپاک گفتگو فرمائی ۔ بینا اسٹیشن (ممالک متوسط) پر کرنل
مکسول فوجی سکرٹری جو رخصت سے واپس آئے ہیں ویسرائے بہادر کی پارٹی سے آملے۔
اور کرنل بی اون کے قایم مقام وہیں سے رخصت ہوکر بمبئی روانہ ہوگئے۔

۷ ستمبر کی صبح کو ویسرائے بہادر کی اسپشل ٹرین منماڑ اسٹیشن پر پہونچی وایسرائے بہادر
نے ناشتہ تناول کیا پھر دوسری گاڑی میں دولت آباد روانہ ہوئے جہاں دوپہر کو وارد
ہوئے۔ رزیڈنٹ بہادر حیدرآباد مسٹر اے سی ہنکن انسپکٹر جنرل پولس و جیل میجر سی ڈبلیو
سائتھ ایجنٹ و چیف انجینیر نظامس گارنٹیڈ اسٹیٹ ڈپٹی انسپکٹر جنرل ریلوے پولس اور
نواب فریدون جنگ بہادر نے اسٹیشن پر استقبال کیا پارٹی موٹر گاڑیوں میں روضہ
بنگلہ کو روانہ ہوئی۔ جو غارہائے ایلورہ کے قریب دولت آباد اسٹیشن سے نو میل کے
فاصلہ پر ہے نواب سالار جنگ بہادر وزیر اعظم دام اقبالہٗ و فریدون جنگ بہادر پرائیویٹ
و پولیٹیکل سکرٹری روضہ بنگلہ پر ہزاکسلنسی سے ملاقی ہوئے اور لنچ تناول کیا گیا چار بجے

شام کے والیسرائیکل پارٹی نے غار ہائے الیورہ کو دیکھا جو پہاڑ میں کھدے ہوے ہیں اور شمالاً وجنوباً تقریباً سوا میل تک چلے گئے ہیں کل ۳۴ غار ہیں فن معماری کے نقطہ نگاہ سے انھیں بہترین یڈ ہٹ یادگار کہنا چاہئیے جو حضرت مسیح سے ساڑھے تین سو اور ساڑھے پانسو سال پہلے کے تعمیر شدہ ہیں ان کے فوٹو لئے گئے ہزاکسلنسی ۲۸ کی صبح کو معہ پارٹی قلعہ دولت آباد کو دیکھنے گئے راستہ میں بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی قبر بھی دیکھی جو مسجد کے وسط میں بلا نمود ونمایش مٹی کا ایک ڈھیر اور نمونہ عبرت ہے دولت آباد کا قلعہ بالاحصار جہاں والیسرائے ساڑھے چار بجے صبح کے پہونچے سات سو فٹ بلند پہاڑ پر واقع ہے پہاڑ کی بنیاد کو کاٹ کر اُسے سخت ڈھلوان بنادیا گیا ہے دامن کوہ کے ایک سوراخ سے قلعہ میں داخل ہوتے ہیں آگے قلعہ کے اندر کی طرف سیدھی سڑک ہے بعدہ پیچیدہ راستہ سے قلہ کوہ پر جہاں قلعہ واقع ہے پہونچتے ہیں ہزاکسلنسی قلہ کوہ پر چڑھ کر دو بڑے توپوں کو جو آج کل کے ۱۲ انچ دہانے کے اتواپ کے مشابہ ہے دیکھکر بہت خوش ہوے معلوم نہیں کہ یہ توپیں کیونکر چوٹی پر چڑہائے گئے ہونگے ہزاکسلنسی لیڈی ہارڈنگ جو ویسرائے کے ہمراہ نہ تھیں دولت آباد اسٹیشن پر پہونچیں جہاں تمام پارٹی نے ناشتہ کھایا۔

ساڑھے دس بجے صبح کے ویسرائیکل ٹرین منماڑ احمد نگر کے راستہ سے دارالریاست حیدرآباد دکن روانہ ہوی۔

۲۹ اکٹوبر صبح کے آٹھ بجکر ۴ منٹ پر ویسرائے بہادر کی اسپشل ٹرین حیدرآباد دکن پہونچی۔ اعلحضرت حضور پرنور مدظلہ العالی نے عالیجناب نواب سالارجنگ بہادر وزیر اعظم مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر پیشکار و دیگر جلیل القدر امرا عہدہ داران ریاست کے ساتھ اسٹیشن پر استقبال فرمایا۔

ویسرائے بہادر نے اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ سے ہاتھ ملایا۔ رزیڈنٹ بہادر نے فوجی افسروں کو پیش کیا ویسرائے بہادر نے گارڈ آف آنر ملاحظہ کیا ۳۱ توپ کی سلامی سر ہوی دوسرا گارڈ آف آنر اسٹیشن کے باہر استادہ تھا ویسرائے بہادر اعلیحضرت حضور پرنور خلد اللہ ملکہ کے ساتھ موٹر پر سوار قصر فلک نما کو روانہ ہوے سڑک پھریروں بیرقوں سے آراستہ تھی دو رویہ امپیریل سرویس سپاہ کھڑی تھی سکندرآباد و چادرگھاٹ سے سلامی کی توپیں سر ہوئیں۔

قصر فلک نما پر رائل انسکلنگ فیوزلیٹری کے سو جوانوں کا باڈیگارڈ موجود تھا۔ اسے بھی ہزاکسلنسی نے دیکھا۔

ساڑھے گیارہ بجے قبل دو پہر اعلیحضرت ہزہائینس حضور پرنور دام ملکہ حضور ویسرائے بہادر کی ملاقات کیلئے خاص وزرار و امرار کے ساتھ تشریف لائے سواری سے اترنے پر رزیڈنٹ بہادر نے استقبال کیا اور ویسرائے بہادر کا مصاحب حضرت اقدس و اعلی کو بالائے زینہ لیگیا اور وہاں سے ویسرائے بہادر نے استقبال کیا حضور پرنور مدظلہ العالی کو لیجاکر کرسی پر بٹھایا تھوڑی دیر گفتگو ہونے کے بعد جو وزرا و امرا حضرت اقدس و اعلی کے ساتھ حاضر آئے تھے اون کو رزیڈنٹ بہادر نے پیش کیا اختتام ملاقات پر عطر و پان تقسیم ہوے حضور پرنور مدظلہ العالی معہ اشاف مراجعت فرمائے دارالامارہ ہوے۔

پونے ایک بجے بعد دوپہر ویسرائے بہادر ملاقات بازدید کیلئے چومحلہ مبارک میں تشریف لائے سہ پہر کو ویسرائے کرنل نکسول کے ساتھ موٹر پر ہواخوری کو گئے لیڈی ہارڈنگ نے مس پنچے و مسز جمیس ر ابرٹس کے ساتھ محبوبیہ زنانہ اسکول کا معائنہ فرمایا جہاں سپرنٹنڈنٹ مدرسہ مس ویلڈ نے استقبال کیا پھر موٹر میں سوار ہوکر زنانہ اسکول میں رونق افروز ہوئیں جسکی مس لیونس پرنسپیر ہیں دونوں مدارس کے حسن انتظام پر ہزاکسلنسی نے اظہار خوشنودی فرمایا۔

ویسرائے بہادر کے اسٹاف نے فتح میدان میں گولکنڈہ و پونہ ہارس سے پولو کھیلا۔
شام کو ہز اکسلنسی چو محلہ مبارک میں حضرت اقدس و اعلیٰ کی طرف سے جو ڈنر دیا گیا تھا تشریف لائے
قصر فلک نما سے چو محلہ مبارک تک سڑک پر خوب روشنی کی گئی تھی میز پر پونے دو سو
مہمانوں کا کھانا چنا گیا تھا اور بینڈ بج رہا تھا۔
ہز مجسٹی قیصر ہند کا جام صحت نوش کرنے کے بعد اعلحضرت حضور پر نور دام دولتہ نے
موزوں و برجستہ موثر تقریر میں ویسرائے بہادر کا جام صحت بدیں الفاظ تجویز فرمایا۔
میرا خوشگوار فرض ہے کہ میں اپنے معزز مہمانوں یعنے ڈیر اکسلنسی ویسرائے اور لیڈی
ہارڈنگ کا جام صحت تجویز کروں آپ میں سے اکثر حضرات کو یاد ہوگا کہ میرے مرحوم والد
ماجد کی وفات کے کچھ دنوں بعد ہز اکسلنسی ویسرائے باوجود اپنے ذاتی علایق کے کاروشن
دربار سے جسکی یاد ہمیشہ تازہ رہیگی چند ہفتہ پیشتر حیدر آباد تشریف لائے تھے اس تشریف
آوری سے یہ غرض تھی کہ مجھکو میرے والد کے انتقال پر تعزیت دی جائے اور اگر ہز اکسلنسی
کے الفاظ کو استعمال کیا جائے تو اس لئے کہ اس اہم بالشان کام کے زینہ پر چڑھنے کے
پہلے دوستانہ امداد کا ہاتھ بڑہایا جائے جو اس وقت مجھکو درپیش تھا اس کے بعد مجھکو شملہ
جانے کا اتفاق ہوا اور میں ویسرائگل لاج میں لارڈ و لیڈی ہارڈنگ کا مہمان رہا مجھکو
ہمیشہ وہ خوشگوار عظیم الشان شاہانہ ضیافت کی یاد آتی رہتی ہے جو ڈیر اکسلینز نے میری
خاطر انجام دئے تھے اور اس موقعہ پر میرے ساتھ لطف و مدارات سے پیش آتے رہے پہلے
دفعہ جبکہ ہز اکسلنسی حیدرآباد تشریف لائے تھے لیڈی ہارڈنگ ہمراہ نہیں آسکی تھیں اسلئے میری دلی
خواہش تھی کہ ڈیر اکسلنسز میرے پایہ تخت کو ملکر تشریف لائیں میں بمسرت کہتا ہوں کہ میری
خواہش پوری کی گئی اس لئے اب مجھے حق ہے اور میری خوشی ہے کہ ان دونوں کا گرمجوشانہ

دلی خیر مقدم ادا کروں لیکن قبل اس کے مجھکو یہ بیان کرنے کی اجازت دیجائیگی کہ گزشتہ دسمبر میں جب ہم کو یہ معلوم ہوا کہ کسی مجہول کمینہ شخص نے ہمارے آج کے مہمانوں کی جان پر بزدلانہ قاتلانہ حملہ کیا ہے تو تمام ہندوستان میں کس طرح گھبراہٹ چھاگئی یہ پریشان کن اندوہناک خبر تمام حیدرآباد میں بیحد رنج و اضطراب کے ساتھ سنی گئی اور نہایت اشتیاق و انتظار کے ساتھ ویسرائے کی صحت یابی کے متعلق تازہ ترین کوائف کو معلوم کرنے کے لئے کوشش کی گئی تمام ہندوستان جس میں حیدرآباد بھی شامل ہے بیحد و بے اندازہ خوش ہوا جب یہ مسرت انگیز مژدہ پہنچا کہ لارڈ ہارڈنگ کی حیات کو اب کوئی خطرہ نہیں ہے اور وہ جلد صحیح و تندرست ہو جائیں گے میرے خیال میں خدا کا بڑا رحم و کرم ہوا کہ ہمارے مہمان کی قیمتی جان بچگئی جسکی وجہ سے وہ اس عظیم الشان کام کو انجام دینے کے قابل ہو گئے جو اس وسیع سلطنت کی ترقی و بہبودی کیلئے کیا جارہا ہے لیڈی ہارڈنگ نے اس خوف و خطر کے وقت جس ثبات قلب و استقلال و جراءت کا ثبوت دیا اسکے متعلق میں اس موقع پر لیڈی ہارڈنگ کے اُس استقلال کی ستایش و توصیف پیش کرنا چاہتا ہوں۔

بام بم جو اون کے شوہر ویسرائے پر پھینکا گیا تھا بال بال بچنے اور ناگہانی صدمے و خطرناک حالت کو پہچاننے اور ان زخموں کو جو انکی ضرب سے پہونچائے گئے تھے دیکھنے کے باوجود بھی انھیں اپنے نازک وقت میں اپنی نسوانی اعلی قابلیتوں کا اظہار کیا ہے اس تکلیف دہ مضمون کو زیادہ طول دینے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آپ سب حضرات جانتے ہیں کہ برٹش سمایا کے کروڑہا عورتوں نے اپنے ایک اڈریس میں لیڈی ہارڈنگ کے اون اوصاف کا بخوبی اظہار کیا ہے اور میں اس واقعات کی عالمگیر سند خیال کرتا ہوں جنکا ابھی مختصر اظہار کیا ہے اس عظیم القدر اسپیچ میں جو اس جگہ دو سال قبل ڈراکسلنز نے دی تھی از راہ مہربانی میری ریاست کے متعلق حوصلہ افزا اور قابل قدر نصیحت فرمائی تھی میں نے آپکے دوستانہ مشورہ کو اپنے دل میں جگہ دی اور اس پر عملدرآمد کیا گئی کہ جسکے نتایج میرے لئے فایدہ مند ثابت ہوے اور مجھے امید ہے کہ میری ریاست بھی اس سے مستفید ہوگی جو انتخاب

نواب سالار جنگ بہادر کا میں نے وزارت پر کیا وہ قابل اطمینان ثابت ہوا جیسا کہ مجھے توقع تھی وہ اپنے خاندان کے روایات کے حامل اور ان پر اب تک عامل ہیں جس میں ایک عرصہ دراز سے وزارت کے مسئلہ پر آرہا ہے اب وہ ایک سال سے زاید عرصہ سے اون مشیروں کے ساتھ جنکو میں نے انکی امداد کیلئے مقرر کیا ہے کامیابی کے ساتھ کام کر رہے ہیں اور بادی طور سے حالات ملک اور انتظام سلطنت کے متعلق کافی ذخیرہ معلومات حاصل کر چکے ہیں یہ مشیر عماد الملک بہادر اور فریدون جنگ بہادر ہیں جنھوں نے موجودہ مدار المہام کے جد امجد سالار جنگ اول کے ماتحت اعتماد اور امتیاز کے ساتھ کام کیا اور حیدرآباد کی تاریخ میں عزت و وقعت اور نیکنامی حاصل کی۔

میں نے ذاتی طور سے اپنے ملک کے انتظام میں جو حصہ لیا ہے اس کے متعلق کچھ کہنا مناسب معلوم نہیں ہوتا میں جو کچھ کہہ سکتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں اپنے کام سے محبت رکھتا ہوں اور میں نے جملہ امور کو اپنا سمجھ کر ویسرائے کے مشورہ کی اتباع کی ہے اور یہ میری بڑی مسرت کا موجب ہے کہ میں اپنے تمام قوتوں کو اپنے ملک کی ترقی میں صرف کر دوں اور اپنے ایک کروڑ تیس لاکھ رعایا کی بہبودی کیلئے جن پر خدا نے مجھ کو حکمراں بنایا ہے جو کچھ میرے بس میں ہے اس سے دریغ نہ کروں اسی ضمن میں میں اپنے خاص دوست کرنل پیچے کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جب کبھی میں نے ان سے اہم امور میں دوستانہ طریقہ سے مشورہ لیا بیش بہا مدد دی ہے امور سلطنت کے متعلق اونکی وسیع معلومات اون کا تجربہ اور پختہ کار فیصلہ میرے قابل قدر امداد کا باعث ہوا ہے۔

اخیر میں امید ہے کہ مجھے اس امر کی اجازت دی جائیگی کہ میں ہز اکسلنسی کے اس مہربانی اور توجہ پر تشکر آمیز اظہار قدردانی کروں جو آپ کو مسلمانوں کی قوم کیساتھ

مرعی ہے اور خواتین اور حاضرین با مین آپ کو ڈیر اکسیلنسز ویسرائے لارڈ لیڈی ہارڈنگ کا
جام صحت نوش کرنے میں میرے ساتھ شریک ہونے کی دعوت دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ
وہ درازی عمر اور مسرت وخوشحالی سے بہرہ مند و کامگار رہیں ہز اکسلنسی ویسرائے نے جواب
دیتے ہوئے فرمایا۔

یور ہائنس خواتین اور معززین ۔

دو سال قبل جبکہ میں یور ہائنس کو آپ کے والد مرحوم کی تعزیت ادا کرنے اور یور ہائینس
کے آئندہ طرز عمل کے متعلق اپنے خیالات اور خواہشات کا اظہار کرنے کے لئے آیا تھا تو میں نے
امید ظاہر کی تھی کہ ہماری ذاتی دوستی اور ارتباط جانبین کے رشتہ اتحاد کو مضبوط کریگا جس سے
اون تعلقات پر بھی اثر پڑیگا جو ریاست حیدر آباد اور امپریل گورنمنٹ کے درمیان ہیں میں
نے اوس وقت جبکہ یور ہائینس زمام سلطنت ہاتھ میں لے رہے تھے اس بات پر زور دینے
کی جراءت کی تھی کہ یور ہائینس دو امور کا جو نہایت مہتم بالشان اصول ہیں خاص خیال رکھیں
میں نے مشورہ دیا تھا کہ عقلمند اور قابل اعتماد مشیروں کا انتخاب کیا جائے اور منتخب کرنے
کے بعد اون پر بھروسہ کیا جائے اور اس عظیم الشان ریاست کے انتظام میں بذات خاص
دلچسپی کا اظہار کرنے کی اہمیت کو بھی میں نے یور ہائینس کے ذہن نشین کیا تھا برٹش گورنمنٹ
اور ریاست حیدر آباد کے تعلقات کی نسبت مجھے کسی قدر بیان کرنے کی ضرورت نہیں نصف
صدی سے زیادہ عرصہ سے ان دونوں کی دوستی غبار آلود نہیں ہے اور بڑے احساسات
اور بے اعتمادی کے خیالات سے پاک وصاف ہے یہ ایک ضرب المثل ہے کہ حالات جس
طرح ہیں اسی طرح باقی رہتے ہیں جو نہ صرف تمام دنیا سے متعلق ہے بلکہ اسکی بنا پر ہم کو خوف نہیں
کرنا چاہئے کہ ان دونوں دوستوں کے درمیان کوئی انقلاب ہوگا اور اگر ہوگا تو کمی مجھ کو

دوستی اور قواعد کے تطبیق کی شکل میں ہوگا۔

ہز امپریل مجسٹی نے حیدرآباد کی تاریخی گھرانے کی خاطر یور ہائینس کو نائٹ گرانڈ کمانڈر آف اسٹار آف انڈیہ کا بلند پایہ اعزاز دیا۔ اور حال ہی میں آپ کو برٹش آرمی کا آنریری کرنل بنادیا یہ ظاہری علامات ہیں اون نیک خواہشات کے جو یور ہائینس کے بنسبت کنگ امپرر اور ہم اون کے خادموں کو مقصود ہیں یور ہائینس کے تعلقات کی طرف توجہ کرتے ہوے جو یور ہائینس کو اپنی ریاست اور اپنے ایک کروڑ تیس لاکھ رعایا کے ساتھ ہیں یہ میری حد درجہ کی خوشی کا موجب ہے کہ آپ نے ہمیشہ اُن دو اصول پر عمل فرمایا جن پر توجہ فرمائی کے لئے ۱۹۱۱ء میں میں نے سفارش کرنے کی جرات کی تھی پس مجھ کو یقین ہے کہ آپ نے اپنے گورنمنٹ کے اعلیٰ عہدوں پر قابل اعتماد افسروں کا انتخاب کرنے میں فراست سے کام کیا ہے اور آپ اُن پر کامل اعتماد کرتے ہیں اور اُن کے مشوروں کو وزن دیتے ہیں یہ بات عام طور سے معلوم ہے کہ یور ہائینس بذات خاص اپنی مملکت کے انتظام میں دلچسپی لیتے ہیں اس کے علاوہ اور مقامات کے آفت زدوں کے ساتھ فیاضی کا اظہار کرتے ہیں میں آپ کے اون فیاضانہ عطیوں کا ذکر کرتا ہوں جو مجروحین عساکر ترکی اور پالٹیانہ سیلاب اور لیڈی ہارڈنگ کی ہاسپتال اور دہلی کے مدرسۂ نسوان کیلئے دئے گئے ہیں ہندوستان کے قابل امداد کاموں میں ایک یہ کام بھی ہے کہ ہندوستانی عورتوں کو طبی امداد میں وسعت دی جائے تاکہ اون کے تکالیف میں تخفیف اور شیرخوار اطفال کے اموات میں کمی ہو جس کا باعث محض جہالت بے پروائی اور بے علمی اور خلاف حفظان صحت اصول کا ارتکاب ہے حیدرآباد کے حالات کے متعلق مجھکو معلوم ہوا ہے کہ ہر ایک جہت میں وسیع و سریع ترقی ہورہی ہے اور مجھ کو یقین ہے کہ میں حق بجانب ہونگا اگر میں یہ کہوں کہ اس میں یور ہائینس کے توجہات کا آپ کے فوری عملی

تجاویز آور آپ کے اپنے افسروں کو واجبی امداد و اعانت کا بہت بڑا حصہ دینا میں نے سنا کچھ ریاست کی سالانہ آمدنی میں جو عظیم الشان اضافہ ہوا ہے وہ بڑے بڑے مفید کاموں میں صرف کیا جاتا ہے یا عنقریب کیا جانے والا ہے جس سے آپ کی رعایا کی مادی اور اخلاقی اور ان کے حالات زندگی میں بیحد ترقی ہوگی۔ کرنل پنھنے نے مجھ سے کہا ہے کہ کروڑ روپیہ آپ کے یہاں ریلوے سسٹم پر خرچ کئے جائیں گے جس سے آپ کے لئے ایک نیا بندرگاہ ہاتھ آئیگا اور یہاں کی پیداوار کے لئے مارکٹ کھل جائیگی انھوں نے مجھ سے بہم رسانی آب کے متعلق جو موسیٰ ندی پر بندہ باندہ کر عمل میں لائی جائیگی صیغہ جات تعلیم و پولس کے اصلاحات اور محابس متحدہ کے متعلق اور انسداد قحط کے فیاضانہ طرز کارروائی کے متعلق اور بڑے پائیگاہوں کی بدعملی کے متعلق جو بے پروائی و بدنظمی کی وجہہ سے تباہ ہو رہے تھے اور امپریل سرو ٹروپس کے دو درجے کے رجمنٹوں کے متعلق جنکو میں نے دو سال قبل دیکھا تھا اور کل پھر دیکھونگا یہ تمام اس بات کا ثبوت ہے کہ حیدرآباد مہتم بالشان ترقی کر رہا ہے۔

مجھے بھروسہ ہے کہ آپ کے نئے مدارالمہام سالار جنگ ثالث اپنے خاندانی روایات کے حامل اور یور ہائینس کے ایک مضبوط سہارا اور قوی ممد و معاون ثابت ہونگے جیسا کہ نامور سر سالار جنگ اپنے سردار اور مالک کیلئے ثابت ہوے تھے۔

لارڈ کرزن نے جبکہ وہ گیارہ سال قبل حیدرآباد کو آئے تھے یہ امید ظاہر کی تھی کہ اوس وقت کے صاحبزادے اپنے والد ہزہائینس دی نظام کے لایق جانشیں ثابت ہونگے گزشتہ دو سال بتا رہے ہیں کہ یور ہائینس نے لارڈ کرزن کی امید کو تمام و کمال پورا کر دکھایا میرے اور آپ کے بہت سے دوستوں کی بڑی خواہش یہ ہے کہ جس طرح آپ نے اپنی حکومت کے برسوں میں دو سال جو روشن و تابناک توقعات دلائے ہیں وہ سالہا سال کے خوشحال

اور سودمند حکومت کے منتج ہوں۔

ہم اس مسرت عظیم کو نہیں بھولے ہیں جو ایک سال یور ہائینس کے شملہ آنے سے مجھ کو حاصل ہوئی تھی اور میں یور ہائینس کا گرمجوشی کے ساتھ اون نہایت دوستانہ پر تعظیم الفاظ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس میں یور ہائینس لیڈی ہارڈنگ اور میرا اس دلچسپ اور عظیم الشان پایۂ تخت میں آنے پر خیر مقدم ادا کیا ہے نیز اون ہمدردانہ الفاظ کا جو ڈسمبر کے واقعہ دہلی کے متعلق ذکر کئے گئے جس میں خدا اپنے فضل و کرم سے مجھ کو محفوظ رکھا اور خاطر و بھگت اور فیاضانہ مہمانداری کا جو آپ نے ہمارے لئے گوارا فرمایا ہے مجھے اس خوشی اور دلچسپی کے اظہار کی فرصت و مہلت نہیں ہے جو اس سفر میں جس میں ہم کو یور ہائینس کے ساتھ اپنی ذاتی دوستی کی تجدید و توصیف کا مسرت انگیز موقع ملا ہے حاصل ہوتی ہے۔

خواتین و معززین! اب میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ حضرات اپنے گلاسوں کو اٹھائیں اور حیدرآباد کی بہبودی اور اس کے حکمراں ہمارے میزبان ہز ہائینس دی نظام میر عثمان علی خاں بہادر کا جام صحت نوش فرمائیں۔

ساڑھے گیارہ بجے دلچسپ آتشبازی کا تماشا دیکھنے کے بعد جلسہ برخاست ہوا دوسرے روز سکندرآباد میں ویسرائے بہادر نے فوج کا پریڈ پاس ملاحظہ کیا۔

اعلیحضرت حضور پرنور بھی تشریف فرما تھے شاہی سلامی سر ہوئی پانچ بجے شام کے نیزہ بازی وغیرہ کے کرتب دیکھے۔

اعلیحضرت حضور پرنور خلد اللہ ملکہ نے بھی نشانہ اندازی سے ناظرین کو محو حیرت کر دیا یعنے بوتلیں اور گلاس پھینکے گئے حضرت اقدس نے گولیوں سے نشانہ بنا کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تیز رو پیوں کو بھی نشانہ بنایا۔

۳۱ اکتوبر کو ویسرائے بہادر کو چوملہ مبارک میں رسمی شاہانہ ڈنر دیا گیا جس میں کل ۷۴ مہمان شامل ہوئے دوسرے دن اعلیحضرت حضور پرنور ویسرائے بہادر سے ایک بجے تخلیہ میں ملاقات فرمائے اور پونے دو بجے ویسرائے بہادر معہ اسٹاف نواب سالار جنگ بہادر وزیر اعظم دام اقبالہ کے ہاں لنچ کھانے کو تشریف لے گئے کل (۱۵۰) مہمان تھے اعلیحضرت حضور پرنور بھی رونق افروز تھے ویسرائے اور لیڈی ہارڈنگ نے نواب صاحب ممدوح کو اپنی عکسی تصویر جس کی چوکی نقرئی تھی تحفتاً دیئے۔

یکم کی شام کو ویسرائے بہادر اور لیڈی ہارڈنگ نے قصر کنگ کوٹھی مبارک میں حضور پرنور دام دولتہ کے ساتھ پرائیوٹ طور پر تناول طعام فرمایا باہم (۲۰) مہمان شریک ضیافت ہوئے کھانے سے پہلے ہزہائینس اعلیحضرت حضور پرنور نے اپنے جلیل القدر مہمان کو اپنی عکسی تصویر نقرئی چوکھٹ کی عطا فرمائی۔

کھانے کے بعد جام صحت نوش کئے گئے اور پارٹی وہیں سے اسٹیشن کو تشریف لیگئے اور بیجاپور روانہ ہوئے۔

اعلیحضرت اقدس و اعلی اکثر مشائخین و صدہا مستحقین کے نام یومیہ و وظائف علی قدر مراتب اجرا فرمائے اور اکثروں کو اسناد بہ مہر خاص و دستخط مبارک دفتر دارالانشاء خاص سے جس کا ناظم یہ مولف ہے عطا ہوئے۔

حویلی قدیم مبارک کے مکانات جو بطرز قدیم و تعمیر طلب تھے تڑوا کر عالیشان عمارات بصرف لاکھوں روپیہ بطرز جدید تعمیر کرائے گئے و نیز مکان دارالامارہ موسوم بہ جلوت مبارک بطرز نو بنوایا گیا جسکی نظیر ہندوستان میں تو کہاں بلکہ دوسرے ممالک میں ملنا مشکل ہے۔ مکانات کنگ کوٹھی مبارک نہایت عالیشان بنائے گئے جو اپنی نظیر آپ ہیں۔

اور اسی عہد مبارک میں کتوہ گنڈی پیٹیہ موسوم بہ عثمان ساگر بہ صرفہ لکھو کار وپیہ
تعمیر ہوا اور رودموسیٰ کے ہر دو جانب متعلق آرایش شہر دیواریں بنائی جارہی ہیں اور
اشجار مثمرہ وگلکاری سے خوشنما منظر تفریح گاہ خاص وعام کیا جارہا ہے۔

تعمیر گدک ریلوے اسی عہد مبارک میں آغاز ہوی اور ریل کا چلنا شروع ہوا

حضرت کے عہد میمنت مہد میں قریب چارمحل وچہپا دروازہ تعمیر مکان محکمہ
مرافعہ کی آغاز ہوی یہ مکان عالیشان بھی اپنا نظیر آپ ہی ہوگا۔

حضرت اقدس واعلیٰ نے منظوری اسکیمات جدید محکمہ جات یعنے کوتوالی اندرون
وبیرون واضلاع ممالک محروسہ ودیگر محکمہ جات اس طرح صادر فرمائے کہ اب کسی افسر محکمہ کو
شکایت قلت عملہ باقی نہیں رہی افواج علاقہ صرف خاص مبارک میں اشخاص کم مواجب کا
بہ توجہات شاہانہ ایسا اضافہ فرمایا گیا کہ ہر ادنیٰ واعلیٰ دست بدعا ہے۔

معین المہام صاحبان سابق کے علاوہ حضرت اقدس واعلیٰ نے بہ فرط نوازش شاہانہ
مولوی انوار اللہ خاں بہادر کو معین المہام امور مذہبی اور مولوی احمد حسین صاحب کو صدر المہام
پیشی اقدس اور نواب فریدون جنگ بہادر کو صدر المہام پولیٹیکل ڈپارٹمنٹ اور رائے
مرلیدہر صاحب بہادر کو صدر المہام صرف خاص مبارک اور مسٹر ایجرٹن کو صدر المہام پائیگاہ
کے عہدہ سے معزز ومفتخر فرمایا معین المہام صاحبان اور صدر المہام صاحبان موصوف اپنے
فرائض کو نہایت مستعدی وراست بازی سے ادا کرتے ہیں ماہ محرم الحرام ۱۳۳۵ھ میں مرض
طاعون کا بلدہ حیدرآباد میں آغاز ہوا۔ اس مرض منحوس کے شیوع سے سینکڑوں جانیں تلف
ہونے لگیں تو ہر غریب وامیر حیران وپریشان اپنے اپنے مکانات چھوڑ کر صحرانوردی اختیار
کیا۔ سرکار اقدس بہ مراحم خسروانہ صلاح وفلاح رعایا کے لئے بہ صرفہ لکھو کہا روپیہ کیمپ قایم کرکے

حکم نافذ فرمائے۔ اور ڈاکٹران اعلیٰ رعایا کی خبرگیری و حفظان صحت کیلئے متعین کئے گئے جو شبانہ روز ہر ایک محلہ و مقام کا دورہ اور ہر ایک کی خبرگیری کرتے رہے پادشاہ جمجاہ کے تفضلات سے از حد احتیاط اور اس مرض کے دفع ہونے کی کوشش کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل اور ہمارے پادشاہ کے عنایت کی وجہ بہت جلد مرض کی کمی ہوگئی اور ہر شخص دست بدعا اپنے اپنے مکان کو واپس آگیا۔ قضائے الٰہی میں چارہ نہیں ہزارہا نفوس نذر مرض منحوس ہوئے صدہا مکان بے چراغ ولاوارث ہوگئے۔

سرکار اقدس کے خلق و مروت و بخشش شاہانہ و نیز دیگر حالات تفصیل سے لکھے جائیں تو بسیط تاریخ ہو جاتی ہے اس مختصر میں گنجائش نہیں خاکسار کا قصد ہے کہ خاص ایک کتاب حالات عہد میمنت مہد اقدس و اعلیٰ میں علیحدہ لکھوں۔

خداوند تبارک و تعالیٰ میرے اس ارادے میں برکت عطا فرمائے۔

اعلیٰحضرت بندگانعالی متعالی کا شجرۂ نسب مبارک یہ ہے:۔

نواب میر عثمان علی خاں بہادر فتح جنگ نظام الدولہ آصف جاہ سابع جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ خلد اللہ ملکہ و دام سلطنتہ۔

ابن

نواب میر محبوب علی خاں بہادر آصف جاہ سادس جی سی ایس آئی جی سی بی حضرت غفران مکاں

ابن

نواب میر تہنیت علی خاں بہادر افضل الدولہ آصف جاہ خامس حضرت مغفرت مکاں

ابن

نواب میر فرخندہ علی خاں بہادر ناصر الدولہ آصف جاہ رابع حضرت غفران منزل۔

ابن

نواب میر اکبر علی خاں بہادر سکندر جاہ آصف جاہ ثالث حضرت مغفرت منزل

ابن

نواب میر نظام علی خاں بہادر اسد جنگ آصف جاہ ثانی حضرت غفران مآب

ابن

نواب میر قمر الدین خاں بہادر چین قلیچ خاں فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ اول حضرت مغفرت مآب۔

ابن

خواجہ عابد خاں المخاطب قلیچ خاں بہادر

ابن

خواجہ شیخ عالم ابن شیخ الہدایات من الاحفاد شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ العزیز

تذکرۂ اول

در

احوال جناب سید جعفر نیشاپوری

جناب سید جعفر ابن سید محمد ابن میر محمد درویش کہ ۱۵ واسطے سے سلسلۂ نسب میر محمد درویش کا حضرت امام رضا علیہ السلام سے ملتا ہے اور شجرہ نمبر اول سے واضح ہوتا ہے کہ متوطن نیشاپور میں جناب میر محمد درویش کی نجابت اور عالی خاندانی کا ثبوت اسی قدر کافی و وافی ہے کہ

ملاحظہ ہو شجرہ نمبر ۱

فرزند سید محمد سے دختر عفیفہ کلید بردار روضہ مقدسہ حضرت امام رضا علیہ السلام حیات جناب موصوف میں منسوب ہوئیں اور ان سے دو فرزند متولد ہوے ایک سید معصوم دوسرے سید جعفر ممدوح صدر۔ سید معصوم اپنے نانا کے وفات کے بعد اون کے جانشین یعنے کلید بردار روضہ اقدس حضرت امام رضا علیہ السلام ہوے اور سید جعفر نانا صاحب کی وفات کے بعد ترک خراساں کرکے قصد ہند کا کیا اور عہد شاہ جہاں بادشاہ ہندوستان میں وارد دہلی ہوے۔

قبل اس کے کہ سید جعفر ممدوح صدر اور اونکی اولاد کا حال شروع ہو مناسب ہے کہ جناب میر محمد درویش جد بزرگوار سید جعفر کا مختصر سا حال بیان کردیا جائے کیونکہ میرا خاندان جو دکن میں آباد ہے اوسکی اصل وبن سید جعفر نیشاپوری سے ہے اور اس خاندان کا سلسلہ بیان دور تک پہونچتا ہے۔ جناب میر محمد درویش صاحب علم وکمال زاہد ومتقی تھے۔ اکثر بزرگان زمانہ آپ کے ساتھ انس وخلوص وعقیدت رکھتے تھے۔ آپ میں طمع دنیوی بالکل نہ تھی۔ جب جاہ سے انھیں کوئی واسطہ نہ تھا۔ آپ کی اور ہمایوں شاہ بادشاہ ہند کی ملاقات ہوی ہے اور ہمایوں شاہ کہ خود بادشاہ علم وفضل اور صاحب اخلاق حمیدہ تھا کمال عقیدت واخلاص سے پیش آیا۔ ایک واقعہ جو اس ملاقات کا باعث ہے عجیب وغریب مشہور ہے وہ یہ کہ ہمایوں شاہ کی کوئی اولاد اس وقت تک نہ تھی جب جناب میر محمد درویش سے ملاقات ہوی ہے اور جو اولاد اس عرصہ میں ہوی بھی تو زندہ نہ رہی۔ اس آرزو میں بادشاہ اکثر شب زندہ دار و بیقرار رہا کرتا تھا ایک رات عالم رویا میں حضرت امام ضامن ثامن علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوی اور اسی حالت خواب میں حضرت امام ضامن علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہم اپنی اولاد میں سے میر محمد درویش کو بھیجتے ہیں اب جو لڑکا پیدا ہو انکی آغوش میں ڈال دینا اور اسی حالت میں میر محمد درویش کو روشناس بھی فرما دیا۔ اور

میر محمد درویش کو بھی عالم خواب میں ہند کی جانب جانے کا ایما ہوا جبکہ میر محمد درویش خراسان میں تشریف فرما تھے۔ خراسان سے آپ بقصد ہند روانہ ہوے افسوس ہے کہ وہ ایسے وقت پہونچے ہیں کہ سخت تباہی و بربادی بادشاہ کا وقت تھا یکایک ایسے حوادث پیش آے کہ ملک ہاتھ سے جاتا رہا اور جان کے لالے پڑ گئے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ہمایون شاہ ۹ جمادی الاول ۹۳۷ھ سے محرم ۹۴۷ھ تک دس سال عمدہ طور پر حکمراں رہا۔ اس اثناء میں شیر خاں سور جاگیر دار علاقہ جونپور کہ پہلے سلطان محمد حاکم صوبہ بہار کا ملازم تھا پھر بعد انتقال سلطان محمد کے اوس کا قایم مقام ہو کر رئیس اعظم بنگیا صاحب لشکر و خزانہ ہو گیا اطراف و جوانب کے ممالک فتح و تسخیر کر کے شوکت و قوت شاہانہ پیدا کی اور ہمایون شاہ سے آکر ہم نبرد ہوا پہلا مقابلہ جوسا ریں ہوا یہ مقابلہ کوئی ایک دو دن کا نہ تھا بلکہ تین مہینہ کامل عسکرین کا قیام بالمقابل رہا اور خوب خوب لڑائیاں ہوئیں آخر ۹۴۶ھ میں پیام صلح کر کے دغا و دروغ حلفی اور وقت شب یلغار کر کے شیر خاں نے ہمایون شاہ پر غلبہ حاصل کیا اس جنگ میں بہت آدمی گنگا میں ڈوب کر برباد ہوے اور بہت لشکر قتل ہو گیا ہمایون شاہ کو نقصان عظیم پہونچا اس جنگ سے پہلے اور بعد کو بھی جس قدر نقصان شیر خاں سے ہمایون کو پہونچا ہے اس سے زیادہ اس کے بھائیوں ہندال مرزا اور کامران مرزا کے بغض و عناد و کمینہ پن سے پہونچا ہے اور تمام تباہی و بربادی کے باعث فی الحقیقت برادران ناخلف تھے کہ اونھی کی مخالفت سے خزانہ کی کمی لشکر کی برہمی سرداروں کی بددلی اور خود بادشاہ کو اونکی ہر روزہ بغاوت و شورش سے پریشانی و بدحواسی اور شیر خاں کو تقویت ہوتی رہے۔

دوسری جنگ ۹۴۷ھ روز عاشورہ ہوی۔ ایک مہینہ پیشتر سے شیر خاں اور ہمایون

شاہ کے لشکر واسی قنوج میں مقابل ہوئے تھے روز عاشورہ بوجہ طغیانی آب کے تبدیل جا کے لیے لشکر ہمایوں نے استقامت کی اوسی حالت میں یکایک شیر خاں نے حملہ کیا اور بعد جنگ صعب کے غالب آیا۔ یہ لڑائی بھی دغا اور دہوکے سے جیتی اور کنارہ گنگا تک تعاقب وغیرہ میں جنگ قایم رہی بہت لوگ قتل و غرق دریا ہوے شاہ ہمایوں آگرہ پہونچا مگر غنیم کے تعاقب اور حملے سے ٹھہر نہ سکا اور لاہور کی طرف چلا گیا۔ برادران کینہ پرست کی بد طینتی سے وہاں بھی کوئی تدارک دشمن کا نہ ہوسکا۔ اور بھائیوں نے مجموعی قوت سے کام نہ لیا۔ اور اپنی قومی دشمن کو ہمایون شاہ ایسے برادر شفیق پر ترجیح دی یعنی کسی طرح کی تائید نہ کرکے گویا دشمن کو موقع ترقی و تعاقب کا دیا۔ یہاں تک کہ ہمایون شاہ لاہور میں بھی ٹھہر نہ سکا آوارہ پریشان بھکر ملتان۔ بھکر ٹھٹھہ اجمیر امرکوٹ وغیرہ میں ٹھہرتے اور اپنی فکر و تدابیر مناسب حال کرتے ہوے سمت ایران رہگرا ہوا۔ انھیں مراحل سفر میں ملتان میں پہونچکر ہمایون شاہ نے حمیدہ بانو بیگم سے عقد مناکحت کیا اور حضرت میر محمد درویش سے بھکر میں ملاقی ہوا جیسے ہی میر صاحب موصوف روبرو آئے اون کو پہچان لیا کیونکہ عالم رویا میں اس صورت سے آشنا ہوچکا تھا اور میر محمد درویش کو بادشاہ نے اپنے ساتھ رکھا یہاں تک کہ امرکوٹ میں پہونچے اور وہیں کے قیام چند روزہ مہمانی راجہ رانا میں شہزادہ بلند اقبال اکبر پیدا ہوا اور جناب میر محمد درویش کی آغوش میں دیا گیا جناب میر محمد درویش نے شہزادہ کے حق میں دعائے خیر ترقی عمر و اقبال کی فرمائی۔

انھیں بزرگوں کی دعا کی برکت ہے کہ اکبر اعظم شاہنشاہ ہند نے بہ کمال شان و شوکت و نیکنامی زمانہ دراز تک ایسی سلطنت کی کہ چند اعتبارات سے عہد اکبری تمام سلاطین ہند و ایران میں ضرب المثل ہے اور اکبر شاہ نے طفولیت میں ایسے ایسے مخدوش حالتوں سے

نجات پائی ہے کہ بس خدا کی قدرت یاد آتی ہے۔

القصہ امرکوٹ سے ہمایون شاہ عازم ایران ہوا اور یہاں سے بادشاہ کے ہمراہ میر محمد درویش یقیناً خراسان تک پہونچے کیونکہ شاہ ہمایون کا قیام خراسان میں ہوا اور بعض تواریخ سے ثابت ہے کہ یہیں سے بادشاہ ایران کو اطلاع آمد شاہ ہمایوں پہونچی ہے شاہ ہمایون آگے بڑہ گئے اور میر محمد درویش خراسان میں رہگئے یہ واقعات ۹۴۹ ہجری ۱۵۴۲ء کے ہیں۔

جناب میر محمد درویش کا ہند میں دوبارہ آنا ثابت نہیں ہوتا۔ لیکن سید جعفر ممدوح اونکے پوتے تقریباً ۹۰ سال کے بعد عہد شاہ جہاں بادشاہ میں وارد ہند ہوے کہ شاہ جہاں ۱۰۳۷ھ میں تخت نشین ہوا۔

سید جعفر کے ہند میں آنے کا یہ سبب بیان کیا جاتا ہے کہ اون کے نانا کے تقسیم ترکہ میں بھائی نے اون کے مساوات قایم نہ رکھے عالی ظرف و عالی ہمت لوگ تھے برادر حقیقی کیسے مال دنیا کیلئے جھگڑنا مناسب نہ جانکر کل حق سے دست بردار ہوے اور توکلت علی اللہ اپنی قوت بازو ولیاقت ذاتی پر اعتماد کرکے سفر ہند اختیار کیا دہلی پہونچتے ہی منصبداران شاہی میں داخل ہوگئے۔ اقامت دہلی میں دو فرزند دلبند پیدا ہوے (۱) میر محمد معصوم (۲) میر محمد سعید بعد چندے اب وہوائے ہند یا اہلکاران شاہی کی صحبت ناموافق ہوی۔ ترک ملازمت فرماکر کابل میں جاکر اقامت گزین ہوے بعض مولفان دکن نے شاید متصدیوں کی غلطی سے یہ لکھدیا ہے کہ شاہ کابل کے دربار میں اپنی علم وفضل کی بدولت پہونچے اور مناصب جلیلہ پر فائز ہوگئے چنانچہ صاحب گلشن جعفری نے بھی اس واقعہ کو اسی طرح نقل کردیا ہے اور دربار سلطانی تحریر فرمایا ہے اس کا مفہوم وہی ہوتا ہے جس سے مولف نے اختلاف کیا ہے اور بعض نے یوں بھی لکھا ہے کہ شاہنشاہ ہند کے کابل میں اقامت کے زمانہ میں روبرو ہوئے

بادشاہ جنگ کرکے مع اپنے فرزند میر محمد معصوم شہید ہوگئے۔

درحقیقت کابل و ہند اس وقت ایک ہی بادشاہ یعنے شاہ جہاں کے تصرف میں تھے اور کوئی جنگ بموجودگی شاہ موصوف کابل میں نہیں ہوی شاہ جہاں کی جانب سے کابل میں علاوہ عمال و ملازمین خیرخواہ کے منجملہ شاہزادگان کبھی دارا شکوہ کبھی عالمگیر بغرض حل مہمات کابل و بلخ و بدخشان وغیرہ جایا کرتے تھے اور مدت تک قیام رہتا تھا چونکہ یہ شاہزادہ بھی مردم شناس شریف پرور اور بکار آمد اشخاص کے طالب و جویا رہتے تھے اور جو کوئی لایق آدمی ملجاتا تھا اوسکی قدر کرتے تھے سید جعفر کو شہزادہ نے پھر ملازمان خاص میں شامل کرلیا اور سید جعفر جنگ قنوج وغیرہ میں مع اپنے فرزند میر محمد معصوم کے شہید ہوگئے اور اون کے دوسرے فرزند میر محمد سعید پدر و برادر کے جدا ہونے کے بعد پھر ہندوستان کی جانب واپس آئے۔ پدر شفیق اور برادر حقیقی کی مفارقت دائمی ایک سانحہ جاں خراش تھا مدت تک دنیا اونکی نظر میں تیرہ و تار تھی ایسی حالت میں جب انسان کو اپنی جان عزیز نہ رہی تو کسی استحقاق یا ملازمت کا قایم رکھنا یا اوس میں سعی کرنا از جملہ محالات ہے اسلئے عزلت گزیں ہوگئے القصہ جنگ ہوی شاہزادہ فتحیاب ہوا اور لشکر کوچ کرگیا جب رفتہ رفتہ غم گھٹا حواس بجا ہوے سوائے اس کے بن نہ پڑی کہ پھر دہلی چلئے اس بنا پر شاہزادہ کا ساتھ چھوٹ گیا چونکہ شاہزادہ کا لشکر اور تمام ہمراہی شاہزادہ ایک عزیمت خاص کیلئے کابل کی جانب آئے تھے اور فوراً جنگ سے فرصت کرکے کوچ کرگئے اون کو موقع ہی نہ ملا کہ شاہزادہ کو باقیات الصالحات سید جعفر کی یاد دلاتے ہاں اگر مستقل چندروزہ قیام ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ میر محمد سعید وہاں رہ جاتے اور شاہزادہ کا لشکر چلا آتا۔ اس بنا پر کوئی یہ خیال نہ کرے کہ اوس زمانہ کے امرا لاپروا یا ناقدردان تھے بلکہ اس سہو اور تغافل کا باعث خود میر محمد سعید کا غم تھا نہ کوئی اور سبب۔

دہلی میں پہونچنے کے بعد اپنے والد بزرگوار کی خدمت و منصب سابقہ پر مامور ہوگئے اور چند روز کے بعد بوسیلہ نواب اسد خاں بہادر انتظام حل و عقد دولت آباد میں کہ چھٹے سال جلوس شاہ جہانی میں قلعہ دیوگڈہ فتح ہوا تھا شریک ہوئے شاہ جہاں اس فکر میں تھے کہ امرا میں سے کسی لایق شخص کو احشام وغیرہ قلعہ دولت آباد کی حفاظت کیلئے منتخب کریں۔ بہنگام مشورہ نواب سعد اللہ خاں نے میر محمد سعید کا نام لیا بادشاہ نے پسند فرمایا اور خدمت احشام وغیرہ قلعداری دولت آباد پر میر محمد سعید کو مقرر کردیا اور جاگیرات ذات یعنی مواضعات گنورنی و سکندر پیٹہ پرگنہ سلطان پور سرکار دولت آباد صوبہ خجستہ بنیاد محاصلی ہمہ تمامیہ سکندر پیٹہ گنورنی و ماہوار ذات سے متمتع و مباہی ہوئے میر محمد سعید تادم آخر اس خدمت پر قایم اور ہر طرح سے نیکنام رہے نہایت دیانت و امانت اور خیر خواہی سے نظم و نسق ملک میں مشغول رہے۔

میر محمد سعید نے (۳) فرزند چھوڑے (۱) میر محمد باقر لاولد (۲) میر زین العابدین (۳) میر محمد کاظم رضوی دولت آبادی سلسلہ نسب میر زین العابدین اور میر محمد کاظم موصوف سے قایم و جاری ہے۔ ملاحظہ ہو شجرہ نسب نمبر (۲)

شجرہ نمبر (۱)

جناب امام رضا علیہ السلام

۱ جناب امام محمد تقی علیہ السلام — ۲ ہادی — ۳ علی نقی — ۴ حسین — ۵ یعقوب — ۶ ابراہیم — ۷ فضل — ۸ جعفر

۳ حسن

۴ سید ابوتراب

۵ سید کریم

۶ سید عمر

۷ سید حاجی

۸ سید محمد

۹ سید یحیٰی

۱۰ سید قادر

۱۱ میر محمد

۱۲ میر حیدر

۱۳ سید غلام حیدر

۱۴ سید امیر

۱۵ سید بابان

۱۶ میر محمد درویش

۱۷ سید محمد

۱۸ سید جعفر نیشاپوری

۱۹ میر محمد سعید

۲۰ میر محمد کاظم

۲۱ میر غلام حیدر خاں ممتاز جنگ احتشام الدولہ اعتصام الملک

۱ میر محمد علی خاں رشید الدولہ — ۲ میر ابوتراب حمید الدولہ — ۳ میر ابراہیم علی خاں حسام جنگ اعتضاد الدولہ — ۴ میر عباس علی خاں اعتصام الملک ثانی — ۵ میر ولادت علی خاں

۲۲ (میر ابراہیم علی خاں)

۲۳ میر حسن علی خاں اعتصام جنگ

۲۴ میر سرفراز علی خاں

۲۵ میر محمد علی خاں معتمد جنگ اعتصام الدولہ

۲۶ میر ممتاز علی خاں صاحب عرف میر احمد علی خاں بہادر
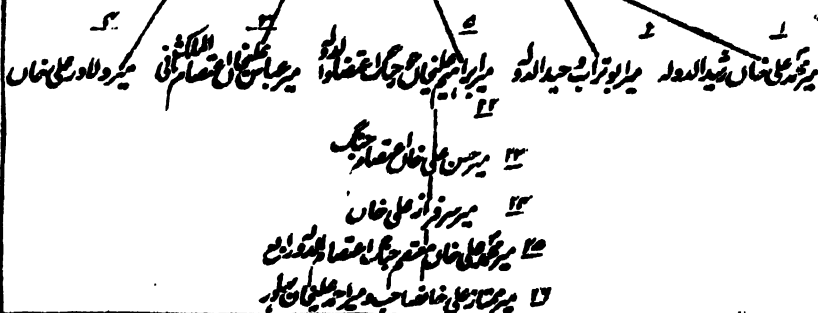
شجرۂ نسب

نمبر (۲)

میر محمد درویش

سید محمد

(۱) میر معصوم　　(۲) سید جعفر نیشاپوری

(۱) میر محمد معصوم　　(۲) میر محمد سعید

(۱) میر باقر لاولد　　(۲) میر زین العابدین

(۳) میر محمد کاظم خاں صوبہ دولت آبادی

تذکرۂ دوم

مشتمل

ذکر اولاد میر زین العابدین

میر زین العابدین میر محمد سعید مرحوم کے دوسرے فرزند ہیں خان موصوف سنہ ۱۰۶۲ھ میں پیدا ہوئے اور زیر سایہ عطوفت والدین جوان ہوئے تمام علوم معقول و منقول میں دستگاہ بہم پہنچائی اور انتظام مالی و ملکی میں خاص ملکہ رکھتے تھے اپنے والد کی حیات میں دربار شاہی سے سر رشتہ رائے بلب واس میں (۵۰۰) ماہوار کے منصبدار تھے اور دار السلطنت دہلی میں حاضر و ہمرکاب شاہ رہتے تھے جیسا کہ اوس زمانہ کا قاعدہ تھا کہ قلعہ داروں اور صوبہ داروں وغیرہ کی اولاد یا عزیزوں میں ایک شخص حاضر پائے تخت رہتا تھا بالآخر وارد اورنگ آباد ہوئے ان کی

دو شادیاں ہوئیں پہلی معصومہ بیگم دوسری خیر النسا بیگم صبیہ نواب شایستہ خاں سے بیگم اخیر سے چار فرزند متولد ہوئے۔ (۱) میر حسن عسکری (۲) میر حامد (۳) میر تقی (۴) میر فضل علی

میر زین العابدین موصوف سنہ ۱۱۳۹ھ میں انتقال فرمایا شاہ انگوٹ بند کی درگاہ میں اپنے والد میر محمد سعید کی قبر کے پہلو میں جگہ پائی منجملہ چار فرزندان مذکور العصدر میر حامد و میر تقی و میر فضل علی لاولد انتقال کر گئے۔ میر حسن عسکری زندہ رہے اور انھیں سے نسل قایم رہی میر حسن عسکری سنہ ۱۱۲۰ھ میں تولد ہوئے عربی و فارسی میں ماہر و ممتاز تھے اور علم حساب میں فرد و یگانہ فنون سپہگری مثل تیر اندازی وغیرہ میں یکتائے زمانہ تھے بعد انتقال اپنے والد یعنے میر زین العابدین کے سنہ ۱۱۴۰ھ میں بعہد محمد شاہ بادشاہ غازی (۵۰) ماہوار منصب پدری سرشتہ رائے مدہ جداس جیو سررشتہ دار منصبداران شاہی سے سرفراز ہوئے اور فرد مدد خرچ منصبداران ہمراہی نواب آصف جاہ مغفور میں ان کا نام شریک ہوا اور خطاب خانی اور پانصدی منصب ہفتصد جوان بار ہمراہی ذات سے ممتاز ہوئے

انکی شادی نور النسا بیگم صبیہ سید محترم خاں عرف نواب ایلچی سے جو بطن زاہدہ بیگم صبیہ میر عبد القادر دیانت خاں سے تھی نور النسا بیگم کے بطن سے دو فرزند ہوئے (۱) میر علی رضا (۲) میر علی نقی۔ میر حسن عسکری خان موصوف بتاریخ نوزدہم شہر جمادی الثانی سنہ ۱۱۹۹ھ بمقتضائے الٰہی فوت ہوئے اندرون اورنگ آباد کلب قادر کے تکیہ میں دفن ہوئے۔

نواب میر نظام علی خاں بہادر آصف جاہ ثانی نے بعنایات رئیسانہ میر حسن عسکری خاں کے دونوں فرزندان مذکور پر نصف نصف تنخواہ مرحوم یعنے اڑہائی اڑہائی سو روپیہ ماہوار سررشتہ مذکور میں تقسیم و مقرر کر دی۔ اور حسب تفصیل ذیل خطابات و ہمراہی جمعیت سے کامیاب فرمایا۔

۲۰ ربیع الثانی سنہ ۲۴ جلوس شاہ عالم مطابق سنہ ۱۲۰۳ھ خطاب خانی و پانصدی منصب اور ۷ ذیحجہ سنہ ۳۰ جلوس شاہ عالم مطابق سنہ ۱۲۰۹ھ خطاب بہادری و اضافہ منصب پانصدی جملہ منصب ایکہزاری وخطاب خانی بہادری سے میر علی رضا سرفراز ہوے اور شادی میر علی رضا کی صبیہ نواب بدرالدولہ سے ہوی لیکن صاحب اولاد نہ ہوے سلسلہ نسب اون کا منقطع ہوا اور میر علی رضائے موصوف سنہ ۱۲۱۳ھ میں راہی دارالبقا ہوے۔

میر علی نقی فرزند دوم میر حسن عسکری خاں ماہ شعبان سنہ ۱۱۹۹ھ میں اڑہائی سو روپیہ ماہوار منصب سے سرشتہ ایک ماہ بود اس سرشتہ دار آصف جاہی پر بحالی وممتاز ہوے اور بتاریخ ۱۷ ذیحجہ سنہ ۳۰ جلوس شاہ عالم مطابق سنہ ۱۲۱۱ھ یکہزاری منصب وخطاب عزت طلب خاں بہادر پیشگاہ نواب نظام علی خاں بہادر آصف جاہ ثانی سے عطا ہوا میر علی نقی کی شادی مصری بیگم صبیہ بدرالدولہ سے ہوی اون سے تین فرزند ہوے۔

(۱) میر عسکری (۲) میر نواب (۳) میر سلطان علی۔ میر علی نقی موصوف ۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۲۱۹ھ میں راہی ملک بقا ہوے مدفن اون کا دائرہ میر مومن صاحب قدس سرہ میں ہے۔

میر عسکری سنہ ۱۲۰۲ھ میں تولد ہوے ۲۲ شوال سنہ ۴۵ جلوس شاہ عالم مطابق سنہ ۱۲۱۲ھ پیشگاہ نظام الملک آصف جاہ ثانی سے بخطاب عسکری خاں بہادر ویکہزاری منصب سرفراز ہوے اور ماہ شعبان سنہ ۱۲۱۹ھ میں تنخواہ منصب پدری سے سرشتہ مذکورہ میں کامیاب ہوے بعد چند روز کے نواب ناصرالدولہ بہادر کی اتالیقی پر مامور کئے گئے میر عسکری خاں نہایت ذہین اور ذی استعداد تھے انکی شادی مراد بی دختر غلام علی سے ہوی (۲) فرزند (۱) سید علی موسیٰ رضا (۲) سید عباس علی خاں۔

۱۹ ذیقعدہ سنہ ۱۲۵۳ھ کو میر عسکری خاں نے انتقال کیا مدفن اونکا پھول باغ گنج دبیر پورہ میں ہے

سید علی موسیٰ رضا فرزند میر عسکری خاں سنہ ۱۲۱۵ھ میں متولد ہوئے اور سنہ ۱۲۸۵ھ میں انتقال کیا اپنے باپ کے منصب سررشتہ راجہ رنچھوڑ رائے میں سرفراز ہوئے مبارک بیگم صبیہ مراد علی شاہ سے انکی شادی ہوئی (۳) دختر (۱) شہر بانو بیگم (۲) روشن بیگم (۳) واحد النسا بیگم اور ایک فرزند میر علی احمد پیدا ہوئے شہر بانو بیگم کی شادی فیاض علی صاحب سے ہوئی اون سے (۲) لڑکیاں (۱) مومن بیگم (۲) لیاقت بیگم اور ایک فرزند سرفراز علی پیدا ہوئے شہر بانو بیگم کا انتقال ہوگیا اور روشن بیگم لاولد انتقال کیں واحد النسا بیگم اور میر علی احمد منصب پدری (عہ) روپیہ ماہوار کے وظیفہ یاب۔

دوسرے فرزند میر عسکری خاں کے عباس علی خاں صاحب محرم سنہ ۱۲۵۲ھ میں پیدا ہوئے میر موصوف سررشتہ راجہ رنچھوڑ رائے میں (لـ) روپیہ ماہوار کے منصبدار اور نشست پلنگ مبارک پر متعین تھے انکی فارسی عربی اچھی تھی انکی پہلی شادی لطیفہ بیگم صبیہ مُران علی بیگ متعلق دلر ترکہ گوڑہ سے دوسری شادی عنایت بیگم دختر دلاور علی متولی تکیہ برہنہ شاہ صاحب سے ہوئی عنایت بیگم کے بطن سے ایک دختر فاطمہ بیگم پیدا ہوئیں جو میر شجاعت علی صاحب پسر میر معصوم علی خاں صاحب سے بیاہی گئیں میر نواب لاولد انتقال کئے میر سلطان علی صاحب کے بنیرہ میر عسکری خاں کو تین فرزند (۱) میرزا مدار علی (۲) میر مصطفےٰ علی (۳) میر معصوم علی یہ ہر سہ اصحاب لاولد انتقال کئے۔ ملاحظہ ہو شجرہ نمبر (۳)

شجرہ
نمبر (۳)
میر زین العابدین خاں
(۱) میر فضل علی (۲) میر عسکری خاں (۳) میر حامد (۴) میر تقی
لاولد
لاولد
آمنہ بیگم
(۱) علی رضا خان بہادر (۲) میر علی نقی عزت طلب خاں
لاولد
(۱) میر عسکری خان بہادر (۲) میر نواب (۳) میر سلطان علی عرف میر درویش
لاولد
(۱) میر علی موسیٰ رضا (۲) میر عباس علی خاں
فاطمہ بیگم
(۱) میر معصوم (۲) میر مصطفیٰ علی (۳) میر نامدار علی
لاولد
لاولد
لاولد
روشن بیگم
(۲) واحد النسا بیگم
(۳) میر علی احمد
شہر بانو بیگم
(۱) مومن بیگم
(۲) لیاقت بیگم
(۳) محمد سرفراز علی خاں

تذکرہ سوم

در

احوال جناب میر محمد کاظم خاں رضوی دولت آبادی والا دود مان

جناب میر محمد کاظم خاں فرزند سوم میر محمد سعید ابن سید جعفر نیشاپوری ہیں میر محمد کاظم خاں کے دو شادیاں ہوئیں (۱) مسماۃ زینب النسا بیگم دوسرے رحمت النسا بیگم ان کے بطن سے پانچ فرزند (۱) میر جعفر خاں (۲) میر محمد معصوم خاں شہاب جنگ (۳) میر غلام حیدر خاں ممتاز جنگ اعتصام الدولہ اعتصام الملک (۴) سید رضا علی خاں (۵) سید غلام محمد خاں اور چار بیٹیاں (۱) سید النسا بیگم (۲) منی بیگم (۳) نور النسا بیگم (۴) مریم بیگم وجود میں آئے۔ میر محمد کاظم خاں بعد انتقال اپنے والد ماجد کے اپنی آبائی خدمت احتشام قلعداری دولت آباد پر مامور ہوے۔ مواضع گنوری وسکند رپٹیہ وغیرہ جاگیرات ذات و ماہوار و احتشام موروثی سے سرفراز ہوسے۔ صاحب تاریخ دبدبۂ نظام حصہ اول باب الثانی صفحہ (۳) ہیں تحریر کرتے ہیں کہ میر محمد کاظم خاں قلعہ داری دولت آباد سے سرفراز ہوئے اور رگھناتھ راؤ والی پونا کے مقابلہ میں جوامردی و شجاعت کے جوہر دکھلا کر مورد تفضلات شاہی رہے (انتہی) سنہ ۱۱۷۳ھ میں نواب صلابت جنگ بہادر فرمانروائے دکن اور نواب آصف جاہ ثانی نظام الدولہ میر نظام علی خاں نظم ونسق کے ذمہ دار تھے اور اسی سنہ میں مدار المہام قرار پائے بالاجی راو مرہٹا والی پونا نے بعض مفسدوں کی تحریک سے خروج کرکے بہادر گڈھ او قلعہ جات احمد نگر و نرل وغیرہ عمل سرکار آصف جاہی سے بجبر و سازش اپنے قبضہ میں کرلئے۔ نواب

صلابت جنگ اور نواب نظام الدولہ بہادر یہ خبر سنکر مقابلہ غنیم کو اورنگ آباد سے برآمد ہوے جابجا ٹھہرتے اور جنگ کرتے ہوے قلعہ اودسہ قریب دہارور کے پہونچے ۱۵ جمادی الاخری سنہ ۱۱۷۳ھ کو پوری قوت کے ساتھ مرہٹوں نے قلب لشکر پر حملہ کیا نواب صلابت جنگ بہادر اور نظام الدولہ اور ان کے ہمراہیوں نے نہایت جانفشانی اور شجاعت و استقلال کے ساتھ مقابلہ کیا صبح سے شام تک یہ جنگ قایم رہی کہتے ہیں بالاجی راؤ والی پونا کے ہمراہ ایک لاکھ سوار تھا اور بعض حضرات نے لکھا ہے کہ دو لاکھ سوار تھے۔ دوسرے دن لشکر آصفی نہایت خستہ اور شکستہ دل نظر آیا۔ اس کے علاوہ لشکر آصف جاہی متفرق کسلمند اور مرہٹوں کی یہ نسبت اوس موقع پر بہت قلیل تھا ناچار صلح کی گئی اور ساٹھ لاکھ روپیہ کا ملک بالاجی راو کے تصرف میں دیدیا گیا۔ اس صلحنامہ کی رو سے جو قلعہ جات سپرد غنیم کئے گئے تھے اون میں قلعہ دولت آباد اور تمام پرگنہ جات متعلق اورنگ آباد بھی تھے سوائے شہر اورنگ آباد اور پرگنہ حویلی کے کہ وہ مرہٹوں کے قبضہ میں نہیں دیا گیا۔ مگر حکم سرکار نظام کے پہونچنے سے مجبوراً ۱۹ شعبان سنہ ۱۱۷۳ھ کو قلعہ خالی کر دیا گیا۔ سنہ ۱۱۷۵ھ میں نواب میر نظام علی خاں بہادر مستقل فرمانروائے دکن ہوے اس عرصہ میں بالاجی راؤ انتقال کر گیا اور مادھوراو پسر بالاجی راؤ قایم مقام پدر ہوا۔ اور رگھناتھ راؤ برادر حقیقی بالاجی راؤ رتق و فتق مہمات ریاست کا ذمہ دار ٹھہرا کیونکہ مادھو راو کمسن لڑکا تھا۔

مسندنشینی کے دوسرے سال یعنے سنہ ۱۱۷۶ھ میں نواب نظام الدولہ بہادر نے راجہ پرتاب ونت بہادر کو مختار کل امور ملکی و مالی کا فرماکر بقصد جنگ مرہٹا اورنگ آباد سے نکلکر دریائے بھیمرا کو عبور کیا تھا یکایک خبر آئی کہ رگھناتھ راؤ اور مادھوراو میں مخالفت پیدا ہو گئی ہے اور رگھناتھ راو پونا کو چھوڑکر کسی طرف چلا گیا ہے یہ تو میں لکھ چکا کہ مادھوراؤ

صغر سن تھا اس میں موافقت و مخالفت کی کوئی قابلیت نہ تھی اہلکاران ریاست میں جو با اثر
تھے اون کو رگھناتہ راؤ سے مخالفت ہوگئی تھی اور وہ اہلکاران شریر رگھناتہ راو پر کوئی
پوشیدہ حملہ کیا چاہتے تھے رگھناتہ راو اس ارادہ سے اون کے مطلع ہوکر چند سواروں کے
ساتھ پونا سے نکلکر ناسک کے طرف جا رہا تھا۔ محمد مراد خاں اورنگ آبادی امیر خاص نظام الدولہ
بہادر نواحی ناسک میں پہونچکر رگھناتہ راو سے دوچار ہوے رگھناتہ راو کمال بے سروسامانی
و پریشانی میں تھا محمد مراد خاں کے باحترام و تعظیم تمام پیش آنے سے مطمئن اور قوی دل ہوا
رگھناتہ راو کے حق میں امیر آصف جاہی کی یہ پیشقدمی اکسیر کا کام کر گئی تمام بڑے بڑے
سرداران مرہٹا جنھوں نے دو عملی میں اسے چھوڑ دیا تھا دلدادہ ہوے اور یہ خیال کیا کہ
رگھناتہ راو کے طرفدار نواب آصف جاہ بہادر ہیں چنانچہ ایک خاصہ لشکر پھر رگھناتہ راؤ
کے زیر کماں ہوگیا۔ رگھناتہ راو وہاں سے احمد نگر کی جانب روانہ ہوا۔ مادھورا و بھی لشکر
گراں لیکر پونا سے نکلکر حوالی احمد نگر میں خیمہ زن ہوا۔ ۵ ربیع الثانی ۱۱۷۷ھ کو دونوں کے
درمیاں جنگ ہوی مادھوراؤ نے شکست کھائی۔ اور جہاندیدہ رگھناتہ راؤ غالب آیا۔
دوسرے دن مادھوراو اپنے چچا کے پاس خود حاضر ہوکر مصالحت و امن کا خواستگار ہوا۔

نواب نظام الدولہ بہادر بقصد اعانت رگھناتہ راؤ روانہ ہوکر میدان جنگ
تک پہونچے دیکھا کہ وہاں لڑائی کا فیصلہ ہوچکا۔ لہذا نواب نظام الدولہ بہادر نے موضع
نندگانوں میں قیام فرمایا رگھناتہ راو بھی وہیں پہونچا شروع جمادی الثانی ۱۱۷۷ھ میں
دونوں رئیسوں کی ملاقات اور باہم پرتکلف دعوتیں ہوئیں رگھناتہ راو نے اس تائید
اور عنایت کے معاوضہ میں پچاس لاکھ روپیہ کا ملک جس میں قلعہ دولت آباد بھی تھا
نذر نواب محتشم الیہ کیا اور اسناد مرتب کرکے وکلاء آصف جاہی کے حوالہ کئے۔

چونکہ یہ تمام امور محمد مراد خاں امیر مذکور کے واسطہ سے سرانجام پائے تھے راجہ پرتاب ونت کو ناگوار ہوا کہ بغیر انکی شرکت کے یہ معاملات بالا بالا طے ہوگئے راجہ صاحب نے یہ مشورہ دیا کہ رگھناتھ راو کو معزول اور جانوجی فرزند رگھو بھونسلہ والی ناگپور کلاں کو اوس کا قایم مقام کرنا چاہئے اور جانوجی کو طلب کرکے اوس قایم مقامی رگھناتھ راو کا لالچ دیکر حضور میں پیش کردیا اور حضور نواب نظام الدولہ راجہ کے اس افسون میں آکر جانوجی کے طرفدار ہوگئے اس کارروائی سے صلحنامہ اور تمام دستاویزات منسوخ و کالعدم ہوگئے اور نواب محتشم الیہ معزولی رگھناتھ راو کے ارادہ سے سوار ہوے رگھناتھ راو آپ میں قوت مقابلہ آصف جاہ ثانی نہ دیکھکر تاراجی و تباہی ملک اور لوٹ مار پر کمر باندھی اور تیس ہزار سوار لیکر اورنگ آباد پہونچکر شہر کے مغربی دروازہ پر قیام کیا اور اہل شہر سے رقم کثیر طلب کرکے ایک لڑائی کی صورت پیدا کی۔ موتمن الملک بہادر سالار جنگ ناظم اورنگ آباد شہر کی حفاظت اور غنیم کی مدافعت میں سرگرم ہوے۔

اس موقع پر فرزنداں میر محمد کاظم خاں رضوی نے خوب خوب جوہر شرافت دکھائے کچھ تو پاس و لحاظ وطن کا کچھ خیرخواہی سرکار کے تمام قوت شجاعت و بسالت ذاتی سے کام لیا اور جوش جوانی کا صرف کیا یہاں تک کہ رگھناتھ راو عاجز ہوکر ناکام پھرا۔

اگرچہ نواب شیر صولت نظام الدولہ بہادر مدافعت رگھناتھ راو کیلئے قریب شہر کے پہونچ گئے تھے مگر آپ کے نزول اجلال سے پیشتر دشمن کافور ہوچکا تھا اس موقع پر صاحب تاریخ حدیقۃ العالم نواب میر عالم بہادر جلد دوم صفحہ (۲۷۹) مطبوعہ مطبع سیدی حیدرآباد ۱۳۰۹ھ میں جو تحریر فرماتے ہیں بجنسہ نقل کیا جاتا ہے:—

عبارت تاریخ حدیقۃ العالم

مؤتمن الملک بہادر سالار جنگ ناظم اورنگ آباد با وصف قلت سپاہ و سامان حرب در کمال حزم و ہوشیاری باستحکام برج و بارہ حصار شہر پناہ پرداختہ مورچالہا را ہمت خاں بہادر کوتوال شہر برادر اعیانی محمد مراد خاں و دیگر منصبداران و مردم شہر تقسیم نمودند۔ و بانتظار کمک نواب آصف جاہ ثانی با غنیم بلطائف الحیل گزرانید رگھناتھہ راو ایں معنی دریافتہ گرفتن شہر تصمیم کردو نرد بانہائے قلعہ گری مرتب ساختہ ہمینکہ آفتاب از دریچہ مشرق سر بر آوردہ بستم شعبان ۱۱۷۷ھ غارتیان بہ ہمراہی او بر آبادی خارج حصار شہر پناہ ریختہ دست تاراج دراز کردند رگھناتھہ راو خود با فوج خاص جانب شمالی شہر ایستادہ و سپاہیان او نردبانہا بدیوار قایم کردہ و فیلاں را متصل دیوار آوردہ چند کس برآمدند و تختہ ہائے دروازہ را کہ در دیوار گلابی باغ قلعہ ارک است خواستند کہ شکستہ در آیند ہمت خاں بہادر و میرزا محمد باقر خاں و تماشائیان شہر بارش تیر و تفنگ و سنگ یورش آں مردوداں رد کردند و فرزندان میر کاظم رضوی مرحوم از سادات دولت آبادی پائے جلادت افشردہ تردد نمایاں نمودند آنچنانکہ خام خیالان بسیار را در پائے دیوار بدرک اسفل فرستادند و در اطراف دیگر ہم غارتیان بر دست شہریاں قتیل و جریح گشتند۔

میر جعفر فرزند کلاں میر محمد کاظم خاں انھوں نے دو شادیاں کیں ایک کا نام سید النساء بیگم دوسری بی بی کا نام ہنر بانو بیگم تھا اولاد ان کی بہت ہوئی مگر صرف دو فرزند (۱) میر غلام حسین (۲) میر کاظم ثانی صاحب اولاد ہوئے باقی (۳) فرزند (۱) میر محسن (۲) میر احسن (۳) میر محمد لاولد فوت ہوئے اور اناث میں سے پانچ دختر ہوئیں (۱) شہر بانو بیگم (۲) فاطمہ بیگم (۳) مریم بیگم (۴) شرف النساء بیگم (۵) محمدی بیگم یہ ہر پنج لاولد فوت ہوئیں۔ میر غلام حسین کی ایک دختر حلیم النساء بیگم تولد ہوئیں مگر اُن سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

اور ایک فرزند میر مجتبیٰ پیدا ہوئے میر مجتبیٰ سے ایک فرزند متولد ہوئے جن کا نام دادا کے نام پر رکھا گیا یعنے میر غلام حسین جو میر غلام حسین صاحب ثانی کہلائے اون کو علاقہ صرف خاص سے (صما) ماہوار منصب ملتا تھا۔ اون کو دو فرزند اور ایک دختر ہوی (۱) میر صلابت حسین خاں صاحب (۲) میر بہادر علی خاں صاحب (۳) جانی بیگم۔ جانی بیگم کی شادی میر حشمت علی خاں صاحب سے ہوی جن سے ایک فرزند میر مظہر علی صاحب پیدا ہوئے۔ میر مظہر علی صاحب کو پچاس روپیہ ماہوار صیغہ منصب سے ملتی تھی۔ میر صلابت حسین صاحب کی ایک دختر احمدی بیگم اور ایک پسر پیارے صاحب وجود میں آئے۔

میر بہادر علی صاحب فرزند دوم میر غلام حسین صاحب ثانی ۱۲۳۵ھ میں پیدا ہوئے انکی شادی حسینی بیگم بنت مکرم جنگ بہادر سے ہوی (۳) فرزند تولد ہوئے اور دو دختر (۱) میر امداد علی صاحب (۲) میر غلام عباس صاحب (۳) میر اسد علی صاحب (۴) ریاض النسا بیگم (۵) راحت بیگم عرف امیر النسا بیگم۔ میر بہادر علی صاحب ۱۲۹۴ھ میں راہی دار البقا ہوئے ریاض النسا بیگم میر امام علی صاحب بنیرہ میر محمد تقی خاں داماد میر عالم بہادر سے منسوب ہوئیں اون سے ایک دختر پیاری بیگم اور دو فرزند (۱) میر غلام مہدی صاحب عرف میر موسن علی صاحب (۲) میر غلام عسکری صاحب پیدا ہوئے۔ ریاض النسا بیگم ۱۲ رمضان ۱۲۹۲ھ میں دنیائے فانی سے رحلت کی۔ راحت بیگم عرف امیر النسا بیگم کی شادی عباس علیخاں عرف وزیر صاحب برادر زادہ بندہ علی خاں عظیم الملک سے ہوی اون سے ایک فرزند ذوالفقار علی صاحب تولد ہوئے اور کمسنی میں انتقال کر گئے اس کے علاوہ کوئی اور اولاد نہیں ہوی۔

میر اسد علی صاحب فرزند میر بہادر علی صاحب سات برس کی عمر میں انتقال کئے۔

میر امداد علی صاحب فرزند میر بہادر علی صاحب کی سو روپیہ تنخواہ منصب سررشتہ شیوراج بہادر

علاقہ دیوانی سے مقرر ہوی میر امداد علی صاحب میر محمد حسین خاں کی دختر سے بیاہی گئی چھ دختران
نیک طالع پیدا ہوئیں (۱) نجتاور بیگم (۲) حسینی بیگم (۳) حیدری بیگم (۴) صالحہ بیگم (۵) حسنی بیگم
(۶) حیات النسا بیگم بعدہ دختر میر محمد حسین خاں نے انتقال کیں دوسری بی بی سے تین
فرزند اور ایک دختر مسمی (۱) امامی بیگم ناکتخدا (۲) میر نواب علی صاحب (۳) سید علی مہدی
صاحب (۴) میر بشارت حسین صاحب پیدا ہوے۔ میر نواب علی لاولد صغر سنی میں انتقال
کئے میر غلام عباس صاحب فرزند میر بہادر علی صاحب ۲۴ ربیع الثانی ۱۲۸۹ھ میں پیدا
ہوے اور صیغہ نصب میں پچاس روپیہ ماہوار کے ملازم ہوے ان کو پانچ دختر ہوئیں
(۱) کبرا بیگم (۲) بادشاہ بیگم (۳) سکینہ بیگم (۴) دیدار النسا بیگم (۵) فاطمہ بیگم۔ کبرا بیگم
ناکتخدا انتقال کئے بادشاہ بیگم صاحب اولاد ہوکر انتقال کئے میر امداد علی صاحب کی سات
دختروں میں تین زندہ رہیں اور چار کا انتقال ہوگیا ان چار دا میں سے نجتاور بیگم
میر زین العابدین صاحب نبیرہ فیضیاب الدولہ سے منسوب ہوئیں ایک لڑکا میر باقر علی صاحب
پیدا ہوا اور حسینی بیگم میر ابو تراب صاحب عرف سید عبدالرحمن صاحب فرزند سید عبداللہ صاحب
شوستری سے منسوب ہوئیں اور صاحب اولاد ہوئیں ان سے پانچ فرزند (۱) میر یاور حسین
(۲) میر زیارت علی (۳) عباس حسین (۴) میر محسن عرف چنو میاں (۵) میر مہدی حسین عرف
پیعا بو میاں بعد انتقال حسینی بیگم حیات النسا بیگم ہمشیرہ خورد مرحومہ میر ابو تراب صاحب
سے منسوب ہوئیں ان سے دو فرزند (۱) سید جعفر حسین (۲) سید عسکری حسین پیدا ہوے ایک
دختر کی شادی میر عبداللہ صاحب نبیرہ میر محمد حسین خاں مرحوم سے ہوی ان کو دو اولاد
(۱) میر اکبر علی صاحب (۲) خدیجہ بیگم پیدا ہوی ہنوز ناکتخدا

ملاحظہ ہو شجرہ نسب نمبر (۴)

شجرہ نسب نمبر (۴)

میر محمد کاظم خاں رضوی

(۱) میر جعفر خاں (۲) میر محمد معصوم خاں شہاب جنگ (۳) میر غلام حیدر خاں ممتاز جنگ اعتصام الدولہ اعتصام الملک

(۴) سید رضا علی (۵) سید غلام محمد خاں (۶) سید النسا بیگم (۷) منی بیگم (۸) نور النسا بیگم (۹) مریم بیگم

(۱) میر کاظم ثانی (۲) میر غلام حسین (۳) میر محسن (۴) میر احسن (۵) میر محمد (۶) شہر بانو بیگم (۷) فاطمہ بیگم

لاولد فوت لاولد فوت لاولد فوت لاولد فوت لاولد فوت

(۸) مریم بیگم (۹) شرف النسا بیگم (۱۰) محمدی بیگم

لاولد فوت لاولد فوت لاولد فوت

(۱) حلیم النسا بیگم (۲) میر مجتبیٰ

لاولد فوت

میر غلام حسین ثانی

(۱) میر صلابت حسین (۲) امیر بہادر علی (۳) جانی بیگم

(۱) احمدی بیگم (۲) پیارے صاحب

میر مظہر علی

(۱) میر امداد علی (۲) میر غلام عباس (۳) میر اسد علی (۴) ریاض النسا بیگم (۵) راحت بیگم عرف امیر النسا بیگم

کمسنی میں انتقال کیا

ذوالفقار علی

کمسن فوت ہوئے

(۱) پیاری بیگم (۲) میر غلام مہدی عرف محمد علی

(۳) میر غلام عسکری

(۱) کبرا بیگم (۲) بادشاہ بیگم

نا کتخدا انتقال کی

(۳) سکینہ بیگم (۴) دیدار النسا بیگم

(۵) فاطمہ بیگم

(۱) بختاور بیگم (۲) حسینی بیگم

(۳) حیدری بیگم (۴) صالحہ بیگم

(۵) حسنی بیگم (۶) حیات النسا بیگم

(۷) میر نواب علی (۸) امامی بیگم

کمسنی میں انتقال کیا

(۹) میر بشارت حسین (۱۰) سید علی مہدی

[illegible]

(۱) میر اکبر علی (۲) [illegible]

(۱) میر [illegible] حسین (۲) [illegible]

[illegible]

(۱) سید جعفر حسین (۲) سید عسکری حسین

تذکرۂ چہارم

در

احوال میر محمد معصوم خاں شہاب جنگ بہادر فرزند دوم میر محمد کاظم خاں رضوی

میر محمد معصوم خاں بہادر شہاب جنگ فرزند دوم میر محمد کاظم رضوی اقامت گزین اورنگ آباد
ہر ہم عصروں میں نہایت ذی علم و قابل صاحب استعداد عربی و فارسی تھے انھوں نے سنہ ۱۲۱۲ھ
میں مقام اورنگ آباد انتقال کیا مدفن ان کا کلب قادر کے تکیہ میں ہے میر نثار حسین خاں صاحب
ابن رشید الملک نے اپنی تعلقداری کے زمانہ میں تعمیر مرقد مرحوم از سر نو کی۔ لوح مزار نصب کرائی
حق برادری ادا کیا اور اپنی کتاب گلشن جعفری میں اس کا تذکرہ مع اوصاف مرحوم کمال درد حسرت
سے ادا کیا ہے۔

میر محمد معصوم خاں شہاب جنگ نے اپنی دو شادیاں کیں ایک نواب ایلچی کی پوتی امۃ الفاطمہ
سے دوسری منصور النسا بیگم دختر نواب شاہ نواز خاں صمصام الدولہ سے۔ ان سے چار فرزند تولد
ہوے (۱) سید محمد صاحب (۲) میر علی صاحب (۳) میر کاظم علی خاں مختار الدولہ بہادر (۴) علی محمد
خاں صاحب اور (۱) بخشی بیگم (۲) مبارک بیگم (۳) حاجی بیگم (۴) ممتاز بیگم عرف تپلی بیگم یہ چار بیبیاں
لاولد فوت ہوئیں (۵) خیر النسا بیگم (۶) راحت النسا بیگم اولاد والی ہوئیں اور لڑکوں میں میر علی نے
بھی لاولد انتقال کیا۔ سید محمد فرزند اکبر میر محمد معصوم خاں شہاب جنگ بہادر حیات پدر میں اورنگ آباد
چھوڑ کر حیدرآباد میں سکونت پذیر ہوے اور منصبداران رکاب میں شریک کئے گئے۔ سید محمد صاحب
کے (۶) فرزند ہوے۔ (۱) میر مظہر علی صاحب (۲) سید حسن علی صاحب (۳) میر عسکری صاحب (۴)

میر غلام حسین خاں بہادر عرف بابا (۵) میر منیر علی صاحب (۶) میر چراغ علی صاحب اور (۶) دختر ہوئیں (۱) زینت النسا بیگم (۲) ام ہانی بیگم (۳) دردانہ بیگم (۴) مہدی بیگم (۵) زہرا بیگم (۶) محمدی بیگم منجملہ اون کے دو فرزند میر عسکری اور میر چراغ علی اور چار دختر ام ہانی بیگم۔ مہدی بیگم زہرا بیگم محمدی بیگم لاولد فوت ہوے مولوی میر مظہر علیخاں صاحب فرزند سید محمد صاحب کے (۳) دختر ہوئیں (۱) کلثوم بیگم (۲) امتہ الرضا بیگم عرف صدر النسا بیگم (۳) چھوٹی بیگم عرف امیر النسا بیگم کی شادی میر قایم حسین صاحب منصبدار مقیم بھونگیر سے ہوی ان کے بطن سے ایک فرزند مولوی سید فیض حسین صاحب جو نہایت عابد و زاہد صاحب تصانیف ضیاء العین در د نصاریٰ ہے اور دو دختر ایک زہرہ یاور بیگم دوسرے مریم بیگم پیدا ہوے۔ مولوی سید فیض حسین صاحب کی شادی اون کے چچا میر منتظر حسین صاحب کی دختر سے ہوی۔ صاحب اولاد ہیں زہرہ یاور بیگم میر عنایت حسین صاحب فرزند میر محمد مہدی عرف امانی میاں دویم تعلقدار سے بیاہی گئیں ان سے تین فرزند ایک سید محمد عرف احمد جاں دوسرے سید مرتضیٰ تیسرے سید بندہ حسن اور ایک دختر قمر النسا بیگم وجود میں آئے۔

مریم بیگم کی شادی حسین علی خاں فرزند وزیر علی خاں جاگیردار سے ہوی انکے بطن سے ایک دختر امیر النسا بیگم اور ایک فرزند ذوالفقار علی پیدا ہوے امیر النسا بیگم علی رضا فرزند سجاد علی دوم تعلقدار سے منسوب ہوئیں ۱) کلثوم بیگم میر ہدایت علی الحسینی برادر حکیم سید اعظم الحسینی سے بیاہی گئیں اور لاولد فوت ہوئیں۔ امتہ الرضا بیگم کی شادی میر قربان علی تعلقدار سے ہوی ان سے ایک فرزند میر داور علی صاحب اور ایک دختر شمس النسا بیگم عرف چھوٹی بیگم پیدا ہوے بعد رحلت امیر النسا بیگم شمس النسا بیگم میر قایم حسین صاحب ساکن بھونگیر سے منسوب ہوئیں اون سے ایک فرزند میر زین العابدین صاحب اور تین دختر پیدا ہوے اور زندہ رہے۔

سید حسن علی صاحب فرزند دوم سید محمد صاحب کی شادی قمر النسا بیگم خواہر بہادر علیخاں سے ہوی ان سے دو فرزند و ایک دختر پیدا ہوی (۱) میر عبد السلام خاں بہادر مقتدر جنگ مقتدر الدولہ یہ فرزند کلاں لایق و فایق فہیم و عقیل و دیانتدار و امین ہوے اور بکمال بیدار مغزی سے بڑے بڑے عہدہ ہائے جلیل سے فائز ہوکر کار سرکاری کو انجام دیا ایک مدت تک صوبہ دار صوبہ اورنگ آباد و گلشن آباد و میدک رہے ان کے (۳) فرزند ہوے (۱) میر حسن علی (۲) میر احمد علی (۳) میر عنایت علی اور ایک دختر قمر النسا بیگم متولد ہوئیں۔

دوسرے فرزند میر دوست علی خاں صاحب بھی ہوشیار ذی علم اور عہدہ تعلقداری پر مامور ہوے ان کے ایک فرزند میر مظہر علی اور چار دختر ہوئیں (۱) پیاری بیگم عرف امۃ الحسین (۲) امیر النسا بیگم (۳) قمر النسا بیگم (۴) امۃ اللہ بیگم عرف تپلی بیگم پیدا ہوے۔

(۴) امت اللہ بیگم دختر سید حسن علی صاحب کی شادی مرزا جواد علی جاگیردار آئینہ پوش سے ہوی بیگم موصوفہ لاولد انتقال کیں۔ میر غلام حسین خاں بہادر عرف بابا فرزند سوم سید محمد خاں دہم ماہ محرم ۱۲۲۱ھ میں تولد ہوے زمانہ میر فرخندہ علی خاں نواب ناصر الدولہ بہادر غفران منزل میں باریاب اور شیر خاص حضوری تھے ان کی شادی برکات علی خاں کی دختر زینت بیگم سے ہوی ایک فرزند اور دو دختر متولد ہوے (۱) سید محمد (۲) موتی بیگم (۳) کاظم النسا بیگم۔

سید محمد صاحب زیر سایہ عطوفت پدر بزرگوار ہوش سنبھالا نہایت متین صاحب فراست حلیم و ذی لیاقت ہوے منصب رکاب سررشتہ سند لعل میں دو سو روپیہ کے ماہوار پاتے رہے ان کی نسبت نواب بیگم بنت حسین علی خاں ابن برکات علی خاں سے ہوی صاحب اولاد ہوی (۳) فرزند (۱) میر علی صاحب (۲) میر برکات علی صاحب (۳) میر غلام حسین صاحب اور دو دختر ام ہانی بیگم اور نور النسا بیگم پیدا ہوئیں اور زندہ رہیں ام ہانی بیگم کی شادی میر احمد علی

صاحب پسر میر جنید علی صاحب سے ہوی ان سے دو لڑکیاں سکینہ بیگم و ثریا بیگم اور ایک لڑکا سید محمد رضا پیدا ہوے۔

اور نور النسا بیگم کی شادی میر اکبر علی صاحب پسر سیوم میر جنید علی صاحب سے ہوے اون سے ایک لڑکی پیدا ہوی۔ میر برکات علی صاحب کی شادی یسٰین بیگم دختر محمد علی خاں مرحوم پسر حسین علی خاں سے ہوی ان سے ایک فرزند مسمی میر حسین علی اور ایک لڑکی سیدہ بیگم پیدا ہوے سید محمد صاحب موصوف کا انتقال ۶ ماہ صفر ۱۳۴۱ھ میں ہوا مدفن دائرہ میر مومن صاحب ہے۔ موتی بیگم لاولد فوت ہوئیں۔ کاظم النسا بیگم دختر میر غلام حسین خاں بہادر عرف بابا میر جنید علی صاحب فرزند میر عبد العلی خاں سے منسوب ہوئیں اور صاحب اولاد ہوئیں (جن کا تذکرہ سلسلۂ میر حسن علی صاحب فرزند دوم سید النسا بیگم صاحبہ میں کیا جائیگا) میر غلام حسین خاں بہادر کا انتقال ۱۹ ماہ رمضان ۱۳۰۴ھ میں ہوا۔

میر نیر علی صاحب فرزند پنجم سید محمد خاں سررشتہ منصب علاقہ رکاب میں ملازم ہوے ان کے ایک فرزند میر نثار علی صاحب اور دو دختر ہوئیں (۱) احمدی بیگم لاولد فوت ہوئیں (۲) حسینی بیگم مرزا گلزار علی فرزند حسین یاور جنگ سے منسوب ہوئیں ان سے ایک فرزند میرزا غلام عباس عرف نواب جانی پیدا ہوے اور صحیح و سالم رہے۔

زینت النسا بیگم دختر سید محمد خاں مولوی میر فیض علی خاں استاد نواب ناصر الدولہ مغفور سے بیاہی گئیں اُن سے دو دختر نیک آئیں پیدا ہوئیں (۱) صالحہ بیگم (۲) فاطمہ بیگم اور ایک فرزند میر معصوم علی صاحب پیدا ہوے۔

صالحہ بیگم مرزا احمد علی سے منسوب ہوئیں اور لاولد فوت ہوئیں اون کا ایک قطعہ زمین فاطمہ بیگم کے تصرف میں تھا۔

فاطمہ بیگم میر ہادی علی خاں خوشنویس سے بیاہی گئیں صاحب اولاد نہ ہوئیں ایک زمانہ تک شوہر کے انتقال کے بعد بسر کی صالحہ بیگم نے بھی حالت لاولدی میں انتقال کیا۔

میر معصوم علی صاحب فرزند زینت النسا بیگم عہد نواب ناصر الدولہ بہادر میں سو روپیہ ماہوار منصب رکاب سررشتہ راجہ رنچھوڑ رائے سے پاتے تھے میر معصوم علی صاحب نے دو شادیاں کیں ایک زیب النسا بیگم بنت میر فیض علی خاں صاحب سے ان سے ایک دختر وزیرا بیگم اور ایک فرزند میر حمزہ علی صاحب پیدا ہوے دوسری شادی حسینی بیگم بنت میر ولایت علی صاحب سے ہوئی ان سے دو فرزند ہوے ایک میر شجاعت علی صاحب (۲) میر امیر علی صاحب اور ایک فرزند محمد میر صاحب اور ایک دختر رحمانی بیگم دوسری بی بی سے تولد ہوے۔ اس مقام پر صاحب گلشن جعفری نے یوں تحریر کیا ہے۔

بہادر مغفر کی دو شادیاں ہوئیں ایک زیب النسا بیگم بنت میر فیض علی خاں سے ان عقیقتہ سے ایک لڑکی وزیرا بیگم اور ایک لڑکا میر حمزہ علی پیدا ہوا دوسرا بیاہ حسینی بیگم بنت میر ولایت علی سے ان بی بی سے دو لڑکے میر شجاعت علی اور میر امیر علی اور ایک لڑکا محمد میر اور لڑکی رحمانی بیگم دوسری بی بی سے پیدا ہوئی۔ انتہی۔

عبارت شاید بے ترتیب ہوگئی ہے جس سے بادی النظر میں یہ اشتباہ ہوتا ہے کہ تیسری کوئی زوجہ تھیں حالانکہ ایسا معلوم نہیں ہوتا دو ہی بیگمیں صاحب مغفر یعنے میر معصوم علی صاحب کی تھیں وزیرا بیگم میر غلام عباس صاحب خلف میر غلام عابد صاحب سے منسوب ہوئیں ان سے اولاد ہوئی مگر اور سب بچے کمسنی میں انتقال کر گئے صرف ایک فرزند میر مہدی ضامن حسین صاحب جوان ولایق عابد و زاہد فارغ التحصیل ہوے انکی دو شادیاں ہوئیں پہلی شادی دختر میر منتظر حسین صاحب ساکن بھونگیر جو اون کے پھوپھا ہوتے ہیں دوسری شادی میر امیر علی صاحب مرحوم اول

تعلقدار کی بیٹی سے زوجہ اول الذکر سے ایک بیٹا اور ایک لڑکی وجود میں آئے او بفضلہ موجود ہیں
میر حمزہ علی منصب پدری سے سررشتہ راجہ رنچھوڑ رائے میں پچاس روپیہ ماہوار پاتے
ہیں ان کی شادی دختر میر ابراہیم علی صاحب سے ہوی ایک فرزند میر عابد علی وجود میں آئے۔
محمد میر صاحب چالیس روپیہ کے منصبدار علاقہ دیوانی میں ہوے میر شجاعت علی صاحب
تیس روپیہ کے ماہوار یاب علاقہ محلات مبارک میں ہیں ان کی شادی فاطمہ بیگم صبیہ میر عباس علی صاحب
عرف ابو میاں سے ہوی۔ میرا میر علی صاحب سترہ روپیہ ماہوار منصب رکاب سررشتہ راجہ
رنچھوڑ رائے میں پاتے ہیں اور فی الحال خدمت تحصیلداری سرکاری پر ماموں ہر چہار برادران
مذکور ذی علم ولایق ہوے۔ رحمانی بیگم نا کتخدا ہیں دردانہ بیگم دختر سومی سید محمد خاں کی شادی
سید مردان علی صاحب کے فرزند میر عباس علی صاحب سے ہوی ایک فرزند میر محمد علی صاحب پیدا
ہوے پچاس سال کی عمر میں لاولد انتقال کیا اور سلسلہ دردانہ بیگم موصوفہ کا منقطع ہو گیا۔
ملاحظہ ہو نسب نامہ نمبر (۵)

تذکرۂ پنجم

احوال میر کاظم علی خان بہادر مختار الدولہ فرزند سوم میر محمد معصوم خان شہاب جنگ

صاحب تاریخ گلزار آصفیہ صفحہ (۳۱۵) مطبوعہ مطبع محمدی حیدر آباد میں لکھتے ہیں۔

نام اصلی میر کاظم علی خاں بہادر است خلف شہاب جنگ برادر منشی میر حید رخاں اعتصام الملک در عہد دیوانی میر عالم بہادر باستر ضائے میر صاحب موصوف بدامادی بہرام الملک بہادر در آمدہ بجاگیرات ذات و ماہوار از سرکار سرفراز گردید بکمال امتیاز و لطافت مزاج اوقات عزیز خویش بسر برد اول بدامادی اعتصام الملک میر حید رخاں بہادر عموی خود فائز بود ازاں عقیقہ یک فرزند میر غلام مہدی سزاوار جنگ بہادر و یک عقیقہ فاطمہ بیگم بوجود در آمد۔ چوں عقیقہ قضا نمود بعد ایام چند بتحریک میر عالم کہ از افعال و اقوال و فراست و خردمندی و جامعیت علوم عقلی و نقلی ریاضی و فارسی بلکہ از ہمہ دانی بہادر معز خرسند بود بہ مصاہرت بہرام الملک در آمد و تا رحلت حضرت مغفرت منزل بدرستی تمام خوش گزرانی متوجہ تحصیل علوم بودہ و دریں عہد حضرت بندگان عالی ادام اللہ اقبالہ چوں اوائل ایام فیما بین بہادر و امیر الامرا منیر الملک بہادر بدامادی شجاع الدولہ محمد علی صاحب خلف امیر الامرائی موصوف اتحاد کلی بود بہادر موصوف خان مسطور را مختار کارخانہ جات خود بعنوان انتظام کارپردازی خانگی ساختند تا رحلت شجاع الدولہ مذکور کہ در عین شباب تمامی خلقت خدا را داغ بر دل است آنچناں امور خانگی را زیب و زینت داد کہ مزیدی برآں متصور نباشد بعد ازاں خاں معز انزوا اختیار کردہ بود عرصہ چند روز امیر الامرا ہم رخت ہستی بربست و بہادر معز ہموارہ در مد نظر خداوند نعمت مورد الطاف ماندہ صاحب

منصب عمدہ پنجہزاری سہ ہزار سوار بخطاب ولائی و جاگیر ذات سی ہزار روپیہ سرفراز و ممتاز امیری بود عاقل زمانہ یکتائے روزگار کہ ہیچکس بعالی فطرتیش نمیرسد تا اینکہ راجہ چندولعل مہاراجہ بہادر را اندیشہ بود کہ اگر بہادر معز بیاوری تقدیر بدرجہ بلند رسد تمامی مشکلات کلیات آسان سازد لہذا بسیار خاطرداری بہامی نمود و در علوم عقلی و نقلی و حکمت و فارسی و طبابت دریائے مواج بودہ و در تعلقداری و آبادی تعلقات و رعایا پروری ید طولیٰ داشت راست کردار بلند حوصلہ سیر فکر بہادر سخی صاحب اخلاق با آدمیت و مروت غریب پرور بجنب شناس اکثر حضور در کلیات ازاں عالی ادراک مصلحت میفرمودند ہر کاریکہ از مامور شود رونق بادہد کہ از ہیچکس بہ ظہور نیامد۔ و در علم تیراندازی اینچکہ صنایع و بدایع داشت تا حال بہ ہیچ تیراندازاں نبنظر نیامدہ کہ از کمان یک دانگ جواب چہار دانگ و آلایاں خوبی و درستی میداد کہ مورد تحسین و آفرین حاضرین میگشت۔ باوجودیکہ این ہمہ فضایل علمی و خصایل عقلی در آشنائی آشنا پرستی فرد فرید روزگار چنانچہ اتفاقاً قطاع الطریق قریب سہ صد کس مویشی یکہزار راسی از تعلقہ سرکیندہ علاقہ جعفر یار جنگ کوکا کہ غارت بردہ از صحرا میرفتند مختار الدولہ بہادر از جاگیر خود با چند جوانان قریب لبست و پنج وکنی وغیرہ کہ چہار عرب ہم دراں میاں بودند از ہمان راہ بہ بلدہ می آمدند چوں خبر وزدان و بردن مویشی بہ بہادر معز رسیدہ و نائب تعلقہ بفریاد آمد دفعتاً تعقب آنہا و از جانبین کار بسر دادن بنادیق افتاد و بہادر معز بذاتہ بندوق رومی در دست خود گرفتہ دو سہ کس را از قطاع الطریق بجان در انداخت و جوانان ہمراہی خود را تحریص نمودہ از چہار طرف در گرفت حملہ نمود بجردافتادن شش کس از آنہا و زخمی شدن چند کس ہمہ مویشی را گذاشتہ فرار نمودند و بہادر معز مویشی را احاطہ نمودہ بہ نائب جعفر یار جنگ بہادر حوالہ کردہ رسید گرفتہ روانہ بلدہ شدہ بہ مکان خویش در آمد ہرگز

ازیں معنے احدی را مطلع نساختہ بعد سہ روز ہمہ کیفیت آنجا میر محب علی نائب مذکور بہ جعفر یار جنگ
بہادر مفصلاً ارقام نمود بہادر معزیہ بمکان مختار الدولہ بہادر آمدہ بسیار بسیار شکریہ ایں مقدمہ بعمل
آوردازاں روز فیمابین بہادران مذکور تادم زندگی محبت قلبی بودہ در ہمہ حال شریک یکدیگر
ماندند بتاریخ دہم محرم ۱۲۱۵ھ رخت ہستی بربست انتہی۔

خلاصہ مقصد صاحب گلزار آصفیہ کا یہ ہے کہ میر کاظم علی خاں پہلے داماد اعتصام الملک
میر حیدر خاں بہادر یعنے دختر عموزادے سے منسوب ہو کر مسرت اندوز ہوئے پھر بہرام الملک بہادر کی
دختر نیک اختر سے منسوب ہوئے میر کاظم علی خاں بہادر کے نام جاگیر و تنخواہ سرکار سے مقرر ہوی
کمال سلیقہ اور لطف سے زندگی بسر کرتے تھے امیر الامرا منیر الملک بہادر نے عہد حضرت نواب نظام علیخاں
اسد جنگ آصف جاہ ثانی میں جبکہ شجاع الدولہ محمد علی صاحب خلف امیر الامرا منیر الملک بہادر زندہ
تھے میر کاظم علی خاں بہادر کو بغرض اصلاح و انتظام اپنے کارخانہ جات سپرد کئے تھے اور یہ اصلاحات
انتظامی حیات شجاع الدولہ تک قایم رہے میر کاظم علی خاں بہادر نے اس زمانہ میں جاگیر وغیرہ
کا ایسا انتظام کیا جس سے بہتر ہونا ممکن نہ تھا۔ انتقال شجاع الدولہ جواں مرگ کے بعد میر کاظم علیخاں
بہادر چندے گوشہ نشین و عزلت گزیں رہے یہاں تک کہ امیر الامرائے موصوف نے بھی انتقال
کیا نواب نظام علی خاں بہادر آصف جاہ ثانی کی ہمیشہ نظر عنایت و الطاف میر کاظم علی خاں
کی جانب رہے آخر منصب پنجہزاری و سہ ہزار سوار اور خطاب ولائی اور جاگیر چالیس ہزار سے
سرفراز ہوے میر کاظم علی خاں مختار الدولہ امیر عاقل و فرزانہ و یکتائے زمانہ تھے راجہ چندو لعل
انکی لیاقت و دانائی کے باعث ان کو بڑی وقعت سے دیکھتے تھے اور کمال خاطرداری کرتے تھے
مختار الدولہ میر کاظم علی خاں تمام علوم و فنون سے ماہر تھے آبادی رعایا اور انتظام ملکی میں انھیں
خاص مہارت تھی راست کردار بلند حوصلہ سخی خوش اخلاق۔ غریب پرور شریف نواز تھے

اکثر حضور بندگانعالی آصف جاہ ثانی مہمات و معاملات میں ان سے رائے لیتے تھے فن تیراندازی میں ید طولی رکھتے تھے۔ آشنا پرستی اور دوست نوازی میں منتخب روزگار تھے۔

ایک بار اپنی جاگیر سے حیدرآباد کی جانب چند دکھنی اور عرب جملہ تین بیس سپاہیوں کو لئے ہوئے آرہے تھے راستہ میں میر محب علی نائب تعلقہ سرکنڈہ جاگیر جعفر یار جنگ کا حیران و پریشان آیا اور نالاں ہوا کہ قریب تین سو لوٹیرے آکر ایک ہزار مویشی تعلقہ کے بھگالے گئے ہیں سارا تعلقہ مویشیوں سے خالی ہوگیا۔ نواب مختار الدولہ نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ فوراً لوٹیروں کا تعاقب کیا اور ان تک پہونچکر مقابلہ کیا طرفین سے بندوق چلی نواب خود بہ نفس نفیس رومی بندوق سے کام لے رہے تھے یہاں تک کہ آٹھ دس ڈاکو نشانہ قضا اور چند مجروح ہوئے مویشی مسروقہ چھوڑ چھوڑ بھاگ گئے بہادر موصوف نے جانوروں پر قبضہ کیا اور تعلقہ تک پہونچوا کر نائب تعلقہ مذکور سے رسید لی اور اپنے گھر کی طرف سدھارے بلدہ میں آکر کسی سے مطلق اسکا تذکرہ نہ کیا دو تین روز کے بعد نائب تعلقہ مذکور کی تحریر سے خود جعفر یار جنگ کو مفصل کیفیت معلوم ہوئی سخت متعجب ہوئے اور نواب مختار الدولہ میر کاظم علی خاں کے احسان مند ہوئے اوسی وقت مختار الدولہ بہادر کے پاس پہونچکر شکریہ ادا کیا اور اس دن سے ان دونوں صاحبوں میں بڑی دوستی ہوگئی اور ہمیشہ شریک حال ایک دوسرے کے رہے مختار الدولہ بہادر نے دسویں محرم ۱۲۵۶ھ میں انتقال کیا۔

عبارت بالا سے ظاہر ہوچکا کہ میر کاظم علی خاں مختار الدولہ نے دو شادیاں کیں۔

(۱) بیگم بادشاہ دختر کلاں میر غلام حیدر خاں ممتاز جنگ اعتصام الملک سے ان بیگم سے ایک فرزند میر غلام مہدی خاں نسب نواز جنگ اور ایک دختر فاطمہ بیگم پیدا ہوئیں دوسری شادی بادشاہ بیگم بنت بہرام الملک سے ہوئی ان سے تین دختران نیک (۱) زینت النساء بیگم

صاحبہ (۲) زہرا بیگم صاحبہ (۳) حسینی بیگم صاحبہ متولد ہوئیں۔

فاطمہ بیگم صاحبہ رشید الملک سے منسوب ہوئیں اور زہرا بیگم صاحبہ میر غلام حسین خاں فخر الملک سے بیاہی گئیں۔ ان دونوں صاحبزادیوں کا مزید بیان تذکرہ میر غلام حیدر خاں احتشام الملک میں کیا جائیگا۔ زینت النسا بیگم صاحبہ دختر مختار الدولہ میر کاظم علی خاں بہادر کی شادی نواب شجاع الدولہ فرزند امیر الامرا نیر الملک بہادر سے وقوع میں آئے ان سے نواب علیخان بہادر سر سالار جنگ ۱۲۴۴ھ میں تولد ہوے۔

صاحب تاریخ رشید الدین خانی صفحہ (۶۲۰) میں تحریر کرتے ہیں کہ "

شجاع الدولہ بہادر خلف نیر الملک کی شادی صبیہ مختار الدولہ کاظم علی خاں بہادر ابن شہاب جنگ بہادر سے ہوئی تھی بطن اطہر سے عقیقہ زماں خدیجہ دوراں کے ایک فرزند ارجمند سعادت پیوند خلف ارشد واکرم المخاطب سالار جنگ ثالث کہ بعد جنت سراج الملک عالم علیخان بہادر کے ۔جائے پر اپنے عم بزرگوار کے مسند آرائے دیوانی ہوے۔ روز عروسی امیر الامرا زاید شاد ومسرور تھے اہتمام شادی سے حیدرآباد رشک ارم بنا تھا۔ چھوٹا بڑا جوان بوڑھا محو نظارہ رئیس امیر منصبدار نفیر خادم سب سرخپوش جوق جوق قطار در قطار تھے۔ مہمانوں کی کثرت نقیب چوبدار سنہری روپہری چھڑیاں لئے جا بجا سرگرم اہتمام۔ میر کاظم علی خاں مختار الدولہ کی گو چالیس ہزار کی معاش تھی لیکن سامان عروسی زیور وجہیز کا انتظام ایسا فرمائے تھے کہ آج تک جو زندہ ہیں خوش وضعی عالی حوصلگی پر شہادت دیتے ہیں۔ انتہی۔

صاحب گلشن جعفری صفحہ (۳۹۰) میں لکھتے ہیں کہ امیر الامرا کی فرط مسرت و نشاط کا اصلی منشا جس کو مصنف حدیقۃ العالم اور رشید الدین خانی نے بھی بیان کیا ہے یہ تھا کہ نواب ممدوح قوم قریش جناب اویس قرنی اصحاب حضرت جناب رسالتمآب ؐ کے اولاد سے تھے

اور یہ مخدومہ محترمہ خاص اولاد امام ہمام ہشتم غریب الغربا جناب امام رضا علیہ السلام کی ہیں بیگم صاحبہ ممدوحہ کا میاہ اپنے فرزند کے ساتھ باعث حسنات و تبرکات سمجھتے تھے ایساہی ہوا کہ سالار جنگ مرحوم بہ نسبت سیدہ جلیلہ بہ لفظ میر مخاطب ہوئی جہر میں میر تراب علی خاں بہادر کرندہ ہوا سرسالار جنگ ممدوح اپنی خالہ زاد بہن مسماۃ جنابہ عزیز النسا بیگم صاحبہ بنت میر غلام حسین خاں بہادر فخر الملک سے سال ۱۲۷۱ھ میں کتخدا ہوئی یہ امر تنقیح طلب ہے کہ صاحب گلزار آصفیہ لکھتے ہیں کہ نواب مختار الدولہ میر کاظم علی خاں کے تیس ہزار کی جاگیر تھی اور صاحب رشید الدین خانی تحریر کرتے ہیں کہ بیس ہزار کی جاگیر تھی صاحب گلشن جعفری نے اس کا کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے۔ درحقیقت نواب مختار الدولہ کی چالیس ہزار کی ذات جاگیر تھی دیکھو تاریخ لکھمن لعل صفحہ (۱۰۴)

میر تراب علی خاں سرسالار جنگ کے حالات شرح و بسط سے لکھنے کو بہت سا وقت اور بڑی لیاقت چاہیے میں اس تالیف میں اون کے زمانہ کی چند ضروری سوانحات بیان کرونگا تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ سید جعفر نیشاپوری کے ہر دلعزیز منتخب روزگار نواسے کے حالات قلمبند کرنے میں کوتاہ قلمی کیگئی ہے میر تراب علی خاں سرسالار جنگ کا سلسلہ نسب تو آپ کو معلوم ہوچکا کہ اون کے پرنانا میر سید ابوالقاسم میر عالم تھے اور دادا منیر الملک کے یہ دونوں بزرگوار مدار المہامی ریاست کے اعلیٰ رتبہ تک پہونچے ہیں سرسالار جنگ ۲۱ ذیقعدہ ۱۲۴۵ھ میں پیدا ہوئے چار سال کے تھے کہ سنہ ۱۸۳۲ء میں نواب منیر الملک بہادر نے انتقال کیا۔ منیر الملک بہادر کے انتقال کے بعد نواب سراج الملک نواب سالار جنگ بہادر کے چچا افسر خاندان ہوئے نواب سراج الملک نے انکی پرورش کی اور اپنی والدی صاحب بیگم صاحبہ کی نگرانی میں دس گیارہ سال تک رہے سراج الملک لاولد تھے اور سرسالار جنگ بہادر کے والد ماجد نے سرسالار جنگ کی بہت ہی کمسنی میں انتقال کیا تھا لہذا اون کے چچا اون کو مثل اپنے فرزند حقیقی کے سمجھتے تھے اور بہت عزیز رکھتے تھے دس گیارہ سال کی عمر کے بعد تعلیم کی طرف

کامل توجہ ہوی اور زمانہ شباب تک فارسی عربی ادب انشا پردازی نیزہ بازی شہسواری وغیرہ سے بخوبی ماہر ہو گئے بعد میں انگریزی سے بھی بخوبی واقفیت ہو گئی تھی ابتدائے عمر سے ذہین و طباع تھے اور عقل و شعور میں قابل اعتبار چنانچہ نواب سراج الملک مدار المہام معاملات پیچیدہ ریاست میں ان سے مشورہ فرماتے تھے اور ان کی رائے کو مانتے تھے ابتدائے کام جو بال کا سر سالار جنگ بہادر نے دیکھا وہ خاندانی جاگیر قلیل المقدار کا حساب کتاب تھا جو ان کی دادی صاحبہ نے انھیں کے متعلق کر رکھا تھا قلیل المقدار جاگیر اس بنا پر تھی کہ نواب منیر الملک کی فیاضی اور الوالعزمی سے اون کے اخراجات بہ مقابلہ آمدنی کے بہت بڑے ہوے تھے نواب منیر الملک نے انتقال کے وقت (۵ لاکھ) روپیہ کا قرضہ جائداد پر چھوڑا تھا جائداد کو تباہی سے بچانے کی غرض سے نواب ناصر الدولہ بہادر نے قرضہ مذکور ادا فرما دیا تھا مگر جائداد پر سرکاری نگرانی ہو گئی تھی یہاں تک کہ سر عالم کا نانا اب بھی نزول میں داخل ہو گیا تھا تھوڑے سے مواضعات پرورش خاندان کے واسطے چھوڑ دیئے گئے تھے جس کا انصرام سر سالار جنگ کے متعلق کیا گیا تھا۔

۱۸۴۷ء میں نواب سراج الملک بہادر نے اپنی مدار المہامی کے عہد میں تلنگانہ کی فرف سر سالار جنگ کو تعلقدار کیا اور مسٹر وائیں یوروپین کی ماتحتی میں کام کیا جس سے ابتدائہ طرز انتظام انگریزی سے واقفیت اور عملی تجربہ حاصل کرنے کا موقع سر سالار جنگ بہادر کو ملا مسٹر وائیٹن کی موقوفی کے باعث صرف آٹھ مہینہ ان کی تعلقداری رہی۔

۱۸۴۸ء میں حضور ناصر الدولہ بہادر نے خاندانی جائداد مذکورہ نواب سراج الملک بہادر کو واپس عنایت کی۔ سر سالار جنگ بہادر کے سپرد کل جاگیر و جائداد مذکورہ کا انتظام ہوا ایک معقول مشق و مہارت کار کا موقع حاصل ہوا سر سالار جنگ پانچ سال تک اسی مشغلہ میں رہے۔ ۲۶ مئی ۱۸۵۳ء میں نواب سراج الملک بہادر نے انتقال کیا اس کے پانچویں

روز دربار عام میں جہانکہ صاحب رزیڈنٹ کرنل بوسی موجود تھے نواب ناصر الدولہ بہادر نے سر
سالار جنگ بہادر کو خلعت وزارت مرحمت فرمایا اس حساب سے بیس سال کی عمر میں جاگیر و جائداد
خاندانی اور وزارت موروثی باستقلال سر سالار جنگ کو حاصل ہوگئی۔

پہلا کام جو سر سالار جنگ بہادر نے اس ریاست کے حق میں نفع بخش کیا وہ قرضہ کا
انتظام تھا ریاست پر بوجہ خرچہ فوج کنٹنجنٹ جسکی مقدار ماہانہ تین لاکھ پانچ ہزار نو سو تریالیس
روپیہ چار آنہ سوا چار پائی (تین لاکھ صرف ماہانہ) بموجب تحریر رشید الدین خانی صفحہ (۲۱) ہوتے
ہیں بڑا بار پڑتا تھا اور عمال و مصاحبین اور کار پردازوں کی بد دیانتی سے آمدنی ریاست بھی
کمی کے ساتھ ہوتی تھی ناچار مدار المہام وقت کو قرضہ لینا پڑتا تھا اس زمانہ میں عرب بڑے لدا
اور مہاجنی پیشہ ہو رہے تھے جنکی سود خواری سے ریاست پر دو کروڑ ستر لاکھ کا قرضہ ہوگیا تھا
اس قرضہ اور کنٹنجنٹ کے اخراجات جاری سے ہمیشہ روسا و مدار المہامان کو فکر و تشویش رہتی
تھی اور اکثر اوقات فرمانروایان عہد نے جیب خاص سے دیا اور امراسے دلوایا ہے اسی
بنا پر ملک برار قبضہ ایسٹ انڈیا کمپنی میں چلا گیا اور پچھلے دربار قیصری میں گورنمنٹ انگریزی
نے ہمیشہ کے لئے ایک مقدار بچت کے ادا کرنے کے اقرار پر ملک برار اپنی ممالک محروسہ میں ضم
کر لیا۔ غرضکہ عربوں کی ساہوکاری سے اون کے اقتدارات حد سے بڑھ گئے تھے کیونکہ وہ
روپیہ بے حد و انتہا سود پر دیکر تعلقہ کے تعلقہ اپنے قبضہ میں کر لیتے تھے اس طرح سے تقریبا
نصف آمدنی ریاست کی اون کے حصہ میں جاتی تھی اور عرب وغیرہ کے اس قسم کے اقتدارات
سے ملک میں جو اون کی طرف سے ظلم و زیادتی ہوتی تھی ایک کہرام برپا تھا۔

سر سالار جنگ بہادر نے مہاجنوں سے کم سود پر روپیہ لیکر علاقوں کو چھوڑایا۔
اور جس مہاجن سے جس وقت کی ادائی اور جن شرایط پر لیا اون شرایط کی پابندی کے ساتھ

وقت معہودہ پر رقم ادا کی گئی جس سے ساہوکاروں میں مدار المہامی اور خود ریاست کا
اعتبار جو اس سے پیشتر باقی نہ رہا تھا قایم ہوگیا اور چند سال کے بعد اسی دو کروڑ ستر لاکھ
قرضہ کی مقدار گھٹ کر صرف اسی لاکھ رہ گئی تھی سر سالار جنگ بہادر نے بار یاب
مصاحبین کو بھی کوئی موقع خورونوش کا نہ دیا اگر مصاحبوں کی استرضا کی جاتی تو قرضہ
کیونکر ادا ہو سکتا تھا یہ کارروائی دیکھ کر جو لوگ سر سالار جنگ بہادر کو نو عمر سمجھ کر یہ
سمجھے تھے کہ ہمارے ہات میں کٹ پتلی بنکر رہیں گے اور ہمیشہ اونکی فرمایشات بوجہ
با اثر ہونے کے سالار جنگ بہادر پورے کرتے رہیں گے اور اسی امید سے سالار جنگ
کے ساعی ہوتے تھے اونکو سخت بیزاری اور مایوسی ہوی اور کہنے لگے ہمیں ہرگز امید نہ
تھی کہ یہ نوجوان ایسا پختہ کار ہوگا۔ آخر کو وہ لوگ اونکی حمایت سے پچتاے اور مخالف
ہوگئے۔ مگر اون کی مخالفت کچھ نہ چلی اور سر سالار جنگ بہادر کی راست بازی ایمانداری
کام آئی۔

(۲) ایسی مال و خزانہ کے انتظام میں مشق ثانی یہ ہے کہ اوس زمانہ میں بوجہ ضرورت زرنقد
کے جو ریاست کو لاحق ہوتی تھی۔ علاقہ جات عربوں اور پٹھانوں کو اجارہ دیدئے جاتے
تھے اور اجارہ دار بید خلی کا عہد تا ادائی قرضہ لے لیا کرتے تھے اور وہ بطور خود بھی ایک
دوسرے کے ہاتھ اون علاقہ جات کو رہن و گرو منتقل کردیا کرتے گویا اون کی موروثی جائداد
ہوجاتی تھی چنانچہ سنہ ۱۸۵۳ء میں حساب کرنے سے معلوم ہوا کہ ایک کرور سے زیادہ کی آمدنی
کے ملک پر عربوں اور پٹھانوں کا قبضہ تھا اور آفت پر آفت یہ ہوی کہ جب برار پر قبضہ
ایسٹ انڈیا کمپنی کا ہوگیا تو اہلکاران کمپنی نے جاگیرداروں اور اجارہ داروں کو بید خل
کردیا وہ سب مثل عمر بن اود وزار نواز جنگ۔ بذہن خاں۔ عبداللہ بن علی وغیرہ کے

دعویدار و مستغیث ہوے اون کا مطالبہ لاکھوں روپیہ تھا ان سب کی کفالت و حق رسی بھی سر سالار جنگ بہادر نے کی اور تمام ریاست کے معمولی اخراجات کا بھی انصرام کیا۔

ہاں انتظامی حالت میں عربوں کی فوج میں کچھ تخفیف بھی کی جس سے کسی قدر خرچہ گھٹ گیا اور اس میں شک نہیں کہ ان انتظامات میں گورنروں نے نواب سر سالار جنگ کی تحریری اعانت بھی کی کہ اون تحریروں سے نواب ناصر الدولہ بہادر کو سر سالار جنگ کی خیر خواہی کا ثبوت ملتا رہا۔ اور اُن کے کام پر اعتماد و اطمینان بڑھتا گیا اور معاندوں مخالفوں کا دنداں شکن جواب ہوتا رہا۔ ہنوز ریاست کی مالی حالت درست نہ ہوئی تھی کہ بارش کے نہ ہونے سے گلبرگہ۔ شورا پور۔ رائچور۔ ناگر کرنول۔ اندور اور حیدر آباد کے اضلاع میں قحط کا سامنا ہوا۔ سب سے بدتر حالت ضلع لدرک کی ہوی۔ بہت آدمی بھوک سے مر گئے اس قحط کے حملہ کو بھی نواب صاحب نے روکا اور جہاں تک خزانہ میں گنجایش پائی امداد فرمائی اور اپنی ذات سے بھی جو کچھ ہو سکا۔ قحط کے فنڈ میں صرف کیا۔

(۳) تیسری بدعت جو سالار جنگ بہادر نے رفع کی وہ یہ کہ اضلاع کی مالگزاری کا انتظام تعلقداروں اور ٹھیکہ داروں کے ہاتھ میں تھا اور تشخیص کا سارا کام اور انصرام عملی طور پر سررشتہ داروں کے حوالہ کر دیا جاتا یہ لوگ دیسمکہ اور دیسپانڈیوں سے ملکر سالانہ لگان کاشتکاروں سے وصول کرتے تھے اور سررشتہ دار اور نائبان تعلقدار فصل خریف میں کاشتکاروں کے بیلوں اور ہلوں کی تعداد کے حساب سے تشخیص جمعبندی کرتے مثلاً ایک کوئیں کے ہل پر پانچ روپیہ سے دس روپیہ تک اور دو کوئیں کے ہل پر دس روپیہ سے پچیس روپیہ تک مقدار اراضی سے انہیں کچھ واسطہ نہ تھا کی رسم ربی کی بٹائی کا فیصلہ تعلقدار کے ایک کارندہ پر منحصر تھا وہ آکر تشخیص دانہ کرتا تو کیفیت درج ہوتا موازنہ اور تقسیم غلہ تک چھوٹے چھوٹے درجوں کے ملازموں کو خورد برد کا بخوبی موقع

ملتا جب برار کا ملک قبضۂ انگریزی میں گیا اور وہاں سے یہ طوفان بے تمیزی دور ہو کر انگریزی انتظام شروع ہوا تو ساری چوریاں کھلیں ۱۸۵۳ء میں کمپنی کی جانب سے کرنل ہدویر ضلع ملدرک کے افسر مقرر کیے گئے تو پہلے ہی سال ضلع ملدرک کی آمدنی میں ایک لاکھ تیس ہزار کا اضافہ ہوا ضلع میگ پور ملک برار کی آمدنی تعلقدار کے حساب میں ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ مندرج تھے انگریزی انتظام میں ایک لاکھ نوی ہزار ثابت ہوی۔ ملک برار جب کمپنی کو دیدیا گیا تو اوسکی قسمت شمالی میں مزروعہ زمین چار لاکھ پچیس ہزار بیگہ قایم کی گئی تھی بعد پیمایش انگریزی کے سترہ لاکھ بیگہ سے زیادہ ثابت ہوی پس جب ایک صوبہ برار میں اس قدر زمین نکلی تو کل صوبہ جات ریاست میں کس قدر رقم ہو سکتی ہے اس کا اندازہ کر لیجیے۔ غرض یہ کہ کہیں نصف آمدنی کسی جا ربع آمدنی تغلب و تصرف عمال میں آجاتی تھی اور رعایا و کاشتکاران پر جو ظلم و تشدد عمال کے ہاتھوں سے ہوتے تھے وہ مزید براں تھے۔ سر سالار جنگ بہادر نے منتظم اشخاص کو مقرر کر کے تشخیص جمعبندی اور وصول زر مالگزاری کا اہتمام فرمایا جس سے لاکھوں روپیہ کا منافع ہوا اور علاقوں میں امن و انصاف کی ہوا چلنے لگی۔

(۴) چوتھا کام جو بہت بڑی عاقبت اندیشی اور خیرخواہی ریاست کا کیا وہ یہ تھا کہ غدر ۱۸۵۷ء میں باغیوں اور مفسدوں کے برخلاف سر سالار جنگ وفاداری گورنمنٹ میں خود بھی قایم رہے اور ثابت قدم فرمانروا کے بھی ہم مشورہ و ہم خیال رہے یہ غدر تمام بنگال اور ممالک مغربی و شمالی و اودھ اور وسط ہند میں پھیل گیا تھا اور دہلی سے عملداری انگریزوں کی اٹھ گئی تھی عین زمانہ غدر میں نواب ناصر الدولہ نے انتقال کیا اور نواب افضل الدولہ بہادر مسند نشین ہوے رزیڈنٹ بھی اس دربار مسند نشینی میں شریک تھے دربار سے واپس جانے کے بعد رزیڈنٹ صاحب کو گورنر جنرل ہند کا ایک تار ملا جس سے یہ ظاہر ہوا کہ دہلی کو

باغیوں نے فتح کرلیا اور وہاں کے حکام یوروپین بہت سے قتل کردئے گئے اور باقیماندہ آوارہ ہوگئے ہیں رزیڈنٹ نے نواب سالار جنگ کو بلا کر اس حادثہ سے مطلع کیا سالار جنگ نے عرض کیا شہر میں تین روز پہلے سے یہ خبر مشہور ہے۔

اورنگ آباد اور حیدر آباد میں بعض لوگ غدر کرنے پر مایل تھے سر سالار جنگ بہادر نے اورنگ آبادی اور حیدر آبادی غداروں کی گرفتاری کا حکم عام دیدیا گرفتار شدہ اشخاص رزیڈنٹ کے پاس بھیجدیئے گئے۔ گرفتار شدہ اشخاص کے دوستوں نے حضور افضل الدولہ بہادر میں اونکی خلاصی کے بارہ میں بہت زور دیا۔ یہاں تک کہ قتل و قمع کی دھمکی حضور افضل الدولہ بہادر اور مدار المہام کو دی گئی مگر حضور اور سر سالار جنگ بہادر نے اون کی جانب کچھ توجہہ نہ کی۔ تمام مفسدین کا منشا یہ تھا کہ ریاست اون کا ساتھ دے میجر جنرل بل کہ اوس وقت اس طرف کی تمام فوج کے افسر تھے یوں تحریر کرتے ہیں

ان مستحکم انتظاموں نے تمام جنوبی ہندوستان کو اس زلزلہ سے بچالیا اگر حیدر آباد بھی ہمارا مخالف ہوجاتا تو لامحالہ تمام مدارس کے مسلمان حیدر آباد کی پیروی کرتے مدارس پریسیڈنسی میں یہ امر مشہور تھا کہ تمام انگلستان کو جاننا چاہیئے کہ انگریزوں کی سلطنت جنوبی ہندوستان میں صرف سالار جنگ کے سبب سے قایم رہی جنھوں نے نہایت دانشمندی اور ہوشیاری کے ساتھ وفاداری سے ایسے نازک وقت میں اس حشر انگیز آفت کو اپنی خوبی انتظام سے بہ آسانی روکا اور غدر نہ ہونے دیا انتہی۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۵۹ مرقع عبرت مولفہ سید حسین بلگرامی مترجمہ مولوی مہدی حسن صاحب ناظم دیوانی خرد حیدر آباد مطبوعہ مطبع کنز العلوم حیدر آباد

باوجود انتظام شدید کے طرہ باز خاں اور علاء الدین خاں کے اغوا اور مفسدی و شرکت سے رزیڈنسی پر کرنل ڈیوڈسن رزیڈنٹ کی موجودگی میں ایک گروہ نے حملہ کیا

مگر کامیاب نہ ہوا۔

۱۸۵۸ء میں کرنل ڈیوڈسن رزیڈنٹ نے سفارش کی کہ گورمنٹ انگریزی کو وزیر دکن اور بعض دیگر امرائے دکن کی وفاداری کی نسبت اظہار خوشنودی کرنا چاہئیے جواعانت کہ بلاتامل وزیر دکن نے گورمنٹ انگریزی کو دی اوسکی تعریف کسی اندازہ کے ساتھ حیطۂ امکان سے خارج ہے سابقًا کسی وزیر دکن نے ایسی محنت کے ساتھ آپکو گورمنٹ انگریزی کا دوست ثابت نہیں کیا تھا انھوں نے بغیر کسی پوشیدہ مصلحت کے اپنی جان پر کھیل کر مدد دینے کا قصد کرلیا تھا۔ اس وجہ سے تمام مسلمانان دکن ان سے ناراض ہوگئے تھے۔ مگر کسی دھمکی کسی خوف کسی خوشامد نے اونکو اوس سچی وفاداری کی راہ سے نہیں ہٹایا جس کو وہ اختیار کرچکے تھے کئی مرتبہ اون کے قتل کی تدبیر کی گئی تھی اور یقینًا اون کو اوس کی خبر تھی۔ لیکن نہ اس خوف نے اور نہ اون خبروں نے جنسے ممالک مغربی وشمالی میں ہماری شکست ظاہر ہوتی تھی نواب کو ایک منٹ کے لئے ڈرایا جس خواہش یا ضرورت کو میں اون سے بیان کرتا تھا اوس کو اوسی استقلال اور مضبوطی کے ساتھ وہ قبول کرتے تھے اور گورمنٹ نظام کے جتنی محاصل پر اون کا قبضہ تھا وہ سب میری اختیار میں دیدئے تھے۔

ابتدائی ۱۸۵۹ء میں لارڈ کیننگ نے حضور افضل الدولہ بہادر کو ایک چٹھی لکھی جسمیں تحریر تھا کہ ایسے نازک وقت میں جو وفاداری اور ثابت قدمی آپ سے عمل میں آئی گورمنٹ آف انڈیا اوسکی نہایت شکر گزار ہے ان خدمات کے نسبت خوشنودی اور طریقہ سے بھی ظاہر کی جائیگی ملاحظہ ہو مرقع عبرت صفحہ (۴۸ تا ۵۰) جو کچھ میں اس اندیشناک حالت کے متعلق جو سرسالار جنگ بہادر کو زمانہ غدر میں درپیش تھی بیان کرنا چاہتا تھا وہ جنرل

ہں اور مسٹر ڈیوڈسن رزیڈنٹ کی تحریر سے بخوبی منکشف ہوچکی۔ مگر اس قدر کہ غدر کے بعد سر سالار جنگ بہادر نے زبان مبارک سے بارہا فرمایا کہ اس پرآشوب زمانہ میں مجھ کو اپنے ہلاک ہونے کا پورا یقین تھا۔

الحمدللہ کہ وہ پرآشوب زمانہ جو اچھی خاصی ایک آفت تھی سر سالار جنگ اور رئیس والاشان اور ریاست و رعیت و امرائے دولت بلکہ ایک بڑے گروہ اسلام و ہنود کے سر سے ٹل گئی اگر کسی طرح کی لغزش امرا یا وزیر یا کسی گروہ کثیر التعداد سے ہوجاتی تو خدا جانے کن کن تباہیوں کا سامنا ہوتا ہم کو اور تمام زمانہ کو حضور نواب افضل الدولہ بہادر اور سر سالار جنگ بہادر کا احسان ماننا چاہیئے۔ نہ صرف نمکخوار اور رشتہ دار ہونے کی حیثیت سے بلکہ ایک قومی اور ملکی باشندہ کی اعتبار سے۔

ایک ملک اور ریاست کے انقلاب کا اثر کل باشندگان ریاست و ملک پر پڑتا ہے بلکہ اوس کے قرب وجوار تک متاثر ہوتے ہیں پس سلامتی شاہ وامن دکن کا فائدہ تمام ملک دکن و اضلاع مدراس و میسور تک کو پہونچا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ سر سالار جنگ کی اس وفاداری سے میرے نزدیک تو بہت بڑا نفع یہی ہوا ہے کہ ہم بخیر و عافیت و بامن و آبرو اپنی جگہ پر قایم ہیں اس سے بڑھ کر ہمیں کوئی منفعت نظر نہیں آتی۔ لیکن ایک دستور دنیوی کے مطابق ہم مادی نفع سے بھی محروم نہیں رہے اور وہ یہ ہے کہ۔

(۱) گورنمنٹ انگریزی کی وہ تحریریں جن سے وفاداری فرمانروائے ریاست کی ثابت ہوئی منجملہ اون کے ایک چٹھی گورنر جنرل بہادر کی آپ نے پچھلے اوراق میں ملاحظہ فرمائی (۲) پانچویں اکتوبر ۱۸۶۱ء کو سرکار ہند نے ایک لاکھ روپیہ کی قیمتی تحفہ جات

حضور نواب افضل الدولہ بہادر کے لئے ارسال کئے - یہ سب چیزیں رزیڈنٹ بہادر نے دربار عام میں حضور کے روبرو پیش کیں -

(۳) غدر سے پیشتر پچاس لاکھ روپیہ حضور کے ذمہ قرض کا باقی تھا وہ رقم گورنمنٹ نے چھوڑ دی -

(۴) اس خیر خواہی کے صلہ میں اضلاع رائچور - نلدرگ - دہراسیوں معہ شورا پور ریاست حیدر آباد کو گورنمنٹ انگریزی نے واپس کردئیے شوراپور کے راجہ نے غدر میں بغاوت کی تھی - لہذا اوس کا علاقہ ضبط کرلیا گیا -

(۵) حضور افضل الدولہ بہادر کو اسی صلہ میں (نائٹ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا) کا خطاب آیا -

(۶) سرسالار جنگ بہادر اور نواب شمس الامرا کے لئے بھی گورنمنٹ ہند نے تیس تیس ہزار کے تحفہ جات معرفت رزیڈنٹ بہادر کے پہونچلئے -

غدر کی آفت سے امن ہونے کے بعد نواب سرسالار جنگ پھر اپنے ملک و مال کی اصلاحات کی جانب متوجہ ہوے اس عرصہ میں چند امور خاص جو سالار جنگ بہادر سے سلسلۂ انتظام میں ظہور پذیر ہوے اونھیں ہیں حوالہ قلم کرتا ہوں -

(۱) فوج بیقاعدہ اور عرب اور رہیلوں میں تخفیف کی گئی کیونکہ عربوں اور روہیلوں کے ظلم و تشدد کی کوئی انتہا نہ تھی خود سرکار و وزیر کے مقابلہ میں جنگ تیغ و تفنگ کرتے تھے تو رعیت بیچاری کس شمار میں تھی چنانچہ ان سرکشوں کے تنبیہ کے واسطے کئی بار فوج انگریزی سے مدد لی گئی تھی -

(۲) کاشتکاروں پر مناسب لگان مقرر کیا گیا اور افسران مال کی طرح

طرح کے مظالم سے اونکو نجات دی گئی۔

(۳) ہندؤں مسلمانوں اطفال لاوارث کی یہاں بیع و شرا علانیہ ہوتی تھی۔ اشتہار دیکر قطعی ممانعت کی گئی۔

(۴) ۱۸۶۲ء میں کمی بارش کے باعث قحط واقع ہوا۔ گیارہ لاکھ پچیس ہزار نوسوا کانوے روپیہ کا غلہ کلکتہ سے منگوایا گیا۔ کم نرخ پر فروخت کیا گیا مگر وہاں کا چاول یہاں پسند نہ آیا۔ اور غلہ کلکتہ سے حیدر آباد تک کسی قدر دیر میں پہونچا پھر بھی کام ہی آیا۔

(۵) ۱۸۶۴ء میں مجلس مال حیدر آباد میں قایم ہوی تاکہ مالی انتظام ملک کی نگرانی کرے جب تک یہ مجلس قایم رہی اچھا کام کرتی رہی مگر چند سال کے بعد یہ مجلس توڑ دی گئی اور صدر المہامی مالگزاری کا محکمہ قایم ہوا۔

(۶) ۱۸۶۶ء میں پھر حیدر آباد اور اوس کے نواح میں قحط کی مصیبت پڑی اس قحط میں ریاست کی جانب سے کھانا اور کھچڑی وغیرہ پکواکر محتاجوں کو تقسیم کیا جاتا تھا چار لاکھ تیس ہزار دو سوا ونسٹھ روپیہ قحط میں صرف ہوا کم تنخواہداروں کا اضافہ کردیا گیا تھا سواروں کو پانچ روپیہ اور پیادوں کو دو روپیہ ماہوار علاوہ انکی تنخواہ کے ملتی تھی

(۷) اکتوبر ۱۸۶۷ء میں سر سالار جنگ بہادر نے ایک بڑی اصلاح یہ کی کہ تمام ملک کی ضلع بندی کردی چنانچہ ملک کی پانچ سمتیں اور سترہ ضلع مقرر ہوے ہر ایک سمت میں ایک صدر تعلقدار اور ہر ایک ضلع میں ایک اول تعلقدار اور اس کے ماتحت دوم و سوم تعلقدار اور تحصیلداران وغیرہ مقرر ہوے اور اسی زمانہ میں محکمہ جوڈیشیل محکمہ تعمیرات محکمہ طبابت و میونسپل اور محکمہ تعلیم قایم ہوے۔

(۸) اسباب قحط اور بواعث تباہی رعیت و دیگر مظالم کے پیدا ہونے کے ذرایع

میں ٹبائی کی رسم تھی جو ملک تلنگانہ میں جاری تھے اس ٹبائی کے قاعدہ کو بھی موقوف کر کے
وصول زرنقد مالگزاری کا قاعدہ جاری کیا اور جو کمیشن تحقیقات اسباب قحط گورنمنٹ
انگریزی کی جانب سے مقرر ہوا اور حیدرآباد میں بھی ۱۸۶۷ء سے چند سال پیشتر آیا تھا۔
اس کے جواب میں وجوہ قحط کے شامل یہ وجوہ بھی بیان کئے گئے تھے اُس کمیشن نے نہایت
معقولیت سے اس ٹبائی کی رسم کو باعث قحط تسلیم کیا تھا اور پوشیدہ نہ رہے کہ ۱۸۶۷ء
سے پیشتر ٹبائی کا قاعدہ سرسالار جنگ بہادر موقوف کر چکے تھے۔

(۹) ۱۸۶۹ء میں چار صدر المہام یعنے وزراء عدالت ومال وکوتوالی ومتفرقات
مقرر کئے گئے اور چونکہ اس تقرر سے یہ غرض تھی کہ یہ جلیل القدر عہدہ دار ریاست کے مہمات
میں آئندہ بکار آمد ہوں اسلئے حیدرآباد کے جوان اور ہونہار امرا میں سے ان خدمات
کے واسطے چن لئے گئے ابتداً جو امراء ان خدمتوں پر متعین ہوے اون میں مکرم الدولہ بہادر
سرسالار جنگ کے بھانجے اور بشیر الدولہ بہادر امیر کبیر کے بھتیجے اور شمشیر جنگ بہادر
رونق علی خاں شاہ یار الملک کے بیٹے اور شہاب جنگ بہادر حقیقی ماموں زاد بھائی
سرسالار جنگ بہادر کے۔

(۱۰) ۱۸۶۹ء میں ایک ایسا حادثہ پیش آیا کہ عالم تیرہ و تار نظر آیا یعنے فروری کے
مہینہ میں حضور نواب افضل الدولہ نے انتقال کیا جس سے تمام ملک کو بہت بڑا قلق اور
صدمہ پہونچا۔ نواب افضل الدولہ جنت نشیں کی سخاوت اور رحمدلی مشہور ہے۔ مگر
شکر ہے کہ بہت جلد آنجناب کی جگہ پر اعلیحضرت بندگانعالی متعالی فرمانروائے دکن
نواب میر محبوب علی خاں بہادر نظام الملک آصف جاہ سادس قایم ہو گئے گو اُس
وقت سرکار اقدس اڑھائی سال کے تھے لیکن خلق اللہ کی تسکین کے لئے وجود مبارک

اس معصوم والا دودمان کا کافی تھا اعلیحضرت بندگانعالی فرمانروائے دکن کی مسند نشینی میں بجائے خود کوئی امر مانع و مزاحم نہ تھا۔ لیکن جو مورخین صاحب نظر ہیں ان سے پوشیدہ نہیں کہ حالت نابالغی و کم عمری میں اکثر امیرزادوں شہزادوں کی حق تلفی کا موقع بداندیشوں خود غرضوں کو ملتا رہا ہے ارکان ریاست حیدرآباد کی یہ بہت بڑی خیرخواہی اور نمک حلالی ہے کہ انہوں نے کسی طرح کی مزاحمت اور بداندیشی کا موقع کسی بداندیش کو نہ دیا ان ارکان میں رکن اعظم سر سالار جنگ تھے اس لئے یہ دسویں خدمت عین ملکی و شاہی خیرخواہی قابل توجہ خاص و عام ہے۔ ایک رئیس ذی اقتدار کی جا پر ایک معصوم کی قایم مقامی میں جو کچھ تغیرات و انقلابات ہوتے تھوڑے تھے لیکن زیادہ کوئی تبدیل و تغیر پیش نہیں آیا صرف اتنا ہوا کہ ملکی بندوبست کی ذمہ داری میں نواب شمس الامرا شریک سر سالار جنگ بہادر رکھے گئے اور سنگین امور ریاست میں رزیڈنٹ مسٹر سانڈرسن سے رائے لی جاتی تھی عملی طور پر سر سالار جنگ بہادر اسی طرح کار فرما رہے جس طرح عہد سابق میں تھے صرف صلاح و مشورہ میں نواب شمس الامرا اور رزیڈنٹ بہادر اعانت فرماتے تھے اس زمانہ میں جب تک کہ بندگانعالی کمسن رہے ریاست میں تین کام نہایت اہم تھے ایک نو ملکی انتظام دوسرے بندگانعالی کی حفاظت اور تعلیم و تربیت شکر ہے کہ ہر سہ خدمات و فرایض بخوبی و خوش اسلوبی سرانجام پائے یہ صرف اعلیحضرت بندگانعالی فرمانروائے دکن کی اقبالمندی تھی۔

صاحب رزیڈنٹ مسٹر سانڈرسن اوس زمانہ کے انتظامات کے متعلق اپنے رپورٹوں میں جو ۱۸۶۹ء اور ۱۸۷۰ء میں مرتب ہوئیں یوں تحریر فرماتے ہیں۔

حسب درخواست امرائے شہر حضور نظام کی محافظت ملک کی جوابدہی کا عہدہ حضور نظام کے سن تمیز تک سر سالار جنگ کے-سی-یس-آئی۔ اور نواب شمس الامرا امیر کبیر

بہادر کو سپرد کیا گیا بوجہ لیاقت وتجربہ قدیم ملک کی حکومت کا اعلی اقتدار نواب سرسالار جنگ بہادر
کو دیا گیا اور جس لحاظ سے سرسالار جنگ اس عہدہ کے سزاوار ہیں اس کا ذکر کرنا فضول ہے
جو شخص اس ملک کی پچھلی اور حال کی تاریخ سے باخبر ہے وہ اون کی لیاقت اور کارروائی کا
لوہا مان لیتا ہے (آگے چلکر) فی الحقیقت اس بیان میں ذرا بھی مبالغہ نہیں ہے کہ جس
حیدرآباد سے میں نے ۱۸۶۰ء میں واقفیت حاصل کی ہے اوس کو اس زمانہ کے حیدرآباد
سے جس کا بیان پہلے کیا جاتا تھا اور جس کا ذکر سرچارلس اور لارڈ مٹکاف کے مراسلات
میں ہے ایسی نسبت ہے جیسی حال کے انگلستان کو اوس انگلستان کے ساتھ جو شاہان
اسٹورٹس کے عہد میں تھا اور یہ صرف وزیر حال سرسالار جنگ کے سود مند و مناسب ذرائع
و عمدہ مالی و بندوبست و بیدار مغزی کا نتیجہ ہے اور نیز وہ تائید جو وزیر موصوف کو سابق
کے رزیڈنٹوں نے دی موید ہوئی۔ صرف خزانہ ہی معمور نہیں بلکہ ملک کی سالانہ آمدنی لازمہ
اخراجات سے قریب آٹھ لاکھ روپیہ کے زیادہ ہے اور ریاست کا اعتبار بھی بہت بڑھ
گیا ہے اور خاصکر اس طریقہ کے موقوف ہونے سے جو ٹھیکہ داروں کو اجارہ پردیہات
دیکر محاصل وصول کیا جاتا تھا۔ ملک میں شاذونادر قصہ و فساد ہوتا ہے (آگے چل کر)
حضور نظام کے ممالک محروسہ کا ملکی انتظام حال گزشتہ بیس برس کے انتظام سے اتنا
بڑا مفید فرق نہیں رکھتا جیسا کہ صیغہ مال کے عمدہ انتظام میں نظر آتا ہے وصول زر
لگان کے پرانے طریقہ کا اب کوئی ذکر تک بھی نہیں کرتا۔ پہلے ملازمان متقرر کردہ کے
ذریعہ سے زر لگان وصول نہیں کیا جاتا تھا بلکہ اضلاع کو ٹھیکہ دار اجارہ پر لے
لیتے تھے اور ٹھیکہ داروں میں سے اکثر فوجی افسر اور مہاجن اور غیر ملازم ہوا کرتے
تھے یہ لوگ روپیہ اپنی طور پر وصول کرکے سرکار میں داخل کرتے تھے اس میں کچھ

شک نہیں کہ ٹھیکہ دار رعایا سے کچھ زاید روپیہ وصول کر لیتے تھے کچھ یہی صرف خرابی کی صورت نہیں بلکہ اور بہت سی خرابیاں ہمیشہ ملک میں پیدا ہوتی رہتی تھیں جن کا حال محتاج بیان نہیں۔

پولس کا انتظام بہت عمدہ طور پر کیا گیا ہے اور حضور نظام کی عملداری میں رعایا کی جان و مال کو ہمارے اکثر اضلاع کی نسبت کچھ کم امن و آسایش نہیں ہے انتھی

(۱۱) سنہ ۱۸۷۶ء سے قبل جب گلبرگہ سے حیدر آباد تک ریل کی تیاری کے لئے گورنمنٹ انگریزی نے خواہش کی تو حضور نواب افضل الدولہ بہادر اس سے خوش نہ ہوتے تھے لیکن فواید ریل کے ظاہر کر کے سر سالار جنگ نے حضور افضل الدولہ بہادر کی منظوری حاصل کی یہ کام بھی بہت بڑا رفاہ عام و آسایش کا ہوا۔

(۱۲) سنہ ۱۸۷۸ء میں ممالک محروسہ سرکار عالی کے ایک حصہ میں قحط کی آفت نمودار ہوی اضلاع اورنگ آباد۔ اندور۔ ناگر کرنول پر زیادہ اثر گرانی کا ہوا اور عدم بارش کے باعث یہ قحط واقع ہوا تھا۔

سر سالار جنگ بہادر نے اس قحط سالی میں جہاں تک ممکن ہوا اعانت فرمائی غربا ئین ضلع اورنگ آباد کو ایک لاکھ تیئیس ہزار دو سو باون روپیہ کی رقم معاف کر دی اور قحط زدہ لوگوں پر بیس ہزار پانسو روپیہ خرچ کئے۔ اس سال فی روپیہ سوا بارہ سیر جوار اور گیارہ سیر باجرا فروخت ہوا۔

(۱۳) سنہ ۱۸۷۸ء میں جو قحط جنوبی ہند میں پڑا وہ ملک حیدر آباد کے لئے زیادہ مضر اور سخت تھا ابتدائے قحط سے سر سالار جنگ بہادر نے اپنی توجہ دفع قحط کے طرف مبذول فرمائی۔ جن اضلاع میں قحط تھا وہاں محتاج خانہ قایم کئے اس انتظام سے بہت بڑی کامیابی

ہوی کہ فاقہ سے بہت کم لوگ ضایع ہوے۔

دہم (۱) ۱۸۵۲ ۱۲۹۹ میں ایک اسکیم اصلاحات جدیدہ کل صیغہ ہائے مال فوجداری و دیوانی و پولیس و بندوبست و تعمیرات و صفائی و تعلیمات وغیرہ کی جو حاوی اصلاحات امور جزئی و کلی ریاست تھے مرتب فرمائے اور بہ منظوری رزیڈنٹ و یسرائے ہند لارڈ رپن بہادر گورنر جنرل بصورت اشتہار شایع کی گئی یہ اصلاح کامل آخری تھی۔ علاوہ تمہید طولانی کے اس اسکیم میں (۱۶) قلمیں ہیں جو ہر ایک صیغہ اور عہدہ دار سے جدا جدا تعلق رکھتے ہیں اسکے اجرا سے خاص خاص انتظامات کا پتہ ملتا ہے مثلاً پیشتر پولس کی جمعیت کوئی خاص نہ تھی۔ دیہات کے چوکیدار اور سہ بندی اور مردم نظم جمعیت پولس کا کام انجام دیا کرتے تھے ضلع بندی کے زمانہ میں تھانہ جات و چوکیات کی بھی تقسیم ہوی اور جمعیت کو توالی مقرر کی گئی جس کے تقرر کی ابتدا ۱۲۸۱ سے ہے اور ابتدائ پولس کا اہتمام و انتظام مجلس مالگزاری کی نگرانی میں تھا ۱۲۸۵ میں ایک افسر موسوم بہ صدر مہتمم کوتوالی مقرر ہوا اور تمام محکمہ پولس کی نگرانی سر سالار جنگ بہادر نے بہ حیثیت مدار المہام اپنے ذمہ لی۔

گزشتہ زمانہ میں بہت لوگوں نے اراضی سرکاری از روئے غصب و قربت اپنے قبضہ میں کر رکھی تھی جس کی کوئی سند اور قبضہ کا وثیقہ وہ نہ رکھتے تھے اس قسم کے تصرفات اور مقبوضات کی تحقیقات اور بحال و ضبط کرنے کے لئے ایک محکمہ ۱۲۹۲ میں بنام محکمہ دریافت انعام مقرر ہوا یعنے اسکیم مذکورہ کی رو سے چنانچہ اس محکمہ کے قایم ہونے سے بہت سے اراضی چھوٹ گئے اور آمدنی کا سرکار میں اضافہ ہوا۔ جو لوگ ناجائز طور پر زمانہ دراز سے کسی اراضی پر قابض تھے اون سے بالکل وہ زمین لے لی نہیں گئی بلکہ کسی قدر رعایت سے جاری رکھی گئی ۱۲۹۴ میں پیمایش اور بندوبست کا محکمہ قایم اور اسی سنہ میں

آبپاشی کا سررشتہ بھی جداگانہ قایم ہوا۔

محکمۂ بندوبست مالگزاری کے تحت سے علیحدہ کیا گیا اور دفتر مالگزاری مدار المہام بہادر کے متعلق ہوا مجلس عالیہ عدالت قایم ہوئی اور اضلاع میں منصف اور صدر منصف اور میر عدل مقرر ہوئے۔ دفتر مدار المہام میں ایک معتمد ملقب بہ معتمد قواعد وضوابط و مشیر قانونی مقرر کیا گیا۔ تمام قواعد کی درستی جو عدالت اور کوتوالی اور مجالس کے محکموں سے متعلق تھے اس معتمد کے متعلق کئے گئے اور دفاتر ماتحت سے قانونی امور کی دریافت اسی معتمد کے ذریعہ سے ہونے لگی۔ صرف تعلق دفتر عدالت و کوتوالی کا صدر المہام عدالت و کوتوالی سے رہا۔ خاص بات یہ ہے کہ نوجوان امرا و شرفاے ملک کی نسبت اسی اسکیم میں خواہش ظاہر فرمائی کہ وہ بیرونجات میں کسی شہر میں جاکر بذریعہ رزیڈنٹ صاحب کسی قسم کی عدالت یا مال کی کاروائی سے واقفیت پیدا کریں۔ دوسرے چند اطفال اعزا و شرفا منتخب ہو کر کسی مدرسہ میں تعلیم پائیں اور اون کی تعلیم کے لئے ضروری انتظام و بندوبست کیا جائے اور اون کو سرکار سے امداد بھی دی جائے بعد حصول لیاقت جو ان کا استحقاق ہوگا بعد کو مشتہر ہوگا۔

سنہ ۱۲۸۲ھ سے اس اسکیم کا عملدرآمد شروع ہوا۔

پس غدر سے پیشتر چار فلمیں اور بعد غدر کے تیرہ لکھی گئیں اور چودھویں یہ اسکیم ہے جس میں (۲۰) فلمیں مندرج ہیں کہ اس اسکیم سے چند خاص خاص امور انتخاب کر کے میں نے یہاں پر بیان کئے جملہ (۱۰۰) فلمیں ہوئیں کہ اگر اون کے متعلق (۱۰۰) دفتر مجلد لکھی جائیں تو بھی کم ہیں یہ تمام اصلاحیں سرسالارجنگ بہادر نے اپنے عہد وزارت میں کیں اور انھیں اصلاحات پر جو ترمیم در ترمیم وقتاً فوقتاً ہوئیں۔ آج ملک کاربند ہے۔ باوجودیکہ ایک چہارم صدی سے زیادہ زمانہ گزر گیا اصول قانونی و ملکی اون کے عہد میں

قایم ہوی اون سے پیشتر کسی وزیر و مدار المہام کے ذہن میں یہ امور نہ آئے کہ ملک اس طرح سرسبز وشاداب ہوسکتا ہے اس عنوان کا انتظام ہوناتو درکنار سر سالار جنگ کی وزارت کے پیشتر تو کوئی باقاعدہ عدالت ہی نہ تھے۔

غرضکہ سر سالار جنگ بہادر نے جہان تک ممکن ہوا ریاست کی اصلاح و درستی میں اپنا وقت عزیز صرف کیا گویا وہ اسی واسطے پیدا ہوے تھے کہ چند کام مندرجہ بالا انکے ہاتھ سے ہوں اس سے کوئی یہ خیال نہ کرے کہ سر سالار جنگ بہادر کے آثار صرف ان نمبرون میں محدود تھیں جو میں نے قایم کئے یہ تو چند خاص خاص باتیں ہیں کہ اس مقام پر شمار میں آئیں فروعات و جزئیات سینکڑوں ہزاروں ہیں کہ جن کا اندازہ دشوار ہے ایک وزیر اعظم کے روزنامچہ کا حصہ اس چھوٹی سی کتاب میں کیونکر ہوسکتا ہے اور جس عہد میں سر سالار جنگ بہادر نے یہ خدمات انجام دئے سچ پوچھیے تو وہ تاریکی اور ناقدری کا زمانہ تھا سر سالار جنگ کے خدمات کی قدر کا وقت اب ہے اور آئندہ آئیگا کیونکہ جوں جوں ملک شایستہ ہوتا جاتا ہے نیک و بد کی تمیز زیادہ ہوتی جاتی ہے۔

سنہ ۱۸۵۳ء م سنہ ۱۲۶۹ھ سے آخر سنہ ۱۸۶۹ء تک یعنے سولہ سال تک ایک دن کیلیے بھی سر سالار جنگ بہادر کو بلدہ چھوڑکر کسی مقام قریب و بعید کے سفر کرنے کا اتفاق نہیں ہوا بہ حیثیت مدار المہامی انھیں دورہ کرنا اور باہر نکل کر اپنے ملک کی خبر لینا ضرور تھا مگر خود سرکار نواب افضل الدولہ بہادر نے سفر کرنے کی اجازت ہی نہ دی یا یہ کہ ہجوم کاروبار سے دورہ اور سفر کرنے کی مہلت نہ ملی۔ بہرحال سنہ ۱۸۶۹ء میں اورنگ آباد گلبرگہ اور بمبئی کا سفر کیا۔ بمبئی میں سر سیمور فٹز جرالڈ صاحب گورنر بمبئی کے یہاں سالار جنگ بہادر مہمان ہوے۔ گورنر بمبئی نے خاطر و مدارات میں جہاں تک ممکن ہوا کوئی دقیقہ میزبانی کا فروگذاشت نہ

کیا بمبئی سے واپسی میں اورنگ آباد اور کھام گانوں میں قیام کیا۔ کھام گاؤں میں گورنر جنرل ہند لارڈ میو سے ملاقی ہوے اس تقرب میں جو جلسے ہوے اون میں گورنر جنرل لارڈ میو صاحب نے سر سالار جنگ کے دیانت اور لیاقت اور حکومت کی بہت تعریف کی۔ خصوصاً اس کوشش کے بہت داد دی جو انھوں نے گلبرگہ سے حیدر آباد تک ریل کے تیار ہونے میں اور حضور نواب افضل الدولہ بہادر کے راضی کرنے میں کی تھی۔ اور اُس وقت یہ ریل بن رہی تھی۔

اس سفر کے بعد سالار جنگ بہادر کلکتہ تشریف لے گئے اور حضور ویسرائے ہند کے مہمان رہے اور وہاں کی تمام اقوام مختلفہ پر خلوص دل سے محبت کا اظہار کیا۔

۱۸۷۵ء میں سالار جنگ بہادر لارڈ ناتھ بروک کے دربار میں شریک ہونے کی غرض سے دوسرے دفعہ بمبئی تشریف لے گئے بمبئی سے اورنگ آباد کی جانب نہضت فرما ہوے اس وجہ سے کہ پرنس آف ویلز دیوتوں کی تصویریں ملاحظہ کرنے جانب اورنگ آباد تشریف لانے والے تھے اون کا استقبال کرنا ضرور تھا۔

۱۸۷۶ء میں کسی ضرورت سے دوسرے مرتبہ سالار جنگ بہادر کلکتہ تشریف لیگئے اور اسی سال مراجعت فرمائے حیدر آباد ہوے اور اسی سنہ میں سالار جنگ بہادر مع ایک جماعت امرائے حیدر آباد کی بطور سفارت حضور پر نور کے طرف سے پرنس آف ویلز کے استقبال کیلئے بمبئی روانہ ہوے سالار جنگ بہادر سے حضور پرنس آف ویلز بڑی تپاک سے ملے اور حضور پرنس نے نواب صاحب کو تحفہ جات ذیل اپنے ہاتھ سے عنایت کئے۔

(۱) شمشیر جس کا نیام چاندی کا تھا (۲) ایک کمر بند جڑاو (۳) ایک بیش قیمت انگشتری (۴) ایک طلائی تمغہ جسکے ایک طرف پرنس آف ویلز کا تمغہ اور دوسری طرف (۳) شتر مرغ کے

پر اور ان کے نیچے حضور پرنس آف ویلز کا خطاب تھا دہ، اور تین بڑی بڑی کتابیں اور چند تحفہ جات حضور نظام کے خدمت میں پیش کرنے کے لئے سر سالار جنگ بہادر کو پرنس والاشان نے دئے اور وہ اشیاء ذیل تھیں۔

ایک طلائی تمغہ کلاں (۲) ایک بیش قیمت انگشتری (۳) تین ضرب بندوقیں نہایت عمدہ (۴) چار کتابیں جن پر پرنس والا کا مونوگرام منقش تھا۔

ماہ جنوری ۱۸۷۶ء میں ڈیوک آف سدرلینڈ جو پرنس آف ویلز کے ہمراہ ولایت سے آئے تھے حیدر آباد کی سیر کو آئے۔ مراجعت کے وقت سالار جنگ بہادر سے انگلستان آنے اور اپنے یہاں مہمان رہنے کا وعدہ لیا چنانچہ ماہ اپریل ۱۸۷۶ء میں سر سالار جنگ بہادر روانہ یورپ ہوئے اٹلی پہونچے اور شاہ اٹلی سے ملاقی ہوئے شاہ اٹلی بڑی مہربانی او محبت سے پیش آئے اور وہیں پوپ اعظم سے ملاقات کئے پھر ولیعہد سلطنت ہمبرٹ اول اور شہنشاہ بیگم اٹلی سے ملے اٹلی کے دیگر شہروں مثل فلورنس وغیرہ کی سیر کرکے بارھویں مئی ۱۸۷۶ء کو پیرس پہونچے اور گرانڈ ہوٹل میں جو تمام یورپ میں سب سے زیادہ مہنگا ہے اپنے ترین اشخاص ہمراہی کے ساتھ ٹھہرے وہاں پہونچکر ایک سخت صدمہ سالار جنگ بہادر کو پیش آیا یعنی گرانڈ ہوٹل کے سیڑھیوں پر سے پاؤں پھسل گیا گرنے میں ران کی ہڈی میں سخت چوٹ آئی فرانس کے ڈاکٹروں نے دیکھکر کہا کہ ران کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے لیکن جب لندن بعد چند روز کے پہونچے تو انگریزی ڈاکٹروں نے پیرس کے ڈاکٹروں کی تشخیص کے خلاف اپنی تشخیص ظاہر کی اس صدمہ کے باعث سالار جنگ بہادر گرانڈ ہوٹل میں اختتام ماہ مئی ۱۸۷۶ء تک اقامت پذیر رہے اور جب کسی قدر صحت اور قابل سفر حالت ہوئی تو یکم جون کو فاکسٹون پہونچے۔ جہاز ڈیوک آف سدرلینڈ پر سوار ہوئے جو خاص سر سالار جنگ بہادر

کے لئے عرصہ سے مقیم تھا۔ فاکسٹون میں جو لوگ جمع تھے (انگریز) اون میں مارکوئیس آف ٹوئیڈل بھی موجود تھے اون سے نواب سالارجنگ کی تقریب ملاقات ہوی اس کے بعد میئر آف فاکسٹون نے خیر مقدم کا ایڈریس پڑہا۔ سالارجنگ بہادر نے بوجہ ضرب مذکورہ کے بیٹھے بیٹھے جواب ایڈریس کا دیا۔

جب انگلنڈ پہونچے تو سر سالارجنگ کا استقبال ہر طبقہ کے افراد نے نہایت گرم جوشی کے ساتھ کیا۔ افسوس ہے کہ پاوں کی چوٹ سے یہ سفر نواب صاحب کا بےلطف ہوگیا اور لندن میں بھی صاحب فراش رہے کہیں آئے گئے تو بہ تکلف ڈاکٹران لندن معالجہ میں مصروف رہے تاہم حالت ماندگی میں بھی بڑے بڑے درجہ کے لوگ سر سالارجنگ بہادر کی عیادت کو آتی تھے مثلاً پرنس آف ویلز اور دیگر ارباب خاندان شاہی لارڈ ناتہ بروک اور مارکوئیس آف سالسبری اور بڑے بڑے امرا وارکین سلطنت جن سے ہندوستان میں سر سالارجنگ بہادر مل چکے تھے۔

۲۰ جون ۱۸۷۶ء کو حضور پرنس آف ویلز نے سالارجنگ بہادر کی دعوت مکان مارل بروین کی اس جلسہ میں علاوہ شاہزادہ ولیعہد اور انکی بیگم کے چند معزز اور نامی گرامی انگریز اور بھی شریک تھے کہ وہ مثل ڈیوک آف کناٹ ڈیوک آف کیمبرج ڈچس وغیرہم تھے اس کے دوسرے دن ۲۱ جون سر صدر کو اکسفورڈ یونیورسٹی سے اعزازی خطاب ڈی۔ سی۔ ال کا نواب سالارجنگ بہادر کو عطا ہوا۔

۳۰ جولائی ۱۸۷۶ء م ۱۰ جمادی الثانی ۱۲۹۳ھ کا ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی ونیسر میں سر سالارجنگ بہادر کو پیش کیا گیا۔ اس شب سالارجنگ بہادر محل قیصری مذکور میں رہے اور کھانا بھی حضور ملکہ معظمہ کے ساتھ تناول فرمایا جلسہ دعوت میں شاہزادی بئٹرک اور

حضور شاہزادہ لیوپولڈ اور مارکوئیس اور ہارشنس سالسبری وغیرہ شریک تھے ۴ جولائی ۱۸۷۶ء
کو بمعیت ڈیوک آف سدرلینڈ سر سالارجنگ بہادر نے سلح خانہ دلوچ اور لندن کی خاص
ڈاک کو ملاحظہ فرمایا۔ پانچویں جولائی سنہ صدر کو سر سالارجنگ مع اپنے ہمراہیوں کے
اوس بال میں شریک ہوئے جو سلطنت کی طرف سے محل بکھنگم میں ہوا تھا۔

۲۲ و ۲۳ جولائی سنہ صدر کو سر سالارجنگ بہادر نے اسکاٹلینڈ سے واپس
آنے کے بعد ڈیوک آف منچسٹر و ڈیوک آف ولنگٹن اور لارڈ ناتھہ بروک اور لارڈ ڈنیر آف
مکین ڈالا اور لارڈ بشپ کونٹربری اور سفیر اٹلی اور دیگر اشخاص معززین کی اپنے یہاں دعوت کی
۲۵ جولائی ۱۸۷۶ء مذکور کو کورٹ آف کامنس کونسل کے خاص جلسہ میں جسکے
لارڈ میر پریسیڈنٹ تھے ایک طلائی صندوقچہ میں جو نہایت ہی صنعت سے بنایا گیا تھا۔
شہر لندن کا آزادنامہ نواب سالارجنگ بہادر کو نذر دیا گیا یہ رسم کونسل کے مکان میں ادا کیگئی
اس دن بہت بڑا مجمع تھا بشرف اور لارڈ میر اور ممبران کونسل درباری لباس میں تھے۔
اور بہت سے معززین کی لیڈیاں بھی موجود تھیں۔ سر سالارجنگ بہادر کے تمام ہمراہی اسوقت
اون کے جلو میں تھے ایک بجے دن کو مکان کونسل میں پہونچے اور نواب صاحب کو ایک بلند
جگہ پر جو خاص بطور اعزاز اون کے لئے مقرر کی گئی تھی بٹھائے گئے منشی ساون نے بموجب ارشاد
لارڈ میر وہ رزولیوشن پڑھا جس کے ذریعہ سے آزادی نامہ نذر کیا گیا۔ چمبرلین لندن
مسٹر بنجمن اسکاٹ نے اپنے آفشل لباس میں سر سالارجنگ بہادر کی طرف متوجہ ہوکر یہ تقریر
کی اس سے پیشتر کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اس قدیم شہر لندن کی آزادی کسی ہندوستانی
ریاست کے وزیر کو عطا کی جائے۔ آپ کو جو یہ آزادی دی جاتی ہے اس سے علاوہ آپکی
ذات سے اظہار خلوص کے یہ جلسہ اس امر کا بھی اظہار چاہتا ہے کہ اس ملک اور ہندوستان

کے ایک ایسے رئیس سے جو جناب ملکہ معظمہ کا وفادار دوست ہے رابطہ محبت زیادہ پیدا ہو تمام
ہندوستانی والیان ملک میں حضور نظام حیدر آباد اور اون کے والد مرحوم سے زیادہ کوئی
وفادار دوست گورمنٹ انگریزی کا نہیں ہے اس وفاداری کا استحکام خصوص اس وقت
زیادہ ظاہر ہوا جب ہندوستانی فوج باغی ہوگئی اور عبرت ناک واقعہ غدر پیش آیا۔
اس وقت صدہا بیوفاؤں میں سے حضور نظام مرحوم اور اُن کے دانشمند وزیر با تدبیر
یعنے آپ سچی وفاداری کے امتحان میں پورے نکلے اور صرف یہی نہیں ہے کہ اوس عہد نامہ
کے مواعید پر قایم رہے ہوں جو آنریبل کمپنی سوداگران لندن سے کی گئی بلکہ ہر روش سے
وفاداری اور سچی دوستی کا ایسا یقین رزیڈنٹ کو دلایا کہ اون کو اعانت فوج انگریزی کیلئے
جو اس وقت نہایت سختی میں تھے کنٹنجنٹ کی فوج روانہ کرنے کی جرات ہوی۔
حقیقت میں ایسے غدر کی روک میں بہت کچھ مدد کی کہ اگر کامیابی کے ساتھ اس
امر کا وقوع نہ ہوتا تو مشرق کی عمدہ گورنمنٹ اور تہذیب کی ترقی کا بالکل پتہ نہ ملتا ان قیمتی
خدمات کی جلد و میں جنکو لفٹننٹ گورنر بنگال نے انمول اور غیر ممکن المعاوضہ لکھا ہے۔
گورنمنٹ ہند نے آپ کو گرانڈ کراس آف دی اسٹار آف انڈیا کا تمغا عطا فرمایا اسموقع
پر ہم کو حضور ولیعہد پرنس آف ویلز کا سفر ہندوستان اور وہ سرگرمی کے ساتھ لائق اطمینان
استقبال یاد آتا ہے جو ہر جگہ وہاں کے روسا سے ظہور میں آیا۔ بمبئی اور کلکتہ میں بحیثیت
قایم مقام حضور نظام آپ نے حتی الامکان یہ خواہش ظاہر کی کہ وارث تخت و تاج
انگلستان کے عزت و تعظیم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہو۔
(اس کے بعد ریاست حیدر آباد کی ترقیات و خدمات کا تذکرہ کرکے) یہ جماعت
(یعنے حاضرین جلسہ) جو اس سلطنت میں اول درجہ کی جماعت ہے آپ کی اعلیٰ سے اعلیٰ

طریقہ کی شکر گزاری جو وہ ادا کر سکتی ہے ادا کرتی ہے اور اب میں آپ سے درخواست
کرتا ہوں کہ آپ اس کے بہ موجب رائٹ ہنڈ آف دی فیلوشپ کو قبول فرمائے اور
میں آپ کی خدمت میں اس رزولیوشن کی نقل جو اس کورٹ نے جاری کیا پیش کرتا ہوں
ایک بکس جو اس کے رکھنے کے لایق ہو۔ لورپول کورٹ کے حکم سے بن رہا ہے چونکہ آپکے
قیام کا زمانہ نہایت قلیل ہے اور اس عرصہ میں بکس کا ایسا بنا کہ آپ کے قبول کے
لایق ہو ممکن نہیں لہذا وہ بکس آپ کی مراجعت کے بعد ہندوستان میں آپ کی خدمت
بھیجا جائیگا۔ ہر لارڈشپ جو اس جلسہ کے میر مجلس ہیں اور تمام اراکین مجلس مجھ سے اس آرزو
میں متفق ہیں کہ آپ کو بہت جلد صحت کلی حاصل ہو جاے اور مع الخیر اپنے ملک میں پہنچیں
اور خدا آپ کو بہت دنوں تک زندہ رکھے تاکہ آپ اپنے عمدہ انتظام سے اپنے ملک
والوں کو فایدہ پہونچائیں۔ انتہی

سر سالار جنگ مختار الملک بہادر نے اس تقریر کے جواب میں ارشاد فرمایا
ای لارڈ میر آپ کے ہات سے آنریری فریڈم آف لندن قبول کرتے وقت میں ظاہر
کرتا ہوں کہ آپ نے اعلیٰ درجہ کی تعظیم میری کی جس سے میں خوب واقف ہوں اور تہہ دل
سے اس کا شکر گزار ہوں میں اس اپنے مسرت کا اندازہ نہیں کر سکتا کہ آپ میرے مالک
حضور نظام کی وفاداری کی بہت قدر کرتے ہیں جو ایک خود مختار والیان ہند سے اور حضور
ملکہ معظمہ کے ایک سچے دوست ہیں اور جن کے ساتھ شہر لندن مراتب اور تعلقات دوستی
کو زیادہ استحکام دینا چاہتا ہے اور میں جو کچھ اتفاقاً اس زمانہ میں اس امر کا ذریعہ ہو گیا
کہ حضور ملکہ معظمہ کے ایک دوست کے صفات ظاہر ہو جائیں اس امر کی بہت قدر کرتا ہوں کہ
آپ حضور نظام کے دوستوں کی جو ایام غدر میں ظاہر ہوئیں تسلیم کرتے ہیں اور میں اس

شہر کا نہایت شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے ایسی عزت بخشی جس کی وجہ سے یقیناً میرے ہمعصر ہندوستانیوں کو میری طرح وفاداری کے فرایض ادا کرنے کے ایک عمدہ ترغیب ہوگی۔

اس موقع پر نہایت خوشی سے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جس وقت سے ابتداءً سلسلہ دوستی گورمنٹ انگریزی اور نظام دکن سے قایم ہوا ہے اس وقت سے حضور پر نور اور اون کے وزرا کی ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ یہ روابط محبت ہر روز ترقی پذیر رہیں اور مجھے پورا یقین ہے کہ صرف یہی نہیں ہوگا کہ جو سلسلہ محبت سو برس سے قایم ہے آئندہ قایم رہے بلکہ جیسا آپ نے فرمایا کہ انگلستان اور ہندوستان کے لوگوں میں ربط و اتحاد روز بروز مضبوط ہوتا جائیگا آمد و رفت کے طریقہ دن بدن آسان ہوتے جاتے ہیں میں دیکھتا ہوں کہ ہندوستان کے فواید کا خیال ہر طرف بڑہتا جاتا ہے اس کی وجہ سے یقیناً باہم ہمدردی بڑہ جائیگی اور اس کے تعلقات نہایت مضبوط ہو جائیں گے۔ مجھے خوب معلوم ہے کہ والیان ہند نے جو اپنے معاہدات کی تعمیل نہایت وفاداری سے کی اس وجہ سے خود اون لوگوں کے لئے اور نیز سلطنت انگریزی کے لئے عمدہ نتیجہ نکلے۔

حضور پرنس آف ویلز کی تشریف بری اور ہندوستانیوں کے ساتھ حضور موصوف کے اخلاق وسیع نے میرے ہم وطنوں کی وفاداری و محبت کو تخت انگلستان سے اور بھی بلند پایہ کر دیا۔ میں اس کا بھی شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس باخیر کام کا ذکر کیا جو بمبئی میں اپنے عہدہ کے متعلق حضور پر نور کی طرف سے میں نے حضور ولیعہد کا استقبال کیا اور کلکتہ بھی گیا آپ نے نہایت مہربانی سے اس اندرونی انتظام کی کامیابی کا ذکر فرمایا جو میرے عہد وزارت میں ہوے اور میرے مقرر ساتھی

امیر کبیر بہادر کا بھی ذکر فرمایا اس موقع پر میں اس شفقت دلی کا اظہار کرتا ہوں جو امیر کبیر موصوف نے میرے ساتھ کی اور اس کے ساتھ اس کا بھی ظاہر کرنا ضرور سمجھتا ہوں کہ چند نوجوانان امرائے حیدرآباد نے نہایت محنت سے گورنمنٹ حیدرآباد کا کام کیا ہے اور اون سے ہم لوگوں کو بہت مدد ملی۔ یہ لوگ مختلف صیغہ جات سرکاری کے افسر ہیں اون میں سے ایک امیر کبیر موصوف کے بھتیجے نواب بشیر الدولہ بہادر ہیں اور ایک میرے بھانجے مکرم الدولہ بہادر ہیں اور دو امرا ہیں نواب شمشیر جنگ بہادر اور نواب شہاب جنگ بہادر ہیں خاتمہ پر مجھے اس امر کے یقین دلانے کی اجازت ہو میں اس عزت کی جو آپ نے مجھے بخشی بہت قدر کرتا رہونگا نہ صرف اس وجہ سے کہ یہ بڑی عزت ہے بلکہ اس غرض سے کہ میرے ہم وطنوں کو عام اس سے کہ والیان ملک ہوں یا وزرا ہوں یا اور لوگ جو مختلف صیغوں میں اپنے ملک کے لئے محنت کر رہے ہیں اس امر کا یقین ہوگا کہ انگلستان کی عام مخلوق ہندوستانیوں کی وفاداری اور محنت کی دل سے قدر کرتی ہے۔

یہاں سے برخاست کرکے میں ہوس تک لارڈ ڈیپر کے ساتھ سر سالار جنگ پہونچے مینس ہوس میں تین سو جنٹلمین مدعو تھے۔ دعوت کے بعد ملکہ معظمہ اور ان کے بعد ولیعہد اور ولیعہد کی بیگم کے جام ہائے صحت پئے گئے اس کے بعد سر سالار جنگ کا جام تندرستی پیا گیا۔ اس جام کے نوش کرتے وقت لارڈ ڈیپر نے ایک تقریر کی جس کا خلاصہ یہ ہے:۔

کہ سر سالار جنگ اپنے ملک میں ان تمام عقلا سے فوقیت رکھتے ہیں جو آج تک گزرے ہیں انکی عقل ان کی دانش انکی خوش فکری اس قابل ہے کہ تمام دنیا انکی

قدر کرے اور ان کا ملک اُن پر فخر کرے (زمانہ غدر کی امداد و شکر گزاری کا اظہار کرکے)
نواب صاحب معاودت ہندوستان کے وقت اس امر کا علم اپنے ساتھ لیتے جائینگے
کہ ملکہ معظمہ کی رعایائے ہند کو ہم لوگ کس قدر عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں
اور نیز یہ کہ نواب صاحب کو ہم ایک ایسا شخص سمجھتے ہیں جو سلطنت ہندوستان
میں بڑے بڑے کام کرینگے جنسے ہمارے خیالوں کو مدد ملیگی (اس کے بعد نواب صاحب
کے صدمہ ضرب کا تاسف کیا اور دعائے صحت کی۔

سرسالارجنگ بہادر نے کھڑے نہ ہونے کی معذرت کے ساتھ اس تقریر کا
جواب یوں دیا۔

میں نہیں جانتا کہ کیونکر اور کن لفظوں میں اوس عزت کا شکریہ ادا کروں جو
آپ نے مجھے بخشی اور اون مہربانی کے کلمات کا جو لارڈ میر نے ارشاد کی۔ اس موقع پر
اس امر کا بھی شکر ادا کرنا مجھ پر فرض ہے کہ آپ نے میرے بادشاہ اور میرے اون
فرایض کا ذکر کیا جس کو بہ حیثیت ایک دوست کے غدر ۱۸۵۷ء میں ہم لوگ ادا کرسکے
مجھ کو آج اس بات کا بھی ظاہر کرنا لازم ہے کہ ہر جگہ اور ہر وقت خصوصاً جبسے میں
یہاں آیا ہوں ہر ایک انگلشمین مجھے دوستانہ اور مہربانی کے ساتھ پیش آیا اون کا
اور اس عنایت کا جو شہر لندن میں مجھ پر مبذول ہوی نہایت شکر گزار ہوں حضور
ولیعہد بہادر جب ہندوستان میں تشریف فرما ہوے تھے تو غریب اور امیر ہر شخص
کے ساتھ ملاطفت اور مہربانی سے پیش آتے تھے اور ہر ایک شخص اون کا بدل شکور
ہے اس وجہ سے بھی میں نے یہاں آنے کا قصد مصمم کر لیا تھا اب مجھے پھر اجازت دیجیے
کہ میں شکر ادا کروں امید ہے کہ آپ سب صاحب میری اس مختصر اسپیچ کو معاف کریجیے

اور درخواست کرتا ہوں کہ آپ سب صاحب میرے ساتھ ہزرائل ہائینس لارڈ ڈیربی کے جام تندرستی پینے میں شریک ہوں اور یہ جام ۳ نعرہ ہائے مسرت کے ساتھ پئے جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۲۶ جولائی ۱۸۷۶ء م ۱۲۹۳ھ کو مارکوئس آف سالسبری و مارشنس آف سالسبری نے سر سالار جنگ بہادر کی دعوت کی اس جلسہ دعوت میں بہت سے امرائے عظام انگلستان شریک تھے۔

بتاریخ صدر منچسٹر کے باشندگان کی جانب سے ایک جماعت ایڈریس لیکر آئی اور جوزف ہیرن منچسٹر کے کلارک نے ایڈریس پڑھکر سنایا جسمیں سر سالار جنگ بہادر کے منچسٹر تک بوجہ حادثہ ضرب مذکورہ کے واقع ہونے کے نہ پہونچنے کا رنج و تاسف ظاہر کرکے نواب صاحب کی ہمدردی و اعانت قوم فرنگ وغیرہ کی تعریف اور شکریہ ادا کیا گیا۔

جس کا جواب سر سالار جنگ بہادر نے نہایت خوبی اور شکر گزاری کے ساتھ ادا کیا

اس کے بعد اس جلسہ میں مسٹر اشورتھ نے ظاہر کیا کہ مندرجہ بالا ایڈریس باشندگان منچسٹر کی جانب سے تھا مگر اب ایک اڈریس تاجران منچسٹر کی جانب سے پیش کیا جاتا ہے چنانچہ ایڈریس مرتبہ تاجران منچسٹر مسٹر بروزنگ سکرٹری نے پڑھا جسمیں علاوہ مندرجہ بالا مضامین کے اس بات کا اظہار تھا کہ آپ نے اپنے ملکی انتظام میں اہل منچسٹر کو روئین کے بہم پہونچانے میں امداد فرمائی ہے جس کا جواب نواب صاحب بہادر نے کمال فصاحت اور شکر گزاری سے ادا کیا واضح ہو کہ آخری ایڈریس جس گروہ کی جانب سے پیش ہوا وہ ڈائرکٹران منجملہ چیمبر آف کامرس کہلاتے ہیں اور پوشیدہ نہ رہے کہ منچسٹر ایک شہر ہے علاقہ جات لنڈن سے کہ جس کی تجارت پارچہ کی مشہور ہے اور جس قدر پارچہ بافی وہاں ہوتی ہے شاید کسی مقام پر اتنی نہ ہوتی ہوگی۔ منچسٹر ایک معدن ہے پارچہ کا بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ

ہر کوچہ اوس کا ایک معدن پارچہ ہے۔

۲۷ ؍جولائی ۱۸۷۶ء کو سر سالار جنگ بہادر نے اپنے فرودگاہ پکیڈلی میں حضور پرنس آف ویلز کی دعوت کی۔

دو مہینہ تک سر سالار جنگ بہادر انگلستان میں رہے اس زمانہ میں جس سے ملاقات ہوی وہ نواب صاحب کا گرویدہ ہوگیا۔ اعلیٰ سے اعلیٰ لوگوں نے اون کو اپنا مہمان کیا صاحب مرقعہ عبرت صفحہ (۱۳۰) میں لکھتے ہیں کہ جس مکان میں نواب صاحب تشریف رکھتے تھے وہ مکان شاہانہ تھا نواب صاحب کے لوازم اور تمام کارخانہ شاہی معلوم ہوتا تھا نواب صاحب کی روش عمدہ تعلیم یافتہ یوروپین کی سی تھی ہر شخص کو تعجب ہوتا تھا کہ ایک ایسے ہندوستانی میں جو کبھی انگلستان نہیں آیا کیونکر ایسے خوبیاں جمع ہوگئیں۔

۳۱ ؍جولائی ۱۸۷۶ء کو سر سالار جنگ بہادر لندن سے روانہ ہوکر پیرس پہونچے دو روز پیرس میں قیام فرماکر اور ایک سرسری نظر سے پیرس کی سیر کرکے ۲ ؍اگست کو صدر کو پیرس سے براہ مانٹ سنیس لیورن روانہ ہوکر آٹھویں اگست کو صدر کو برنڈزی پہونچے وہاں سے روانہ ہوکر ۲۴ ؍اگست ۱۸۷۶ء کو بمبئی پہونچ گئے جس وقت بی اینڈو جہاز سے اوتارا جہاز کے لوگوں نے نعرہ خوشی مارا۔ کہتے ہیں معاودت کے وقت نواب صاحب کا جہاز ایک جنگی جہاز کے قریب سے گزرا جب اوس کے سپاہیوں اور ملاحوں کو معلوم ہوا کہ نواب سر سالار جنگ اس جہاز پر ہیں تو تمام لوگ جہاز کے اوپر چڑھ گئے اور باآواز بلند کہا "سر سالار جنگ ہندوستان کے بچانے والے کے لئے ۳ نعرہ ہائے خوشی" اس پر اس قدر ہوا کہ سید حسین بلگرامی تحریر فرماتے ہیں کہ سوائے انگریزوں کے اس روز سے جینا کسی کا مقدور نہیں ہے۔ نواب صاحب نے بمبئی میں ایک دن توقف

فرمایا انجمن اسلام بمبئی نے ایک اڈریس مبارکباد کا پیش کیا اوسی دن بمبئی سے روانہ ہوکر حیدر آباد پہونچے کہ وہ ۱۷ رمضان ۱۲۹۳ھ کی تھی۔ تمام اہل بلدہ نے واپسی کی خوشی کا اظہار کیا۔

دسمبر ۱۸۷۶ء میں دربار قیصری میں شرکت کیلئے ہمرکاب اعلیحضرت بندگانعالی میر محبوب علی خاں بہادر دہلی کا سفر سر سالار جنگ بہادر نے کیا۔ جوکہ اقامت لندن میں سکرٹری آف اسٹیٹ ہند سے سالار جنگ بہادر نے اس امر کی اجازت حاصل کرلی تھی کہ واپسی برار کی نسبت ہندوستان پہونچکر گورنمنٹ ہند سے پھر گفتگو کی جائے چنانچہ بعد معاودت اون وعادی کی یادداشت جو گورنمنٹ نظام کو صوبہ برار کی نسبت لکھی گئی تھی رزیڈنٹ کی معرفت گورنمنٹ آف انڈیا کی خدمت میں مرسل ہوی چونکہ گورنر جنرل اوس زمانہ میں مصروف اہتمام دربار قیصری تھی انھوں نے اس تحریک کو بے وقت خیال کرکے پسند نہ کیا اور شکایت کا اظہار کیا۔ سر سالار جنگ بہادر کو اون کی اولٹی شکایت اور عدم کامیابی کا بہت دنوں تک رنج رہا۔ یہاں تک کہ گورنر جنرل لارڈ لٹن اور رزیڈنٹ حیدر آباد کی تبدیلی ہوگئی اور ۱۸۸۱ء میں مارکوئس آف رپن گورنر جنرل ہند اور سر اسٹوارٹ بیلی رزیڈنٹ حیدر آباد ہوے ان صاحبان کے عہد میں وہ کشیدگی جاتی رہی اور وہ رنج مبدل بہ اطمینان ہوگیا۔ اسی ۱۸۷۶ء م ۱۲۹۳ھ میں بعد از واپسی دہلی شمس الامرا امیر کبیر بہادر نے انتقال فرمایا جو شریک انتظام سر سالار جنگ بہادر کے تھے امیر کبیر کی جگہ اون کے برادر نواب وقار الامرا کو ملی۔ لیکن افسوس ہے دسمبر ۱۸۸۱ء میں نواب وقار الامرائے موصوف کو رنمنٹ ریاست بھی انتقال کرگئے اس سال سے تنہا سر سالار جنگ بہادر پر بار انتظام ریاست کا پڑگیا۔ اور مثل امیر کبیر

اور اون کے برادر کے کوئی علی درجہ کا مشیر نہ رہا اس وجہ سے نواب سالار جنگ بہادر ریجنٹ تقرر پائے (یعنی منتظم سلطنت)

۱۸۸۲ء م ۱۲۹۹ھ میں سر سالار جنگ بہادر چند جدید اصلاحوں کے مشورہ اور منظوری کے واسطے نواب گورنر جنرل مارکوئس آف رپن کی خدمت میں شملہ تشریف لے گئے اور یہ بھی مقصود تھا کہ حضور پر نور دام ملکہ کے سفر انگلستان کی نسبت انتظام فرمائیں۔

اون اصلاحات انتظامی کے خیال میں جن کا تذکرہ اوپر ہوا نواب صاحب کئی مہینہ پیشتر سے مشغول تھے اس انتظام میں تمام صیغہ ملک کی اصلاح منظور تھی اور ان تمام تجاویز اصلاحات کو سر اسٹوارٹ بیلی رزیڈنٹ حیدرآباد نے بیجیں لیٹو کونسل جاتے وقت منظور و پسند کیا تھا۔ ماہ جنوری ۱۸۸۳ء م ۱۶ ماہ صفر ۱۳۰۰ھ میں سر سالار جنگ بہادر نے ہمرکاب حضور پر نور اضلاع اورنگ آباد و گلبرگہ و رائچور کا دورہ کیا۔ آخر جنوری ۱۸۸۳ء کو مراجعت فرمائے حیدرآباد ہوئے اس دورہ میں سر سالار جنگ بہادر نے بڑی محنت معائنہ حالت اضلاع و دریافت کیفیات رعیت میں کی اور حضور پر نور بندگانعالی کو سالار جنگ بہادر نے مالگزاری اور عام انتظامات کے اصول و فروع سے جہاں تک ممکن ہوا آگاہ کر دیا۔ اور جہاں جہاں حضور پر نور تشریف فرما و اقامت گزیں ہوے وہاں کے حکام حسب الحکم مدار المہام حاضر حضور ہو کر تمام طریق انتظام عرض کرتے تھے جس سے علی کام کا بھی تجربہ حضور پر نور کو ہوتا جاتا تھا۔

اس دورہ سے واپس آنے کے بعد سر سالار جنگ بہادر حضور پر نور کے سفر انگلستان کی اہتمام کرنے میں مصروف ہوے ارادہ یہ تھا کہ چند ہفتہ حضور پر نور ممالک یورپ کی سیر فرمائیں اور کچھ دنوں لندن میں قیام فرمائیں چنانچہ اس سفر کا انتظام ہو رہا

تھا امرائے ہمراہی کی فہرست تیار ہورہی تھی جہاز کا بندوبست ہوچکا تھا اسی عرصہ میں ۵ فروری ۱۸۸۳ء م ربیع الاول سنہ ۱۳۰۰ھ کو ڈیوک آف کلینرگ تشریف فرمائے رزیڈنسی ہوئے تھے سر سالار جنگ بہادر نے اون کی مہمانداری اور دعوت کا نہایت تکلف سے اہتمام کیا تھا مگر نواب شمس الامرا کی بیگم صاحبہ جو صاحبزادی نواب افضل الدولہ بہادر کی تھیں انھیں دنوں میں انتقال فرما گئیں اس سانحہ کے باعث یہ دعوت واہتمام خاص تو ملتوی رہا ایک مختصر سی دعوت ساٹھہ ستر آدمیوں کے ساتھ کر دی گئی

ساتویں فروری سنہ صدر کو نواب سر سالار جنگ اپنے مہمانوں کے ساتھ تالاب میر عالم کی سیر کو تشریف لے گئے بہت سے انگریز اور لیڈیاں دخانی کشتیوں میں سیر اور ہوا خوری میں مشغول رہے شام کو نواب صاحب نے مراجعت فرما کر کھانا کھایا بڑی رات تک کام کرتے رہے دو بجے شب کو مرض الموت میں مبتلا ہوئے اطبائے حاضرین نے اوس کو مرض وبائی قرار دیا پہلے کوئی خوفناک حالت نہ تھی یہاں تک کہ صاحبزادگان نواب سالار جنگ بہادر صبح کے وقت سرور نگر جہاں کہ ڈیوک موصوف کے شکار کھیلنے کا انتظام کیا گیا تھا تشریف لے گئے خود نواب صاحب کو ضبط اور صبر کے عادی تھے انھوں نے شدت مرض کا اظہار بھی نہ ہونے دیا لیکن آٹھہ بجے صبح سے حالت ابتر ہو گئی ضبط کا یارا نہ رہا صحت کی طرف سے یاس ہوتی جاتی تھی تیسرے پہر کو رزیڈنٹ صاحب نے رزیڈنسی کے ڈاکٹر کو بھیجا وہ آخر تک رہے جو مناسب معلوم ہوا علاج معالجہ کرتے رہے دن ایسی پریشانی میں گزرا وہ اکارگر نہ ہوی کوئی تدبیر سودمند نہ ہوی ۔ ۸ بجے شام کو ۸ فبروری ۱۸۸۳ء م ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۰ھ کو انتقال ہوگیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

جس وقت نواب صاحب کی بیماری صعب کی خبر شہر میں منتشر ہوئی تھی محل دیوانی کا سارا صحن اون لوگوں کی گاڑیوں سے بھر گیا تھا جو استفسار حال کے لئے آتے تھے اور صدہا آدمی پیدل مکان کے گرد سراسیمہ پھر رہا تھا جب خبر انتقال شہر میں پھیلی مرد و زن نے ایسی نالہ و زاری کی گویا اپنے خاص رشتہ دار عزیز کو روتے تھے اعلیحضرت حضور نظام مدظلہ العالی نے جب یہ خبر وحشت اثر سنی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اشکوں کا سلسلہ منقطع نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ تسلی اور دلاسا کارگر نہ ہوا۔ اُس رات شہر میں ایک سناٹے کا عالم تھا دو چار آدمی کہیں پر نظر آتے تھے تو نہایت غمناک اور ملول۔ بہت دنوں تک لوگ شارع عام پر اون مرحوم کو روتے رہے نویں فروری سنہ مذکور کو سکندرآباد اور بلارم کی انگریزی چھاونیوں سے ماتمی توپیں دغیں ۹ بجے جنازہ محل سے باہر نکلا ہزارہا امیر و غریب راستہ میں مشایعت جنازہ میں اور گلی کوچوں میں کوٹھوں پر اور گھروں میں زن و مرد چیخ چیخ کر روتے اور سینہ زنی کرتے تھے جب جنازہ دائرہ میر مومن صاحب قدس سرہ میں پہونچا اژدہام خلق ایک میل سے زیادہ فاصلہ تک تھا تمام لوگ پا پیادہ اور اکثر برہنہ سر تھے۔ ۱۰½ بجے چادر گھاٹ سے توپیں غمی کے چھوٹیں دفن کے وقت ایک نالہ و بکا کا شور ہوا۔ کہ محشر کا عالم ہو گیا فوج حاضر نے تین شلکیں بندوقوں کی داغیں

دفن کے دوسرے دن صاحب رزیڈنٹ بہادر نے اعلیحضرت کی حضور میں آکر رسم تعزیت ادا کی پھر نواب صاحب مرحوم کے صاحبزادوں کے پاس تعزیتاً گئے اور تسلی کی۔

بارھویں فروری سنہ مذکور کو نواب میر لایق علی خاں بہادر اور نواب میر سعادت علی خاں بہادر اعلیحضرت کے حضور میں بغرض خلعت ماتم پرسی حاضر ہوئے

بندگانعالی نے عطاے خلعت ودوشالہ سپیدسی یہ رسم ادا فرمائی۔

جو تعزیت نامہ اور پیامہاے تاربرقی تمام حصص ہندوستان اور انگلستان سے نواب مغفور کے فرزندان موصوف الصدر کے نام آے اون کا شمار نہ تھا۔

جناب گورنر جنرل بہادر نے ملکہ معظمہ کی جانب سے تاسف آمیز تار روانہ کیا اور خود اپنی طرف سے ہمدردی وغم کا اظہار فرمایا علاوہ اس تار کے سکرٹری آف اسٹیٹ ڈیوک آف سدرلینڈ۔ سر اسٹوارٹ بیلی صاحب مہاراجہ ہلکر اندور کی جانب سے تعزیت کے تار وصول ہوے گورنمنٹ آف انڈیا نے اپنی غیر معمولی گزٹ میں سیاہ قورہ کے ساتھ اس سانحہ غم انگیز کو یوں شایع کیا۔

گورنر جنرل ان کونسل بصد حسرت وافسوس نواب مختار الملک سالار جنگ جی۔سی۔ایس آئی نائب ریاست ووزیر حیدرآباد دکن کے انتقال کو جو ۸ فروری سنہ ۱۸۸۳ء کو ہوا مشتہر کرتے ہیں۔اس واقعہ پُرالم سے سرکار انگریزی کا ایک نہایت تجربہ کار اور مہذب دوست جاتا رہا۔ سرکار نظام کا ایک بڑا عقیل اور خیر خواہ ملازم اور اہل ہند کا ایک بڑا نامی معاون وحامی نیست ونابود ہوگیا۔

صاحب رزیڈنٹ بہادر کی چٹھی موسومہ گورنمنٹ آف انڈیا جو بعد وفات نواب صاحب مرحوم لکھے گئے تھے اوس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

تمام لوگوں پر نواب سالار جنگ مرحوم کی وفات کا کیسا سخت صدمہ ہوا ہے فکر واندوہ جو نواب صاحب کی وفات سے ہر ایک کو لاحق ہوا میں نہیں جانتا کہ اوسے کیونکر بیان کروں اس وقت آلاف عامہ کی بہ نسبت اون کی ذات کا فوت ہوجانا عموماً متفقت علیہ ہے ہر ایک برٹش افسر جو اون کی ملاقات سے مشرف ہوا ہے

یہ سمجھتا ہے کہ گویا اوس کا قدیم دوست گزر گیا جنھوں نے اون کے تحت میں نوکری کی ہے سمجھینگے کہ ایسا ذی مروت اور مہربان آقا پھر کہاں ملیگا سرکار انگریزی افسوس کریگی ایسے شخص کی وفات پر کہ جس کی خیرخواہی اور اتحاد برٹش گورنمنٹ کے ساتھ گو وہ ریاست حیدرآباد کے منافع کی نظر سے کیوں نہ ہو اپنے مالک کی خیرخواہی اور محبت سے صرف دوسرے درجہ پر تھی سب سے زیادہ بندگانعالی کو اس واقعہ کا رنج ہوا ہوگا کس واسطے کہ سالار جنگ مرحوم نے حضور پر نور کی کیسی خدمت کی تھی کبھی کسی آقا کو ایسا وفادار جان نثار نوکر نہ ملا ہوگا۔ اور کیا غضب و حسرت ہے کہ وہ اپنے آقا کی جس کی بہبودی میں وہ ہمہ تن مصروف رہا ہو تخت نشینی اپنی آنکھوں سے نہ دیکھی۔

نواب شمس الامرا امیر کبیر کے خاندان کی جانب سے ۲۱ مارچ ۱۸۸۳ع کو جلسہ بغرض قیام یادگار دوامی نواب سالار جنگ مرحوم قرار پایا۔ رزیڈنٹ بہادر اُس جلسہ کے صدر نشین ہوے مسٹر جونس خوش نصیبی نواب مرحوم سے ایسے اسپیکر ملے کہ جن سے بہتر ممکن نہ تھا مسٹر جونس نے اپنی تقریر میں نواب مرحوم کے اخلاق و عادات وطرز عمل اس خوبی سے دکھائے ہیں کہ کوئی خوش بیان اس طرح ادا نہیں کر سکتا اور بغیر مسٹر جونس کی تقریر کے ہر ایک سوانح عمری سر سالار جنگ بہادر کی نامکمل خیال کی جائیگی۔ مسٹر جونس کی تقریر کے چند فقرات ملخص حسب ذیل ہیں۔

نائب مرحوم سر سالار جنگ کی قابلیت اعلیٰ اور تصمیم مقصد کے ثبوت ہر جگہ موجود ہیں ہند کے جلیل القدر آدمیوں کی فہرست میں اون کا نام نامی شریک ہے اور یہاں کے باشندہ مقبرہ مرحوم کو مدت تک تعظیم و توقیر کی نظر سے دیکھیں گے۔

ہمارے جمع ہونے کی غرض یہاں پر یہ ہے کہ ایسے شخص کی یادگار تجویز کریں

جو نہ صرف ہمارا شفیق تھا بلکہ بڑا رئیس تھا میرے اکثر ہم قوم روتے ہیں اوس شخص کیواسطے
جو اپنے مذہب کا پابند اور ملک کا خیر خواہ تھا جس نے خوف وخطر کے وقت ہماری مدد
کی اور خود ہماری ساتھہ ہزارہا احسان کئے اس جلسہ میں کوئی شخص ایسا نہ ہوگا کہ جسکو
کوئی قصہ نواب مرحوم کی عنایت وحسن اخلاق کا یاد نہ ہو اُس نے حیدر آباد میں ایسے
نظائر قایم کئے ہیں کہ جن کے سبب سے بہ نسبت اور مقام ہند کے حیدر آباد میں طریق
معاشرت بالکل ہی بدل گیا۔ اپنے عہدہ ہی کی وجہ سے نہیں بلکہ فی الحقیقت سالار جنگ
بہ ہمہ وجوہ جنٹلمین تھا اوس کی مہماں نوازی اور فیاضی کی انتہا نہ تھی اور نیز اوس کی
وسعت خیال بھی بے انتہا تھی ہند میں کسی جگہ تمامی مذہب وملل اور معابد وغیرہ کی
تائید ایسی فیاضی سے اور بلا رورعایت نہیں کی گئی۔

ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ ایسے مدبر شخص کے رویہ ذاتی اور اوس کے کام
کا ٹھیک ٹھیک اندازہ کیا جاوے لیکن مولوی سید حسین صاحب بلگرامی سالہاسال
اون کی ملازمت سے مشرف اور ہمیشہ اون کی صحبت سے ممتاز رہے ہیں گوارا نہیں
ہو سکتا کہ اس مضمون سے اعتراض کریں اور چند الفاظ تک بھی نہ کہیں۔ آقائے
نامدار نے کبھی کسی کام میں عجلت نہیں فرمائی کوئی انتظام کیسا ہی ضرور کیوں نہ ہو
کبھی تعجیل سے نہیں کیا اون کی علم اور عملی پالسی میں ذی فہم وہوشیار مقلد و محقق
دونوں کے خیال جمع تھے۔ قوانین سخت سے اون کو نفرت تھی اور تجاویز انقلابیہ
سے اوس کو گریز تھے۔ جب کسی اصول کا ضعف اوس کی نزدیک ثابت ہوجاتا تو
فوراً اوس کی بیخ کنی کے درپے ہوتا۔ تمدن میں تالیف قلوب ومصالحت اوس کا
مسلک کلی تھا اوس کا ایک بہت بڑا اثر یہ تھا کہ ہر ایک اصلاح خود بخود ہوجاتی

اور لوگوں کو ناگوار نہ ہوتی۔ جیسے کہ نوایجاد چیزیں اکثر پسند ہوا کرتی ہیں اوس نے کوئی
اصلاح بجبر نہیں کی بلکہ اکثر اوقات اوس کو زیادہ نرمی ولینت سے متہم کیا کرتے تھے
لیکن اس کا طریقہ انتظام اور خصلت جبلی رحم دلی اسی کی مقتضی تھی اپنے معاملات
ذاتی میں مرحوم نہایت منصف وحلیم وراست باز تھے۔ ملکی لوگوں میں تملق کو ایسا ذلیل
کوئی نہ جانتا ہوگا۔ اور خوشامدی جس کو بہت سی ریاستوں میں رسوخ ہے اوس کے
دربار میں بار نہیں پاتے تھے اپنے عزیزوں دوستوں پر نہایت شفقت اپنے ماتحتوں
پر مہربانی اور مروت سے پیش آتے تھے اون کے ساتھ خانگی امور میں دوستانہ سلوک
اور ضرورت کے وقت حتی المقدور ہمدردی اور امداد سے۔ اس کی کوشش صرف
اسی امر میں نہ تھی کہ کوئی اپنے حق سے محروم نہ رہے بلکہ اوس سے زیادہ پاوے
اوس کو ہر وقت اپنے وقت کا خیال رہتا تھا کہ ضایع نہ ہو کبھی کسی نے اوس کو
بیکار نہیں دیکھا محنت سے محبت تھی اور محنتی آدمی کو پسند کرتے تھے کبھی کسی سے
بدرشتی بات نہیں کرتے تھے۔ ہر شخص کے مراتب کو جیسا وہ ملحوظ رکھتے تھے اوس کا
اندازہ نہیں ہو سکتا۔

سر سالار جنگ بہادر کے انتقال کے بعد حیدرآباد میں جس قدر اون کا غم و خلق
کر کے تمام ملک نے اون کے ہر دلعزیز ہونے کا ثبوت دیا ہے اس کا ایک شمہ بیان میں
آیا ہے بیرونجات میں کوئی اخبار ہندوستان اور انگلستان کا ایسا نہ تھا جس نے
اپنے اپنے طور پر اس ہر دلعزیز امیر کا غم نہ کیا ہو اور کالم کے کالم اون کے نوحہ میں
سیاہ نہ کئے ہوں ایک وقت محدود میں نہیں بلکہ مدت تک اخبارات سر سالار جنگ
کا مرثیہ لکھتے رہے اور ملک دکن سے ہمدردی ظاہر کرتے رہے یہ اخبارات نہ صرف

اردو اور انگریزی کے تھے بلکہ ہر ایک زبان کے مثل گجراتی۔ مرہٹی۔ ہندی۔ ناگری وغیرہ ان اخباروں کا انتخاب تمام وکمال ممکن نہیں ہے مگر منجملہ اخبارات انتخاب کے بمبئی کرانکل نیٹیو اوپنین۔ گجراتی۔ انڈین ڈیلی نیوز۔ مدراس میل۔ اٹمین بمبئی کیتھولک الگزامیز انڈین اسیکٹر۔ ہندو پرکاش۔ مدراس ٹائمس۔ مرہٹا بمبئی سماچار۔ ٹائمس لندن اسٹانڈرڈ۔ پانیر۔ بمبئی گزٹ کے جس کے تحریرات میری نظر سے گزریں۔ بمبئی گزٹ کا ایک مضمون جو نہایت مستند اعتدال پسند اور ماہر احوال ہند ہے اس مقام پر درج کیا جاتا ہے۔

سر سالار جنگ کی رحلت کیا ہوی کہ ایک بڑا منتظم و مدبر شخص جو ہند میں انگریزی عہد میں پیدا ہوا تھا جاتا رہا۔ یہ اوسی کی قسمت میں تھا اوس نے اپنے آبائی حکومت میں تہلکہ اور تزلزل کے وقت میں سرکار انگریزی کے ساتھ لاجواب سلوک کیا اور پھر اپنے ہم وطنوں کی نظروں میں وہی وقعت واعتبار اس درجہ پر قایم رکھا شاید کسی دوسرے کو آشنا نہ ہوا ہو۔ وہ خود ایک فرد تھا اوس کے قوائے عقلی میں مناسبت باہمی احتیاط واستقلال کا ایک جا جمع ہونا ان سب اسبابوں سے اوس نے خطرات کو دور رکھا۔ خطرات بھی ایسے جو کم محتاط یا کم مستقل مزاج کو تباہ کر دیتے ان وجوہ سے اوس کو وہ قوت و شوکت حاصل ہوی کہ جو پیشتر کسی وزیر کو حیدرآباد میں نصیب نہیں ہوی اگرچہ مشکلات اور پیچیدگی معاملات نہایت سخت تھیں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ سر سالار جنگ کی بہت بڑی آرزو یہ تھی کہ ممالک مقبوضہ کو جو لارڈ ڈلہوسی کو دیئے گئے تھے مسترد کرادی اس خواہش حب الوطنی کو فخر خاندان نے اور بھی تقویت دی۔ چند سال پیشتر اس معاملہ میں

اوس کے اور سرکار انگریزی کے مابین جو مناقشہ ہوا اوس میں فی الحقیقت نفس مسئلہ پر
تو بحث بھی نہیں کی گئی اور نہ اوس کے عیب و صواب پر کبھی خیال کیا گیا اور گورنمنٹ
آف انڈیا نے جو اس موقع پر ضد کی اوسی سے سر سالار جنگ بہادر کو جنگ اخلاقی میں
ایک ایسی بڑی ظفر حاصل ہوی کہ ہرگز سرکار ہند کے مفید مدعا نہیں ہوسکتی تھی۔ اس
بیان سے ہماری یہ غرض نہیں ہے کہ برار کے مسئلہ کے عیب و صواب پر اپنی رائے
ظاہر کریں۔ بلکہ صرف ایک واقعہ تاریخی کا بیان مقصود ہے جس کو حامیان سرکار ہند
بھی تسلیم کرینگے۔ پس صرف اس قدر کہنا کافی ہوگا کہ سر سالار جنگ نے بسبب اپنے
صبر اور لیاقت کے اور فہم و فراست کے پھر ایک دوسرے مرتبہ عمال دفتر خارجیہ پر
غلبہ حاصل کیا۔ اس تکرار میں جو انھوں نے خواہ مخواہ پیدا کی تھی اس قضیہ میں جو
تقرر شریک مدار المہام سے متعلق ہے نواب مرحوم نے بے ضد اور بے سود جانکر
اوس خوش اسلوبی پر سر تسلیم کو خم کیا کہ جس سے اوس کی ذاتی عقل مندی اور منتظمانہ تدبر
کا ثبوت کامل ظاہر ہوا اور واقعات حال نے اوس کے تسلیم کی داد دی۔ لیکن بعد ازآں
اختلاف باہمی سرکار ہند و وزیر دکن دور ہو گیا مگر حسب ضابطہ قرار دیا گیا کہ مسئلہ
برار میں تا بلوغ حضور پر نور بحث نہ کی جائیگی باوجود اس التوا کے عموماً یہ خیال کیا جاتا
ہے کہ ایک قرار داد ایسی کہ جو نظام کے حق میں مفید ہو ٹھہر چکی تھی یہ مصالحت خواہ
قرار داد سمجھی گئی ہو یا آئندہ بحث کی بنا قرار پائی۔ بہرحال اب اوس کی تفتیش کی
کچھ ضرورت نہیں ہے اس بڑے منتظم کے انتقال سے تو معاملات بالکل ہی بدلگئے
کہ اوس کی قوت ممیزہ اور دیانت پر سرکار کو اعتبار کامل تھا حقیقت تو یہ ہے کہ
سر سالار جنگ کا جانشین ملنا محال ہے ہاں کوئی شخص ایک چند روز کے واسطے

اوس کی جگہ پر مامور ہو سکتا ہے اور وہ کاروبار ریاست کو اوس طریق پر انجام دے سکتا ہے جس کو مرحوم نے بنا کیا تھا لیکن سر سالار جنگ ثانی نہیں مل سکتا کہ جو جگہ اس کی وفات سے خالی ہوی ہے اوس پر مامور ہو سکے۔

متفرق تواریخ کے معائنہ سے سر سالار جنگ بہادر کی صحیح عمر دریافت کرنے میں تامل واقع ہوتا ہے۔

سید حسین صاحب بلگرامی تحریر فرماتے ہیں کہ سر سالار جنگ ۴ سال کے تھے کہ تپ شدید میں مبتلا ہوے اور بہت کم امید اُن کی صحت کی رہ گئی تو منیر الملک بہادر نے دعا کی کہ بار خدایا اگر اس بچے کی موت آنے والی ہے تو اس کے عوض مجھے اس دنیا سے اٹھالے مگر اس کو صحت دے کہتے ہیں کہ اس مجیب الدعوات نے اون کی دعا قبول کر لی اور نواب سالار جنگ صحیح ہو گئے اس کے چند روز کے بعد نواب منیر الملک نے ۱۸۳۳ء میں انتقال فرمایا۔ (آگے چلکر) سر سالار جنگ کے عم بزرگوار سراج الملک کا اپنی دوبارہ وزارت کے ایام میں بروز سہ شنبہ ۲۶ مئی ۱۸۵۳ء کو انتقال ہوا اور اسکے پانچویں روز حضور ناصر الدولہ بہادر نے سالار جنگ بہادر کو مدار المہام کیا سید حسین بلگرامی نے انتقال سر سالار جنگ کا سنہ تو صاف صاف لکھا نہیں ہے مضامین مقدم و ماخر بیان کر کے تواریخ ۱۸۳۰ و ۱۸۳۳ء کو بھی خلط ملط کر دیا ہے لیکن یادگار دعا نواب مرحوم کا جو جلسہ متذکرہ صدر ہوا ہے اوسکی ۱۲ مارچ ۱۸۸۳ء تاریخ لکھی ہے یعنے انتقال نواب سالار جنگ کے ایک مہینہ کے بعد یہ جلسہ ہوا۔

اس حساب سے نواب سالار جنگ ۱۹ یا ۲۰ سال کی عمر میں مدار المہام ہوے اور ۳۰ سال وزارت کر کے ۴۹ یا ۵۰ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

صاحب حدیقہ نظام لکھتے ہیں کہ سر سالار جنگ بہادر ۱۲۴۴ء میں پیدا ہوئے اور ۱۲۶۹ء میں ۲۵ سال کی عمر میں وزیر ہوئے اور ۵۴ سال کی عمر میں ۱۳۰۰ء میں انتقال کیا۔

صاحب رشید الدین خانی غلام امام خاں المتخلص بہ ترجمہ کہ جنھوں نے ۱۲۷۷ء میں عہد نواب میر تہنیت علی خاں افضل الدولہ بہادر میں کتاب رشید الدین خانی لکھی دفتر سوم میں اس طرح تحریر کرتے ہیں۔

بارھویں شعبان ۱۲۶۹ء م اکیسویں ماہ مئی ۱۸۵۳ء کو ممالک محروسہ سرکار نظام کے چالیس لاکھ کا ملک واسطے اخراجات سپاہ کنٹنجنٹ وغیرہ کے حوالہ رزیڈنٹ انگریزی کے کیا کہ جملہ رقم اس کی قریب پچاس لاکھ روپیہ کی ہے اس کو پانچواں روز تھا کہ نواب سراج الملک بہادر سترہویں تاریخ روز پنجشنبہ دو گھڑی رات گزرے اس ۳ سپنجی مرحلے سے گزرے (۱۱ تاریخ کے بعد) اہل دفاتر و کارپردازان سرکار حجت والدہ سراج الملک بہادر کے سوال و جواب کرکے سالار جنگ بہادر بن شجاع الدولہ ابن منیر الملک بہادر مرحوم کو تجویز کرکے معروضہ کئے اور مزاج خود بدولت (یعنے ناصر الدولہ بہادر) کو کہہ سنکر سرفرازی پر ان کے لے آئے تب بندگانعالی نے اپنے طرف سے بھی راجہ نرندر بہادر کو واسطے پیشکاری کے تجویز فرمائے اور سالار جنگ بہادر پر یہ حکم ہوا اچھا ہم نے تمھیں سرفراز کیا چھٹا دربار سہ شنبہ ۲۴ تاریخ ماہ شعبان ۱۲۶۹ء کو کرنل جان لو صاحب رزیڈنٹ باریاب ہوئے اور سالار جنگ بہادر اور نرندر پرشاد بھی باریاب ہوئے خود بدولت انھیں بٹھلا کر کرنل جان لو صاحب سے ارشاد کئے کہ ہم سالار جنگ کو واسطے دیوانی اور راجہ نرندر پرشاد کو واسطے پیشکاری کے ارکان دولت سے انتخاب کئے ہیں یہ البتہ کفایت سرکار بدولت کی کرینگے

ارکان دولت نے سابق سے چھوٹے صاحب اور ڈورِیا صاحب وغیرہ مصاحبان کرنل جان لو
صاحب سے بھی موافقت کر رکھے تھے وہی آپس میں اول ہی کرنل جان لو صاحب سے
کچھ کہہ آئے تھے پس کرنل صاحب چپکے ہو رہے تو بھی اتنا کہے کہ ان سے یہ کام ہو سکیگا
حضور پر نور فرمائے کہ ان کے خاندان سے یہ عہدہ چلا آتا ہے البتہ یہ بھی کرینگے۔
اور دفتر دوم میں صاحب رشید الدین خانی لکھتے ہیں کہ ۱۰ تاریخ شعبان شب
جمعہ ۱۲۶۹ھ میں سراج الملک بہادر نے قضا کی اور ۲۲ تاریخ منگل کے دن سالار جنگ
بہادر فرزند شجاع الدولہ بہادر ابن منیر الملک ۲۳ برس کے سن میں خدمت دیوانی سے
سرفراز ہوے اور چونکہ یہ سب ارکان دولت کمسن اور نوجوان ہیں کسو نے مادہ تاریخ
ان سب کا یوں کہا ہے ؎

ندا آمد ریاست جملہ بازیگاہ طفلاں شد۔

لیکن ایسا نہیں سالار جنگ بہادر گو جوان ہیں مگر ساتھ ہمت جوان ہیں۔
اور ساتھ تدبیر کے پیر علیٰ ہذا القیاس انتہیٰ
پس رشید الدین خانی کی رو سے ثابت ہوا کہ سالار جنگ بہادر (۲۳) سال
کی عمر میں مدار المہام ہوے اور ۱۲۹۹ھ میں انتقال کیا تو (۳۰) سال وزارت کی
(۵۳) سال کی عمر ہوئی۔
صاحب رشید الدین خانی کا یہ جملہ کہ ارکان ریاست نے سرکار ناصر الدولہ بہادر
کو اون کی مدار المہامی پر راضی کیا اور جھٹ والدہ سراج الملک سے گفتگو کر کے معاملات
طے کر لئے صرف ایک حاسدانہ جملہ ہے میں اس بارہ میں کوئی بحث نہیں کرنا چاہتا
لیکن اس قدر کہ سرکاروں میں جب تک کوئی کسی کے لئے کہنے سننے والا نہ ہو کوئی

کام نہیں ہوتا۔ یہ تو معمولی بات ہے دیکھنا یہ ہے کہ سر سالار جنگ کے تقرر کے نسبت نواب ناصر الدولہ بہادر نے جو منظوری عطا فرمائی اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ میرے نزدیک سالار جنگ بہادر سے اگر ملکی خدمات عمدہ طور پر ہوے ہیں تو اہل ملک کو نواب ناصر الدولہ کے احسان مند ہونا چاہئے۔ اور ہمیشہ نواب ناصر الدولہ بہادر کے حق میں دعائے مغفرت و مدارج اعلیٰ کرنا چاہئے۔ سر سالار جنگ بہادر کی شادی بنت میر غلام حسین خاں بہادر فخر الملک سے ہوی یہ پہلے میں بیان کرچکا ہوں اون کی اولاد میں دو صاحبزادہ (۱) میر لایق علی خاں بہادر نیر الدولہ مختار الملک عماد السلطنت (۲) دوسرے میر سعادت علی خاں بہادر شجاع الدولہ نیر الملک اور دو صاحبزادیاں (۱) نور النسا بیگم صاحبہ (۲) سلطانی بیگم صاحبہ سر سالار جنگ بہادر نے اپنی حیات میں نور النسا بیگم صاحبہ کی شادی نواب مکرم الدولہ بہادر سے کردی تھی۔ اور بعد انتقال سر سالار جنگ بہادر سلطانی بیگم صاحبہ کی شادی میر دلاور علیخاں بہادر بہرام جنگ بہرام الدولہ ابن میر بہادر علی خاں سطوت جنگ بہادر ابن سید عاقل خاں ابن بہرام الملک سے ہوی۔ ان سے دو فرزند پیدا ہوے۔ ایک کا نام میر تراب علی خاں صاحب دوسرے کا نام میر زین العابدین خاں صاحب رکھا گیا

نواب میر لایق علی خاں عماد السلطنت نیر الدولہ مختار الملک اور میر سعادت علیخاں شجاع الدولہ نیر الملک دونوں صاحبزادوں نے اپنے والد کی سرپرستی میں عمدہ تعلیم پائی لندن بھی بغرض تحصیل علوم مغربی روانہ کئے گئے نواب عماد السلطنت سنہ ۱۲۹۱ ہجری میں اپنے والد کی حیات میں خطاب خانی بہادری سے ممتاز ہوے اور سنہ ۱۳۰۱ ہجری میں بروز مسند نشینی اعلیٰ حضرت ۵ ربیع الثانی کو خلعت وزارت سے مخلع ہوے

سنہ ۱۳۰۴ھ میں عہدہ وزارت سے مستعفی ہوئے انھیں ایام تعطیل میں ممالک یوروپ کی سیر کو تشریف لے گئے بعد کو چندے شہر پونا میں اقامت گزیں رہے امراض متضادہ میں مبتلا ہو کر ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۰۶ھ میں راہی دار البقا ہوئے۔

نواب عماد السلطنتہ کے فرزند ارجمند نواب ابو القاسم میر یوسف علی خاں بہادر سنہ ۱۳۰۶ھ میں پیدا ہوئے۔ اور کمسنی میں والد بزرگوار کا سایہ سر سے اوٹھ گیا زمانہ کمسنی و یتیمی میں عموی حقیقی نواب میر سعادت علی خاں منیر الملک سرپرست و نگران رہے۔ افسوس ہے کہ بعد انتقال عماد السلطنتہ مرحوم آٹھ ماہ میں منیر الملک مغفور کا بھی ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۷ھ میں انتقال ہو گیا۔ سرکار حضرت غفران مکان علیہ الرحمہ انتظام اسٹیٹ زیر نگرانی مسٹر ڈنلاپ فرما کر منظوریات بتوجہ خاص خداوندی صادر فرماتے رہے اور خانگی انتظامات و نگرانی سدی عنبر خانساماں کے تفویض کی گئی تعلیم کے لئے اساتذہ مقرر ہوئے خانگی پڑھائی کے بعد جب ضرورت شرکت مدرسہ کی پائی گئی تو شریک مدرسہ عالیہ کئے گئے۔ صدر مدرس مدرسہ مذکور مسٹر کوٹی وقت مدرسہ مدرسہ میں اور بعد برخاست دولت خانہ خاص پر حاضر آکر تعلیم دیتے رہے ابتدا سے متین و ذہین صاحب فہم و فراست تھے چند روز کے عرصہ میں علوم ضروری سے فارغ ہو گئے بمصداق؎

بالائے سرش ز ہوشمندی　　می تافت ستارہ بلندی

ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۶ھ دربار سالگرہ مبارک میں پیشگاہ حضرت غفران مکان علیہ الرحمہ سے بخطاب سالار جنگ بہادر منصب دو ہزار و پانصدی یکہزار و پانصد سوار و علم سے سرفراز ہوئے ۲۵ ماہ رجب سنہ ۱۳۳۱ھ کو چوبیس سال کے سن میں پیشگاہ حضور پر نور نواب میر عثمان علی خاں بہادر آصف جاہ سابع خلد اللہ ملکہ خدمت منصری وزارت سے سرفراز ہوئے

دو سال تک خدمت مفوضہ کو نواب صاحب ممدوح بدل دہی وجانفشانی انجام دے کر ہر غریب وامیر کو موقعہ دادخواہی عطا فرما کر راضی وشاکر رکھا اور مورد تفضلات خداوندی ہوتے رہے ۵ ۲ شعبان ۱۳۳۲ھ مستقلی وزارت سے معہ ہفت رقم سراپا مرصع ومروارید معزز ومباہی اور اپنے بزرگوں کے قدم بہ قدم ہونیکا عملی ثبوت دیتے رہے۔

بالآخر ۱۲ محرم الحرام ۱۳۳۳ھ خدمت وزارت سے معزول ہوئے خداوند عالم نواب صاحب ممدوح کو طول حیات عطا فرمائے اور صاحب اولاد کرے۔ آمین ثم آمین

میر سعادت علی خاں فرزند دوم نواب سالار جنگ نے اپنے برادر کلاں کے انتقال کے آٹھ مہینہ کے بعد دنیائے فانی سے رحلت کی افسوس صد افسوس یہ دونوں صاحبزادہ سالار جنگ کے عین شباب میں انتقال کرگئے میر سعادت علی خاں منیر الملک معین المہام مال تھے ان کی ایک دختر کریم النسا بیگم عین عنفوان شباب میں ناکتخدا انتقال کیں حسینی بیگم صاحبہ بنت میر کاظم علی خاں مختار الدولہ کی شادی نواب سعید الملک بہادر سے ہوی۔ ان سے دو دختر (۱) رحیم النسا بیگم صاحبہ (۲) منیر النسا بیگم صاحبہ تولد ہوئیں رحیم النسا بیگم صاحبہ کی شادی میر سلیمان علی خاں بہادر سردار جنگ رشید الدولہ ابن رشید الملک مرحوم سے ہوی اور منیر النسا بیگم صاحبہ کی شادی میر سرفراز حسین خاں بہادر فخر الملک سے ہوی میر غلام مہدی خاں سرفراز جنگ ابن میر کاظم علی خاں بہادر ۱۲۷۱ھ میں متولد ہوے ان کی دو شادیاں ہوئیں (۱) امتہ الزہرا بیگم صاحبہ عرف منجھلی بی صبیہ میر عباس علی خاں اعتصام الملک ثانی عرضبیگی سرکار سے ان سے کوئی اولاد نہیں ہوی (۲) دوسری شادی امیر النسا بیگم صاحبہ بنت اشجع الدولہ بہادر سے ہوی ان معظمہ سے ایک فرزند میر یاور علی خاں شہاب جنگ مختار الدولہ افتخار الملک

بہادر معین المہام کوتوالی وتعمیرات و امور عامہ تولد ہوئے (۲) میر غلام نبی خاں (۳) میر مصطفےٰ علی خاں بہادر سنراوار جنگ ثانی دوسرے محلات سے پیدا ہوئے میر غلام نبی خاں صاحب ۱۲۳۲ھ میں پیدا ہوئے اپنے والد سنراوار جنگ بہادر سے بہت مشابہ تھے اور کہتے ہیں کہ سنراوار جنگ بہادر میر غلام مہدی اپنے نانا میر غلام حیدر خاں اعتصام الملک سے بہت مشابہت رکھتے تھے میر غلام نبی کے ایک فرزند میر یاور علیخاں صاحب ۱۲۶۴ھ میں متولد ہوئے جو کہ داماد مرزا کاظم علی عرف چھوٹے کاظم صاحب تھے اور بہ حالت لاولدی ۱۳۱۱ھ میں انتقال کئے مدفن دائرہ میر مومن صاحب ہے ۔ اور دو دختر (۱) پیاری بیگم صاحبہ جو کہ میر کفایت علیخاں صاحب سے منسوب ہوئیں اور لاولدی میں انتقال کیا (۲) زہرا بیگم صاحبہ ولایت علی بیگ خاں مختار جنگ بہادر سے منسوب ہوئیں تاحال لاولد ہیں ۔ میر یاور علی خاں شہاب جنگ مختار الدولہ افتخار الملک بہادر ابن میر غلام مہدی خاں بہادر سنراوار جنگ ابن میر کاظم علی خاں بہادر مختار الدولہ ابن میر محمد معصوم خاں شہاب جنگ اولے ۱۲۶۶ھ میں پیدا ہوئے عربی فارسی میں لیاقت اعلیٰ درجہ کی بہم پہونچائے ۔ ۱۲۸۶ھ میں صدرالمہام متفرقات مقرر ہو ۱۳۰۱ھ میں کونسل آف اسٹیٹ کی رکنیت سے ممتاز ہوئے اسی ۱۳۰۱ھ میں نام صدرالمہامی مبدل بہ معین المہامی ہوا ۱۳۰۵ھ میں نواب صاحب موصوف وزیر کوتوالی سے نامزد کئے گئے ۱۳۲۰ھ میں مہاراجہ کشن پرشاد یمین السلطنت مدارالمہام ریاست ہمرکاب اعلحضرت بندگانعالی دربار تاجپوشی قیصر ہند میں دہلی تشریف لیگئے بنابر آں نواب صاحب موصوف انچارج مدارالمہام رہے ۔ ۱۳۲۱ھ میں مسٹر واکر معین المہام فنانس کے انچارج ہوئے اور اپنا کام معین المہامی کوتوالی کا بھی انجام دیتے رہے ۱۲۹۱ھ

میں نواب صاحب کو خطاب خانی بہادری وشہاب جنگ کا عطا ہوا سنہ ۱۳۱۷ھ میں مختار الدولہ
افتخار الملک منصب چار ہزاری وسہ ہزار سوار وعلم ونقارہ مرحمت ہوا سنہ ۱۳۲۰ھ تک
تقریبًا چالیس سال ہوتے ہیں کہ نواب شہاب جنگ مختار الدولہ افتخار الملک بہادر
خدمات سرکاری کو نہایت عمدگی وتندہی اور محنت ومشقت سے انجام دیتے ہیں۔
باعتبار خیر خواہی وباعتبار حالت اخلاقی ہر طرح سے آپ ملک میں نیک نام ممدوح خاص وعام
ہیں اور چند امور آپ میں خاص ہیں یعنے استغنا بے لوثی۔ خیال وجاہت وحفظ شان محبت جو
پانچ واسطے سے نواب صاحب کا سلسلہ میر محمد درویش جد اعلیٰ سے ملتا ہے اور سر سالار جنگ
بہادر کے ماموں زاد برادر ہوتے ہیں سالار جنگ بہادر ان سے کمال محبت رکھتے تھے۔
نواب صاحب فقرا ومساکین کے ساتھ بہت کچھ بذل وایثار فرماتے ہیں روزمرہ خیرات
کرتے ہیں جس مکان میں نواب صاحب موصوف اب سکونت پذیر ہیں موروثی ہے چند
سال پیشتر قیام گاہ نواب روشن الدولہ بہادر ہوا تھا سرکار نواب افضل الدولہ بہادر
آصف جاہ پنجم نے واپس عنایت کیا لہذا وراثتًا نواب شہاب جنگ مختار الدولہ
افتخار الملک بہادر کو پہونچا نواب صاحب موصوف کی جاگیر ذات تیس ہزار سالانہ کی ہے
اس کے علاوہ تنخواہ خدمت سرکاری ماہانہ دو ہزار پانسو ہے مگر ساز وسامان امارت
ولوازمات خانہ داری ایسا ہے کہ بڑے سے بڑے جاگیر والوں کو بھی ایسا سامان بہم
پہونچانا دشوار ہوگا۔ انتظامات نواب صاحب معز ضرب المثل ہیں نواب شہاب جنگ مختار الدولہ
افتخار الملک کے ایک فرزند دلبند نیک سیرت ونیک طالع میر اصغر حسین خاں صاحب ہیں
یہ صاحبزادہ بھی نہایت شائستہ اور ذی لیاقت ہیں۔

کیوں لائق نہ ہوں ہر وقت اپنے پدر بزرگوار کے نگہداشت میں ہیں۔

میر مصطفےٰ علی خاں سنراوار جنگ بہادر ثانی فرزند کوچک سنراوار جنگ مرحوم سنہ ۱۲۲۴ھ میں تولد ہوے وقت انتقال پدر بزرگوار بالکل کمسن تھے انتظام جاگیر و تعلیم و تربیت و سواری وغیرہ کا نواب سالار جنگ بہادر اپنی خانگی سررشتہ سے فرماتے رہے اور میر لائق علی خاں عماد السلطنت اور نیر الملک میر سعادت علی خاں کے ہمراہ تعلیم پائے۔ میر مصطفےٰ علیخاں کے چھہ ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر موروثی ہے اور بعد تعلیم و تربیت خدمت سوم تعلقداری سے سرفراز ہوے اون کی شادی دختر شوکت جنگ حسام الدولہ مرحوم سے ہوی بگذاشت ایک فرزند میر کاظم علی و دو دختر حسینی بیگم و فاطمہ بیگم سنہ ۱۳۱۱ھ میں انتقال کئے دائرہ میر مومن صاحب قدس سرہٗ مدفن ہے۔ ملاحظہ ہو شجرہ نسب نمبر (۶)

شجرہ نسب نمبر (۶)

میر کاظم علی خاں مختار الدولہ شہاب جنگ بہادر فرزند سوم میر محمد معصوم خاں شہاب جنگ

(۱) فاطمہ بیگم صاحبہ (۲) میر غلام مہدی خاں سنراوار جنگ بہادر (۳) زینت النسا بیگم صاحبہ (۴) زہرا بیگم صاحبہ (۵) حسینی بیگم صاحبہ

(۱) دُردانہ بیگم صاحبہ (۲) عنایت النسا بیگم صاحبہ (۱) میر غلام نبی (۲) افتخار الملک (۳) میر مصطفےٰ علیخاں سنراوار جنگ ثانی — از زینت النسا بیگم: (۱) عزیز النسا بیگم صاحبہ (۱) حشمت النسا بیگم صاحبہ (۲) نیر النسا بیگم صاحبہ (۳) ... صاحبہ

(۱) مختار الملک بہادر (۲) منوّر بیگم صاحبہ

سید نصر حسین

(۱) میر یاور علی (۲) پیاری بیگم

لاولد فوت — لاولد فوت

(۳) زہرا بیگم

(۱) حسینی بیگم (۲) فاطمہ بیگم (۳) میر کاظم علی

(۱) میر لائق علیخاں عماد السلطنت بہادر (۲) میر سعادت علی خاں نیر الملک بہادر

(۱) نواب ابو القاسم میر یوسف علیخاں سالار جنگ بہادر (۱) کریم النسا بیگم صاحبہ لاولد فوت

تذکرہ ششم

در احوال سید علی محمد خاں فرزند سوم میر محمد معصوم خاں شہامت جنگ ابن میر محمد کاظم خاں ضیغم الملک آصف جاہی در دو باب

سید علی محمد خاں موصوف الصدر سواسو روپیہ ماہوار کے منصبدار سر رشتہ راجہ رنچھوڑ لال میں تھے عہد سلطنت نواب ناصر الدولہ بہادر آصف جاہ چہارم میں بوجہ لیاقت علمی و اعزاز خاندانی سنہ ۱۲۴۴ھ میں شریک منصبداران باغ ہوئے اور سنہ ۱۲۴۶ھ میں بہ خطاب خانی و بہادری پیشگاہ نواب آصف جاہ چہارم سے سرفرازی حاصل کی ہمیشہ باریاب رہتے تھے نہایت درجہ لایق و ذی استعداد تھے ان کا ازدواج سکینہ بیگم صبیہ مولوی میر روشن علی صاحب فرزند سید احمد علی ماژندرانی سے سنہ ۱۲۴۲ھ میں ہوا۔ ان حقیقہ سے دو فرزند اور چار دختر پیدا ہوے (۱) سید حسن (۲) میر حیدر علی (۳) خیراتی بیگم (۴) حسینی بیگم (۵) سید النسا بیگم (۶) امیر النسا بیگم۔

سید علی محمد خاں موصوف کا سنہ ۱۲۶۲ھ میں انتقال ہوا اون کی اولاد میں سے سید حسن نے چار سال کی عمر میں انتقال کیا سید النسا بیگم امیر النسا بیگم لاولد فوت ہوئیں حسینی بیگم کی شادی شرف الدولہ ... ہوئیں اور انتقال شوہر کے بعد ایک زمانہ تک بحالت بیوگی ...

... خیراتی بیگم حکیم سید اعظم الحسینی سے منسوب ہوئیں خیراتی بیگم سے ...

... صاحب (۲) میر عابد علی صاحب (۳) میر محمد علی صاحب اور تین ...

... بیگم (۳) محمدی بیگم وجود میں آئے۔ پیاری بیگم میر ہدایت علی صاحب ...

... سے منسوب ہوئیں اور روشن بیگم احمد بیگ صاحب منصبدار سے منسوب ہوئیں۔ اور صاحب ...

... اولاد ہوئیں۔

میر حیدر علی صاحب فرزند سید علی محمد خاں ۱۲۵۳ھ میں پیدا ہوئے دس برس کی عمر میں یتیم ہو گئے۔ ان کے نانا میر روشن علی صاحب نے ان کی پرورش کی انکے والد ماجد کا منصب سوا سو روپیہ سررشتہ راجہ رنچھوڑ رائے میں نواب مختار الملک سالار جنگ بہادر کے عہد وزارت میں ان کے نام جاری ہوا۔ میر حیدر علی صاحب کی شادی ۱۸ ذیحجہ ۱۲۸۰ھ میں حیدری بیگم صبیہ میر قربان علی صاحب فرزند میر صلابت علی صاحب سے ہوی۔ ان عقیقہ سے (۳) فرزند پیدا ہوے (۱) میر محمد علی صاحب (۲) میر مصطفی علی صاحب (۳) میر غلام حسین صاحب اور چار دختر ہوئیں (۱) زینب بیگم (۲) کلثوم بیگم (۳) زہرا بیگم (۴) صغرا بیگم ہر سہ فرزند اور صغرا بیگم عہد طفلی میں انتقال کر گئے۔ زینب بیگم میر عابد علی صاحب سے منسوب ہوئیں اور کلثوم بیگم کی شادی محمد علی صاحب سے ہوی۔ میر محمد علی صاحب اور میر عابد علی صاحب فرزندان خیراتی بیگم دختر سید علی محمد خاں موصوف الصدر کے ہیں۔ ایک سال کے اندر زینب بیگم نے بعد شادی کے انتقال کی اور کلثوم بیگم کے شوہر بعد ازاں انتقال کر گئے مدت تک کلثوم بیگم نے بے شوہری میں بسر کی۔ شوہر کی معاش میں سے چالیس روپیہ ماہوار کلثوم بیگم کے نام جاری ہوی اوسی آمدنی سے بسر اوقات کی۔ زہرا بیگم ناکتخدا ہیں۔

ایک فرزند میر روشن علی نام میر حیدر علی صاحب کی زوجہ ثانی سے پیدا ہوے اور حیات رہے اور میر حیدر علی ۱۳۲۹ھ میں مرض طاعون سے انتقال کئے۔

ملاحظہ ہو شجرۂ نسب نمبر (۷)

شجرۂ نسب نمبر (۷)

سید علی محمد خاں فرزند سوم میر محمد معصوم خاں شہاب جنگ ابن میر محمد کاظم خاں رضوی

(۱) میر حیدر علی (۲) خیراتی بیگم (۳) حسینی بیگم (۴) سیدالنسا بیگم (۵) امیر النسا بیگم۔

لاولد فوت ناکتخدا فوت ناکتخدا فوت

(۱) میر باقر علی (۲) میر عابد علی (۳) میر محمد علی (۴) پیاری بیگم (۵) روشن بیگم (۶) محمدی بیگم

(۱) میر محمد علی (۲) میر مصطفیٰ علی (۳) میر غلام حسین (۴) زینب بیگم (۵) کلثوم بیگم (۶) زہرا بیگم (۷) صغرا بیگم

لاولد فوت لاولد فوت لاولد فوت لاولد فوت (۸) میر روشن علی از زوجہ ثانی

ضمیمہ تذکرہ ششم

امتیاز بیگم صبیہ میر محمد معصوم خاں شہاب جنگ ابن میر محمد کاظم خاں رضوی ولت
آبادی باحیات و عمر دراز ہوئیں ان کے شوہر ظفر الدولہ نے ان کی زندگی میں انتقال کیا
امتیاز بیگم صاحبہ کو سرکار سے تیس روپیہ ماہوار وظیفہ ملتا تھا اوسی میں بسر اوقات فرمائی رہیں
خیر النسا بیگم دختر دومی میر محمد معصوم خاں شہاب جنگ کی شادی میر عسکر رضا صاحب
سے ہوی ایک دختر زکریا بیگم پیدا ہوئیں۔ زکریا بیگم کی شادی میر حسن علی خاں صاحب سے
ہوی میر محمد علی خاں صاحب برادر بزرگ میر حسن علی خاں سے اولا بخشی بیگم ثانیاً
حاجی بیگم دختران شہاب جنگ موصوف منسوب ہوئیں لیکن دونوں صاحبزادیاں
لاولد انتقال کر گئیں۔ پانچویں تاریخ ماہ ذیقعدہ ۱۲۴۳ھ میں محلہ میر چوک مقابل مکان
سعید الملک سردار علی خاں علی یار جنگ کی شادی میں آتشبازی کے ٹوکروں میں آگ

لگ گئی جس سے اکثر براتی اور تماشائی جلکر ہلاک ہوئے اوسی آتشبازی سے میر محمد علی خاں بھی بتاریخ ۶ ماہ ذی قعدہ سنہ صد رجلکر جان بحق تسلیم ہوئے میر محمد علی خاں کا مدفن دائرہ میر مومن قریب مزار شاہ چراغ صاحب قدس سرہ میں ہے - میر محمد علی خاں صاحب کے دوسرے بھائی میر حسن علی خاں صاحب سنہ ۱۲۴۵ھ میں رحلت کی - یہ دونوں برادر حقیقی فرزندان میر اکرم علی خاں مغفور تھے جن کا مکان اورنگ آباد میں متصل درگاہ شاہ نظام الدین صاحب تھا جس کو حاجی بیگم صاحبہ نے شاید منحوس خیال کرکے کھدوا ڈالا اور عملہ فروخت کر دیا اس کی زمین صاحب گلشن جعفری میر نثار حسین خان صاحب کے قبضہ میں آئی اور نثار حسین خاں صاحب کی اجازت سے لینوالوں نے باقرار ادائی محصول مکانات بنوائے -

خیر النسا بیگم بقضائے آلہی بتاریخ نہم شوال سنہ ۱۲۴۵ھ دنیائے فانی سے رحلت کر گئیں زکریا بیگم بنت خیر النسا بیگم بنت میر محمد معصوم خاں شہاب جنگ سے دو فرزند تولد ہوئے (۱) میر فرزند علی کہ یہ خورد سالی میں انتقال کر گئے (۲) میر ریاست علی صاحب میر ریاست علی صاحب کی دو شادیاں ہوئیں ایک نجیب النسا بیگم عرف نجیبہ بیگم بنت میر اسمعیل علی خاں رشید الملک ابن بیگم مذکورہ صدمہ زچگی سے انتقال کر گئیں۔ دوسری شادی سلیمہ بیگم بنت سید غیرت خان بہرام الدولہ جنکی والدہ جانی بیگم ہمشیر میر عالم بہادر تھیں ہوئی سلیمہ بیگم کی دوسری ہمشیر فاطمہ بیگم احمد یار خاں سے منسوب ہوئیں ایک فرزند میر مہدی حسن خاں صاحب وجود میں آئے جو برادر علاتی محکم جنگ مرحوم ہوئے سلیمہ بیگم کی دو دختر تولد ہوئیں (۱) بدر النسا بیگم (۲) رونق بیگم بدر النسا بیگم میر نثار حسین خاں صاحب مصنف گلشن جعفری سے کدخدا ہوئیں اور رونق بیگم کی شادی میرزا یادگار علی سے رونق بیگم بحالت لاولدی اواخر عمر میں مجاور کربلائے معلے ہو کر وہیں انتقال کیں -

ملاحظہ ہو شجرۂ نسب نمبر (۸) خاندان خیر النسا بیگم دختر میر محمد معصوم خاں شہاب جنگ بہادر

شجرہ نسب نمبر (۸)

خیر النسا بیگم بنت میر محمد معصوم خاں شہاب جنگ مرحوم

(۱) زکریا بیگم

(۱) میر فرزند علی (۲) میر ریاست علی

لاولد

(۱) رونق بیگم (۲) بدر النسا بیگم

لاولد

تذکرہ ہفتم

در احوال میر غلام حیدر خاں ممتاز جنگ اعتصام الدولہ اعتصام الملک بہادر فرزند سوم میر محمد کاظم خاں رضوی دولت آبادی نبیرہ سید جعفر نیشاپوری

کسی خاندان کے شجروں اور اس کے افراد اور نسلوں پر جو لطف و کرم ایزدی سے پھلے پھولے ہوں اور زمانہ کے ساتھ استقلال و قیام رکھتے چلے آئے ہوں اس پر ابتدا سے کسی حد تک ایک اجمالی نظر کرنے سے خاص قدرت قادر توانا اور حکمت بے نظیر باریتعالی کا ظہور ہوتا ہے کہ شاخ سے شاخ اور ثمر سے ثمر کا وجود میں آنا اور طرح طرح کے حوادثات لیل و نہار و سوانح روزگار سے مصئون و محفوظ رہنا خاص ایک کیفیت سرسبزی گلشن و گلزار اور نمونہ نزہت و بہار و لاویز کی رکھتا ہے۔
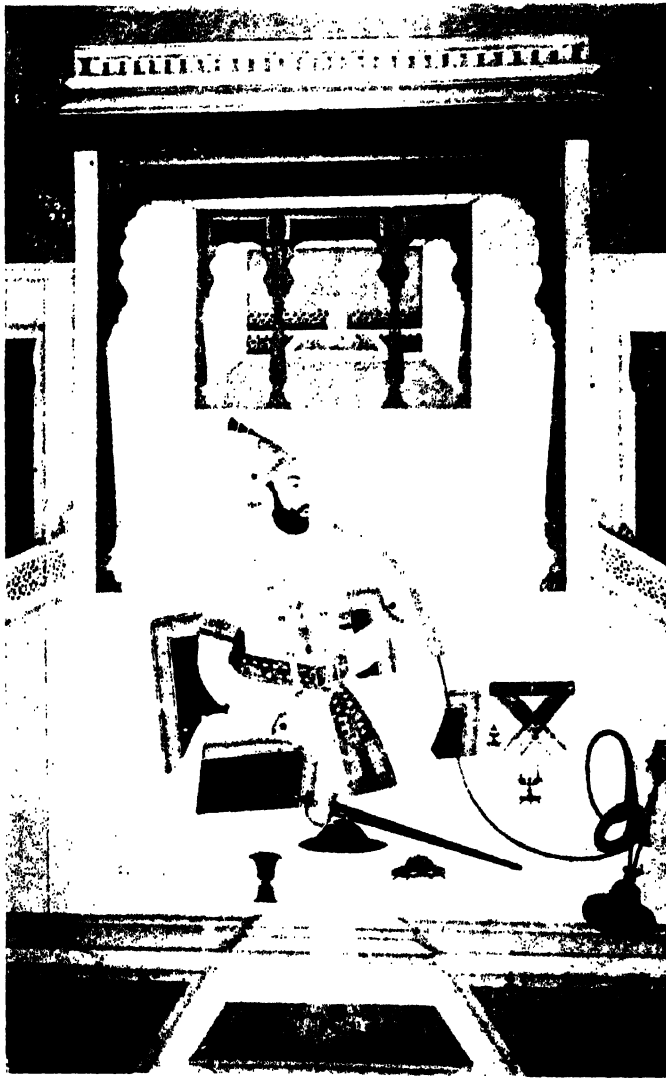
نواب میر غلام حیدرخان ممتاز جنگ اعتصام الدولہ اعتصام الملک بہادر
فرزند سوم میر محمد کاظم خان رضوی دولت آبادی نبیرۂ سید جعفر نیشاپوری

حیدرآباد پرنٹنگ ورکس

چونکہ انسان مدنی بالطبع ہے یہ بھی فطرت الٰہی اور قدرت نامتناہی کا ایک کرشمہ ہے کہ ایک ہی نسل اور ایک ہی خاندان میں مختلف مذاق اور طبیعت کے نفوس پیدا ہوتے ہیں اگر بالفرض دو ایک صدی کے مولود زندہ ہیں اور ایک مقام پر جمع ہو جائیں تو خاصی ایک بستی آباد ہو جائے اور تمدن میں جو کہ مختلف طبایع اور مختلف کسب اور پیشہ کی حاجت ہے وہ اہل کسب و ہنر کسی دوسرے کے محتاج نہ رہیں اگر ایک ہی مذاق اور ایک ہی پیشہ خاندان یا مجموعہ مذکور کا ہوتا یا چند محدود مشاغل تمام یا اکثر و بیشتر اشخاص کے ہوتے تو اون میں سے اکثر بلا ضرورت آبادی خلق میں زاید واقع ہو کر بیکار رہ جاتے جیسا کہ اس زمانہ میں اہل قلم کی کثرت نے خود اون کو بیکار اور منتظمان ہندوستان کو جنکے دل میں کچھ ترس خدا اور انسانی ہمدردی ہے ہمیشہ متفکر اور پریشان رکھا ہے۔

یہاں تک میں نے اس خاندان کے حالات لکھے یہ حالات لکھنا کیا ہے صرف ایک یادداشت قایم کرنا ہے اگر باستثناے بعض افراد کل کی تفصیلی کیفیت اور اونکے تمام و کمال سوانحات جمع ہوتے تو چند دفاتر وسیع ترتیب میں آتے اور ایک طول عمل ہو جاتا مگر اس اختصار سے بھی اس قدر تو ناظرین کو ثابت ہوگا کہ میرے خاندان کے ممبر گو کہ باعتبار معاشرت اور مشاغل کے عموماً صرف چند ہی صنف کہ اعظم ترین اون میں اہل سیف و اہل قلم ہیں منقسم و محدود ہوتے ہیں لیکن بہ اختلاف جزئی باقتراق طبعی و بہ امتیاز مذاق اصلی میرا یہ عرض کرنا کسی طرح نامناسب نہ ہوگا کہ اون تمام شریف پیشوں اور مشغلوں اور ملکات و کمالات میں جو سیاست و ریاست کے لئے ضروری ہیں۔ مجموعی طور ہر ایک صنف پر حاوی و قادر رہے اور یہ سب پروردگار عالم کی مہر اور اوس قادر کریم کی عطا ہے جس نے بانی خاندان کثیر النسل کی ذات مجموعہ صفات میں ایسا مادہ رکھا تھا جس کے ہر فرد میں

اس قسم کے جوہر پیدا ہوتے گئے کوئی مبارزت اور مہارت میں یکتا ہوا کوئی نظم و نسق ملک میں ممتاز کسی میں ملکی خیر خواہی کا مادہ بڑھا ہوا رہا اور کسی کو بادشاہی خیر خواہی اور طرفداری کے سوا دوسرا خیال نہ آیا۔ کسی کا ملازمت کی جانب رجحان تھا اور کسی کا محض تحصیل کسب و ہنر کی طرف میلان تھا۔

جب تقدیر بھلی ہوتی ہے اور خداوند کریم کی تائید شامل حال تو ہر شئے اور ہر کام کے اسباب اور سامان بھی مہیا ہو جاتے ہیں جن اسباب پر آدمی کی معاشرت یا آئندہ زندگی اصلاح نسل اور حفاظت اولاد کی موقوف و منحصر ہوتی ہے۔ خوش نصیبی سے بادشاہان اور فرمانروایان وقت بھی قدر دان، جوہر شناس شریف پرور ہوتے آئے خصوصاً خاندان واجب التوقیر منبع الجود و مصدر احسان سرکار آصفیہ ادام اللہ احترامہٗ واقتدارہٗ۔

آمدم برسر قصہ کہ میرے خاندان میں اب تک جس قسم اور مذاق کے ارباب گزرے لیکن میر غلام حیدر خاں ممتاز جنگ اعتصام الدولہ اعتصام الملک بہادر متصف عنوان اکثر صفات میں ممتاز خاندان بلکہ منتخب عصر کہا جائے تو بجا ہے تذکرہ مسلسل بہادر موصوف یہ ہے کہ میر غلام حیدر خاں ۱۱۵۳ھ میں پیدا ہوئے علوم و فنون درسیہ عربی و فارسی کی تکمیل قاضی شیخ الاسلام خاں کے فیض بکرمت سے ہوئی اور دیگر کاملین سے بھی شعر و نظم و ادب و انشا و فنون سپہگری استفادہ کیا زمانہ تحصیل اور عنفوان شباب تک اورنگ آباد میں اقامت پذیر رہے بعد انتقال والد بزرگوار میر محمد کاظم خاں رضوی مرحوم عہد نواب میر نظام علی خاں آصفجاہ بہادر ثانی میں وارد حیدر آباد ہوئے اور نواب غیور جنگ کے مہمان رہے بعد چندے نواب عبدالحی خاں صمصام الملک اور نواب شیر جنگ کی وساطت سے باریاب حضوری ہوئے بہ لحاظ لیاقت علمی و کمالات ذاتی ازراہ قدر دانی و ہنر پروری حضور پر نور نے قلمدان

دارالانشار خاص عنایت فرمایا۔ کسی شاعر نے قطعہ سرفرازی خدمت نظم کیا ہے۔

خدمتِ نظم دارالانشارا   کرد تفویض شاہ ملک دکن
شد عطارد محاسب انشائش   منشیِ مستقلِ ملک دکن

الحاصل بعد سرفرازی خدمت ابتداءً پانسو روپیہ ماہوار مشاہرہ مقرر ہوا رفتہ رفتہ مواقع جنگ و تقاریب شادی و بہجت میں بصلہ جانفشانی خطابات و جاگیرات سے سرفراز ہوئے چنانچہ صاحب تاریخ تزک آصفیہ وقایع نگار عہد نواب آصف جاہ ثانی اپنی کتاب مذکور نسخہ قلمی محشی کے صفحہ (۱۸۵) میں تحریر کرتے ہیں کہ "دو آنزدہم جمادی الاول ۱۱۸۹ھ بندگانعالی باز بہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد نزول اجلال فرمودہ در بارہ دری عوض خاں مرحوم طرح اقامت افگندہ تا شش ماہ بساط راحت گستردند و شانزدہم جمادی الثانی سالیہ میر غلام حیدر بخانی و چار صدی سر اعتبار افراخت"

تزک آصفیہ مذکورہ صفحہ (۲۰۰) میں تحریر کرتے ہیں "جشن سالگرہ مبارک بست و دوم شوال ۱۱۹۴ھ درین جشن میر حیدر خاں سرپنچ مرصع عنایت شد۔

تزک آصفیہ صفحہ (۲۱۲) میں ارقام ہے "بعد انفراغ جشن نوروز ۱۱۹۵ھ میر حیدر خاں منشی بہ اضافہ یکہزاری ایک ہزار سوار خطاب بہادری و عطائے علم سرفراز شد۔

تزک آصفیہ صفحہ (۲۱۹) "در جشن نوروز ۱۱۹۶ھ میر حیدر خاں دو ہزاری یکہزار سوار و نقارہ و خطاب ممتاز جنگ بہادر ممتاز بین الامثال والاقران گردید"

تزک آصفیہ صفحہ (۲۵۰) "در ۱۱۹۹ھ جشن سالگرہ اعتصام الدولہ بہادر پالکی جھالردار عنایت شد"

تزک آصفیہ صفحہ (۲۶۱) "در ۱۱۹۹ھ مذکور بتقریب جشن عید الضحیٰ اعتصام الدولہ بہادر

انگشتی مروارید عنایت شد۔"

تزک آصفیہ صفحہ (۲۸۱) "ہشتم شوال جشن سالگرہ ۱۲۰۲ھ اعتصام الدولہ بہادر دستبند مرصع عنایت شد۔"

تزک آصفیہ صفحہ (۲۹۰) "ہشتم ذیقعدہ در جشن نوروز سالگرہ ۱۲۰۳ھ دیباچہ دانش و بنیش اعتصام الملک بہادر دستبند زوج مرحمت شد۔"

یہ جشن نوروز و جشن سالگرہ جو ۱۲۰۳ھ میں ہوا نہایت تزک و احتشام اور بذل و صرف کثیر سے ہوا تھا ایسا جشن جس میں اس قدر صرفہ زر نقد و جنس و جواہر اور اتنے زمانہ تک مصروفیت رہے ہو شاید کسی عہد مبارک آصف جاہ ثانی بلکہ دیگر جانشینان آنحضرت میں نہ ہوا ہوگا بظاہر اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ بتاریخ ہشتم جمادی الاول ۱۲۰۳ھ حضور آصفجاہ ثانی قلعہ محمد نگر کو تشریف لے گئے اور وہاں دربار رئیسانہ ترتیب دیا گیا اور مینا بازار قایم کیا گیا ہر ایک چیز کی خریداری اور ہر شئے کے ملاحظہ میں سرکار والا مصروف تھے کہ اثنائے جشن میں ایک منحوس پالو بندر نے کہ اُس کے سر پر آپ نے تفریحًا ہاتھ پھیرا زخم دنداں سے دست مبارک کو مجروح کر دیا اور وہ زخم بہت سے علاج معالجہ کے بعد ایک مہینہ چند روز کی مدت میں مندمل ہوا اس صحت میں بڑی خوشی حاصل ہوی۔ حضور پر نور کے غسل صحت ہوتے ہی ایام نوروز شروع ہوے اور یہی زمانہ عید الضحیٰ کا بھی تھا۔ پس اس مسرت در مسرت میں اعظم الامرا بہادر نے درخواست کر کے اہتمام شادی صحت اور جشن نوروز اور جشن سالگرہ کا اپنے ذمہ لے لیا لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ ندر عید میں عید کے دوسرے دن حیدر علی بیگ جمعدار باشندہ بیٹر کی تنخواہ بقیہ سپاہیان ماتحت جمعدار مذکور کے جھگڑے میں کٹار سے اعظم الامرا بہادر کا ہاتھ بھی مجروح ہوگیا اور چند اشخاص مع جمعدار مذکور اس حادثہ میں مجروح و مقتول

ہوگئے۔ اعظم الامرا بہادر کا ہاتھ ایک مہینہ کے معالجہ میں اچھا ہوا اعظم الامرا بہادر کی صحت و سلامتی کی خوشی حضرت بندگانعالی کو ازحد ہوی غرضکہ یہ تمام جشن اعظم کے اسباب پیدا ہوگئے تھے عہد آصفیہ میں کوئی جشن ایسا نہیں ہوا جس میں لاکھوں روپیہ سے تجاوز کرکے کرور روپیہ تک صرفہ کی نوبت پہونچی ہو الغرض یہ جشن کہ کامل دو مہینہ تک قایم رہا روزانہ جواہرات وزیورات و اشیائے نادرہ خلعت و انعام میں محلات۔ صاحبزادوں امیروں اور ملازمان شہر و بیرونجات کی اشخاص کو تقسیم ہوتے رہے اور ہزارہا اشخاص کو پر تکلف کھانے بلا ناغہ کھلائے گئے۔ برابر روزمرہ مستحقین کو زرنقد تقسیم ہوتا رہا۔ باقی روشنی و آتشبازی و ناچ رنگ وغیرہ کی یہ عین لوازمات جشن ہے جاری۔ ہر روز عید ہر شب شب برات رہی ہے۔

صاحب تزک آصفیہ تحریر کیفیت جشن میں داد نثاری اور شاعری دی ہے اور اس جشن کے بیان میں انھوں نے اپنی جانب سے شاعرانہ القاب ہر ایک کے نام کے ساتھ جسکا ذکر آیا ہے اور جس کو خطاب سرکار سے عطا ہوا ہے تحریر کیا ہے اور ہر ایک شخص کا القاب اوس کی ذاتی اوصاف کے لحاظ سے حضرت شاہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے مثلاً عبارت آیندہ دلاوران عرصہ مصاف رابعہ تیج ونت بہادر دیباچہ دانش و بنیش اعتصام الملک بہادر فیس علی ا

خواجہ غلام حسین خاں المخاطب بخان زماں خاں مولف تاریخ گلزار آصفیہ مطبوعہ مطبع محمدی حیدرآباد سنہ ۱۳۲۰ مولفہ سنہ ۱۲۶۰ صفحہ (۱۸۲) میں تحریر کرتے ہیں میر حیدر خاں بہادر از بلدہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد و قلعہ مبارک دولت آباد کہ قلعداری قلعہ مذکور از وقت بادشاہان تیموریہ در خاندان بہادر معز بود وارد بلدہ حیدرآباد شدہ بموافقت شیر جنگ بہادر و رکن الدولہ بہادر مدار المہام سرکار کہ از وقت بزرگان طرفین اتحاد ہا داشتند باریاب حضور پر نور گشتہ بہ مساعدت طالع بلند و نصیبہ ارجمند بخدمت منشی گری

حضور پر نور کہ پاکیزہ روزگار گفتہ اند سرفراز و سربلند گردید بہ مرتبہ مصاحبت و تقرب رسید کہ
رشک امیران دربار شد و بلکہ ہمراز حضور پر نور بودہ صاحب منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار
و علم و نقارہ و پالکی جھالردار و بجاگیر عمدہ سیر حاصل نیز سرفراز گشت و تا رحلت خود معمور کار و بار
خدمت خویش بود۔

بعد ازاں در عہد حضرت مغفرت منزل چوں عالم پیرانہ سالی بدرجہ بود کہ قریب ہشتاد سال
رسیدہ خدمت دار الانشائی را بفرزند کلاں خویش رشید الدولہ بہادر از پیشگاہ آنحضرت سرفراز
کنانیدہ خود در عالم انزوا و بعبادت معبود حقیقی در سنہ ۱۲۳۵ھ یکہزار و دوصد و سی و پنج ہجری
عازم خلد بریں گردید۔

امیرے بود کہ در دربار جہانمدار مانند او ہیچ کس چہ در خوش وضعی و چہ در اصابت
رائے و متانت خرد کہ ہموارہ شریک مصلحت کلیات و جزئیات حضور پر نور بود و چہ در علم و
فضل و کمال کہ در انشا آنرائی بے مثل و بے مانند خود بود بنظر نیامد۔ اقربا پرور خدا پرست و عابد
معمور فرد فرید منتخب روزگار کہ اگر زمانہ صد سال دیگر چرخ زند ہمچو امیر بہ صفات مذکورہ بنظر
آید بلکہ نہ آید۔ انتہیٰ

صاحب تاریخ حدیقۃ العالم صفحہ (۳۵۸) میں تحریر فرماتے ہیں کہ "در سنہ ۱۱۹۴ھ قبل
جشن عید الفطر میر حیدر خاں منشی حضور را باضافہ یکہزاری یکہزار سوار و خطاب بہادر بلند پایہ
ساختند"۔ حدیقۃ العالم صفحہ (۳۶۰) "در سنہ ۱۱۹۶ھ بماہ ربیع الآخر میر حیدر خاں را از اصل
و اضافہ بہ منصب دو ہزاری و عطائے نقارہ و خطاب ممتاز جنگ مورد عنایات ساختند"۔
کتاب مذکورہ صفحہ (۳۷۵) "در سنہ ۱۱۹۹ھ آخر ماہ صفر اعتصام الدولہ منصب پنجہزاری
سہ ہزار سوار و خطاب اعتصام الملک و پالکی جھالردار اعزاز امتیاز یافتند"۔

کتاب مذکور صفحہ (۴۷۶) "در ماہ ذیقعدہ ۱۱۹۹ھ مذکور اعتصام الدولہ بہادر بعنایت کنٹھی مروارید عز اختصاص یافت"

کتاب مذکور صفحہ (۴۸۲) "ہشتم رجب ۱۲۰۰ھ کشنا را از معبر کالا چبوترہ عبور نمودہ بتاریخ نوزدہم ماہ مذکور داخل حیدرآباد شدند در اثنا ے ایں سفر تا رسیدن بحیدرآباد امرا و صاحبزادگان بہ مناصب و خطابات عمدہ سرفرازی یافتند و از امرا ہر کہ بہ خطاب دولہ امتیاز داشت بہ خطاب ملکی و ہر کہ خطاب جنگی داشت بہ خطاب دولائی چہرہ اعتبار افروخت"

اور صاحب حدیقۃ العالم صفحہ (۳۹۳) میں تحریر کرتے ہیں کہ "ہمدریں سال یعنے سنہ ۱۲۰۳ھ جشن سالگرہ با آئینی کہ چشم فلک مثل آں ندیدہ جلوۂ ظہور پذیرفت و دریں جشن از فیض عمیم صدہا مردم از وضع و شریف از امرا و منصبداران و فقرا و مطربان بہ مناصب و خطابات بہ عطائے جواہر و خلعتہا و تصدقات و انعامات فراخور رتبہ کہ تفصیل آن موجب اطناب است کامیاب گشتند۔"

اس عبارت سے مضمون جشن مذکور کی تصدیق ہوتی ہے جس کا تذکرہ حوالۂ تاریخ آصفیہ سے میں نے پچھلے صفحات میں کیا ہے۔

واضح ہو کہ تاریخ حدیقۃ العالم سے یہ تمام حوالہ عہد نواب آصف جاہ ثانی میر نظام علیخان بہادر کے دئے گئے ہیں۔

تاریخ یادگار لچھمن لال مولفہ ۱۱۹۶ھ مطبوعہ مطبع برہانیہ واقع حیدرآباد دکن صفحہ ۲۹ تذکرۂ امراے عہد آصف جاہ ثانی میں تحریر کرتے ہیں کہ "میر حیدر خاں کہ نام اصلی مسطور است۔ در حضور بندگانعالی ملازم گردید و سرانجام امور منشی گری باستقلال می نمود حضرت بندگانعالی بخطاب اعتصام الملک بہادر سرافراز فرمودند۔"

غلام سید خاں مرحوم بعد آمدن پونہ کار منشی گری حضور از اسمٰعیل یار جنگ می گرفتند
بعد انتقال غلام سید خاں مرحوم میر عالم مغفور امور منشی گری حضور از اعتصام الملک بہادر
گرفتند الحال از باعث ضعیفی بہادر معز استعفا دادہ رشید الدولہ فرزند کلاں خود را در
حضور باشی مقرر نمودند۔ و از اعتصام الملک بہادر پنج فرزند اند کلاں رشید الدولہ بہادر بر کار
منشی گری و قلعداری دولت آباد مامور۔ اعتصام الملک شانزدہم شوال ۱۲۳۳ھ قضا کردہ
رشید الدولہ اجرائی کار منشی گری و عباس علی خاں فرزند اعتصام الملک بخدمت عرض بیگی مامور شدند
رائے لکھمن لال تاریخ مذکور صفحہ (۱۰۴۸) فصل پنجم تفصیل تعلقہ جات جاگیرداران میں
اعتصام الملک بہادر کی جاگیر [illegible] قایم کرتے ہیں جس سے مقصود انکی ذاتی جاگیر ہے۔
سید التفات حسین خاں میر منشی رزیڈنسی حیدرآباد اپنی تاریخ نگارستان آصفی مولفہ ۱۲۲۵ھ
م ۱۸۱۰ء مطبوعہ مطبع عزیز المطابع حیدرآباد دکن صفحہ (۵۴۸) میں ارقام کرتے ہیں کہ
"میر رضا علی خاں بہادر شہاب جنگ و میر حیدر خاں بہادر اعتصام الملک پسران
میر کاظم نامی متوطن اورنگ آباد اند کہ در سرکار غفران مآب خدمت حساب احشام قلعہ
دولت آباد می داشتند۔ میر رضا علی خاں در رفاقت صلابت جنگ از قلعداری قلعہ دولت آباد
سرفراز بودند و میر حیدر خاں اولاً بہ نیابت دھنپت سنگہ منشی حضرت غفران مآب و بعد
انتقال منشی مذکور بہ حاضر باشی حضور پرنور سرفراز شدہ بہ سرانجام امورات منشی گری باستقلال
پرداختند و حضرت غفران مآب بہ خطاب اعتصام الملک بہادر سرفراز فرمودند۔ ارسطو جاہ
بعد آمدن پونا کار منشی گری از اسمٰعیل یار جنگ می گرفتند بعد انتقال ارسطو جاہ مرحوم
میر عالم بہادر مغفور اجرائی امورات منشی گری حضور بدستور با اعتصام الملک بہادر مفوض
ساختند و الحال بہادر معز کہ تخمیناً بعمر ہشتاد و دو سال خواہند بود باعث استیلائے ضعف

پیری رشید الدولہ فرزند کلاں خود را در حاضر باشی حضور مقرر نمودند اعتصام الملک بہادر پنج پسر دارند کلاں محمد علی خاں مخاطب بہ رشید الدولہ بہادر کہ بعہدہ منشی گری و قلعداری دولت آباد مامور شادی بہادر مذکور از دختر سرفراز الملک بہادر شدہ فرزند دارند یکی میر اسمٰعیل و دیگرے میر صادق۔ دوین وحید الدولہ بہادر کہ بہ قلعداری قلعہ پرینڈہ سرفراز و از دختر غلام حسین خاں منسوب بودہ یک فرزند باسم میر غلام حسین دارند سوین عباس علی خاں بہادر منسوب از دختر افتخار الملک بہادر یک فرزند بنام میر احمد علی از ا چہارین میر ابراہیم علی خاں کہ بہ قلعداری قلعہ بہاتمرہ ممتاز و از دختر سلطان نواز خاں منسوب اند ہمچنین موسوم بہ دلاور علی خاں کہ انتقال نمودند و از دختر میر ابو تراب خان منسوب بودہ دو فرزند دارند یکے میر محمد صالح و دیگرے میر افضل علی کہ از قلعداری قلعہ بیتالباڑی سرفراز اند۔ انتہی۔

ابو المعارف مولوی عبد الرؤف نبیرہ مولوی محمد حسین استاد حضرت مغفرت مکان اپنی تالیف تاریخ دبدبہ نظام مولفہ ۱۳۲۳ھ سنہ ۱۹۰۶ء مطبوعہ مطبع قاسم پریس حیدرآباد حصہ اول باب سادس صفحہ (۱۵۵) میں تحریر کرتے ہیں" میر غلام حیدر خاں ممتاز جنگ اعتصام الدولہ اعتصام الملک بہادر۔ ولادت ۱۱۵۲ھ تاریخ ولادت مخبر ارکان ۱۱۵۲ھ اورنگ آباد میں آپ نے دولت آباد سے نقل کر کے اقامت قبول کی۔ نواب نظام علیخاں نے قلمدان دار الانشا سرفراز فرمایا۔ ۱۱۹۱ھ میں خطاب خانی و بہادری و منصب یکہزاری ۱۱۹۶ھ میں ممتاز جنگ خطاب دو ہزاری منصب ۱۱۹۹ھ میں پنجہزاری منصب ہزار سوار اعتصام الدولہ خطاب پالکی جھالردار ۱۲۰۲ھ میں ہنجند و سرپیچ و جیغہ مرصع و کنٹھی مروارید و شمشیر و نیزہ و خطاب اعتصام الملک دو لاکھ کی معاش ذات و اخراجات

سے سرفراز ہوئے ۱۲۳۵ء میں انتقال کیا۔ انتہیٰ

صاحب گلشن جعفری صفحہ (۴۹) میں تحریر کرتے ہیں کہ پونا کے راجہ کو اس امر کا اشتیاق بدرجہ کمال ہوا کہ میر غلام حیدر خاں منشی حضور نظام الملک آصف جاہ ثانی سے ملاقات کرے چنانچہ نواب غفران مآب نے راجہ صاحب کی اس استدعا کو قبول فرما کر میر غلام حیدر خاں کو حکم ہوا کہ خدمت میں راجہ صاحب پونا کی حاضر ہوں بعد فیوز پونا راجہ صاحب کے ناگوار خاطر تھا کہ میر غلام حیدر خاں کو مرخص کریں تا اینکہ تین سال گزر گئے آخر الامر باصرار میر غلام حیدر خاں ممدوح کو تحف و ہدایائے کثیر المقدار سے سرفراز کرکے بہ مجبوری اجازت رخصت راجہ صاحب نے مرحمت فرمایا میر غلام حیدر خاں بعد مراجعت بارگاہ خداوندی میں باریاب ہو کر تحف و ہدایا جو کچھ کہ دربار راجہ صاحب سے ملے تھے پیشگاہ خداوندی میں گزرانے خداوند نعمت براہ قدردانی اون تحایف کو واپس مرحمت فرمایا۔ اعتصام الملک مرحوم سرگرمی و مستعدی سے امورات سرکاری ادا کرکے ہمیشہ مورد عنایت سلطانی و مراحم خسروانی ہوا کرتی تھی۔ انتہیٰ۔

گلشن جعفری صفحہ (۵۱) کل معاش ذاتی میر غلام حیدر خاں اعتصام الملک و ان کی اولاد کی سوا دو لاکھ روپیہ کی تھی۔ انتہیٰ۔

ان مورخوں کے بیان میں باہمی کوئی ایسا اختلاف نہیں ہے جو توجہ کے قابل ہو یا کسی امر عظیم میں ہو صرف جزئی اختلاف مثلاً سنہ پیدایش اعتصام الملک صاحب دبدبہ نظام ۱۱۵۲ھ ہجری تحریر کرتے ہیں اور فخر ارکان تاریخ پیدایش لکھتے ہیں اور صاحب گلشن جعفری صفحہ (۴۸) میں ۱۱۵۳ھ کی پیدایش بتاتے ہیں۔ فقرہ فخر ارکان سے تو واقعی ۱۱۵۲ عدد نکلتے ہیں جس کے ملاحظہ کے بعد کوئی شک صحت دبدبہ نظام میں نہیں رہتا

لیکن فخر ارکان جس کسی نے تاریخ نکالی ہے کمال کیا ہے کہ بچپن میں پیرانہ سالی کے عروج کی خبر دی ہے۔ اگر یہ بچپن کی تاریخ ہے تو سراسر اعجاز ہے اور صاحب نگارستان آصفی صفحہ (۷۵) میں لکھتے ہیں کہ اس وقت بہادر معز اعتصام الملک کی عمر تخمیناً بیاسی سال کی ہے نگارستان آصفی ۱۲۲۸ھ میں تالیف کی گئی اس حساب سے ۱۲۲۰ھ میں نواب اعتصام الملک بہادر کی عمر زیادہ سے زیادہ اٹھتر سال کی ہوتی ہے غالباً نگارستان آصفی ۱۲۳۲ھ تک تمام نہیں ہوئی کیونکہ صاحب تاریخ گلزار آصفیہ لکھتے ہیں کہ نواب اعتصام الملک بہادر نے ۱۲۳۵ھ میں انتقال اور اسی کی عمر میں (یا اس سے کچھ بیشتر) خدمت دربار سے کنارہ کش ہو کر اپنا قایم مقام فرزند کلاں رشید الدولہ کو کیا۔ اور رائے لکھمن لال تحریر کرتے ہیں کہ اعتصام الملک نے شانزدہم شوال ۱۲۳۶ھ میں قضا کی پس رائے لکھمن لال و صاحب گلزار آصفیہ کے درمیان سنہ انتقال میں صرف ایک سال کا فرق ہے اور علیٰ ہذا پیدائش میں بھی درمیان مورخین کے ایک سال کا اختلاف رہتا ہے بہر طور اعتصام الملک بہادر کی عمر (۸۴) سال سے کم نہیں ہوئی اور (۸۵) سال سے زاید نہیں ہوئی۔

جاگیر ذات میں جو اختلاف ہے وہ شاید جزو اور کل کا اختلاف ہے یعنے رائے لکھمن لال نے صرف نواب اعتصام الملک کی ذات خاص کی جاگیر علاوہ دوسری جاگیر کے تحریر کر دی ہے اور دیگر مورخیں نے کل جاگیرات بھی شامل کر لی ہیں جیسا کہ گزرا۔

اور صاحب تاریخ رشید الدین خانی صفحہ (۲۲۲) دفتر دوم تحت تذکرہ نواب سکندر جاہ بہادر آصف جاہ ثالث یعنے تذکرہ ہشتم میں یہ تحریر کرتے ہیں کہ ماہ رجب ۱۲۲۰ھ میں (غالباً پچیسویں کے بعد) میر عالم بہادر نے سامان جشن سالگرہ نواب کا اپنے گھر اکٹھا کر کے عرضی گزرانی۔ خود بدولت نے پذیرا کیا اور بہ نفس نفیس رونق افزا مہمانسرائے

میر معز ہو کر جشن مذکور کو پیرایہ آغاز و انجام کا بخشا کہتے ہیں جشن ہذا میں سات لاکھ روپیہ میر معز کے خرچ ہوے۔ اور ارکان و اعیان شہر کے تمام ساتھ جواہر گراں بہا اور لالی پر ضیا کیطرف سے بندگا نعالی کے خلع ہوے۔ اور تمامی نے سر تفاخر کا اوج شرف کو پہونچایا چنانچہ شمس الامرا بہادر سات جاگیر ... روپیہ اور بخشیگری وغیرہ کے داد دیگر امرا کا ذکر کرکے) مباہی ہوے۔ اور اعتصام الملک اور رشید الدولہ منصب نشی گیری او جاگیر لائقہ سے بہرہ ور ہوے۔ انتہی۔

یہاں سنہ عزلت گزینی و گوشہ نشینی نواب اعتصام الملک بہادر از خدمت مفوضہ خود میں بھی اختلاف ایک سال یا چند ماہ کا پیدا ہوتا ہے مگر چند ماہ کا تفاوت ویسی تواریخ کا قابل لحاظ نہیں ہے۔

میر غلام حیدر خاں نواب اعتصام الملک بہادر نثر و نظم رنگین و سادہ پر قدرت تامہ رکھتے تھے اخلاق باطنی ان کی بہت اچھی تھی کسی سے رشک و حسد بغض و عناد کرکے کبھی اپنے دل کو کثیف نہیں کیا۔ اور تمام ملاقاتیوں شناساؤں اور دوستوں سے ظاہر و باطن یکساں اور سچی الفت و انس رکھتے تھے اور جس کسی نے کوئی حاجت ظاہر کی یا خود اون کو کسی طرح معلوم ہوی اس کے رفع کرنے میں حتی المقدور سعی کرتے تھے۔ سفارش یا نفع رسانی میں کبھی بخل او تامل نہیں کیا اور مستحقین و محتاجیں و مسافرین کی تواضع اور اعانت میں سرگرم رہتے تھے منافقانہ برتاؤ سے اونھیں سخت نفرت تھی۔ عبادت الٰہی و ریاضت نفسانی کا اونھیں دلی شوق تھا او اخر میں جب کار و بار سرکاری سے انفراغ ہوا یعنے سنہ ۱۲۱۹ء میں اپنے فرزند رشید الدولہ کو اپنا قایم مقام کرکے گوشہ نشینی اختیار کی تو زیادہ وقت یاد الٰہی میں بکمال شوق و ذوق صرف کرتے تھے اور کبھی اپنے دربارسی وغیرہ پر

اپنے مساوی یا ادنی درجہ کے مقابل غرور نہیں کیا اور نہ دل میں ان کے اس ناچیز تمول کی کوئی وقعت ہوئی کہ جس پر نازاں ہوتے۔ لوگوں سے بشگفتہ پیشانی ملتے تھے اور سختی و درشتی کسی ادنی ملازم سے بھی نہ کرتے سب سے بڑھکر یہ بات تھی کہ اپنے ولی نعمت کے سچے خیرخواہ تھے پونا میں باوجودیکہ بہت کچھ امیدیں تھیں اور راجہ رونگنی میں مصر مگر ولی نعمی کے قلبی محبت انہیں پھر دارالریاست اسلام میں کھینچ لائی۔

نواب اعتصام الملک بہادر کے کلام نثر و نظم میں سے ایک مثنوی کا نام **مثنوی اعتصام الملک** ہے اور دوسرے اشعار مثل قصاید وغیرہ کے مختلف ردیف قافیہ میں جو کہ ایک قلمی نسخہ مجلد میرے پاس موجود تھا۔ اوسے چھپوا کر آخر کتاب میں ضم کیا گیا ہے اس کے چند اشعار مختلف ردیف کے انتخاب کر کے اسی مقام پر درج کرتا ہوں جس سے ظاہر ہوگا کہ نواب اعتصام الملک کی فصاحت لسانی اور قوت طبعی اور سنجیدگی کلام کس درجہ پر ہے۔

انتخاب اشعار مثنوی تصنیف نواب اعتصام الملک بہادر مرحوم

اشعار مثنوی

خدایا جهان را تو آراستی | فزودی بهر چیز نی کاستی
برافراختی کاخ چرخ بلند | زمین را تو آورده در کمند
کواکب ز خورشید و مه منیر | همه بندگانند فرمان پذیر
نه این را بود پا نه آن را عماد | بحکم تو هر یک بپا ایستاد

بانسان تو دادی جمال کمال | جمال کمال از تو ای ذوالجلال
فلک پرتو آفتاب وجود | ملک شمه ابر احسان جود
تو دادی قرار زمین زمان | همان تا مدار همه آسمان
اگر چرخ گردان بفرمان تو | سکون زمین محو اذعان تو

وله

از دست همه دامن اسباب برآ | تا از کف پا سکه زنی کوه و درم را
همت چو هما بر سر از بال کشاید | یک پایه نهد همت او بخل و کرم را

ولہ

در سیاگر محک تجربہ اندیشہ بل | زر خالص آید ز ہمہ سیم و غل
لیک نیرنگ طلا چشم کون فساد | از تباہی پذیرد چو نباشد محتمل

ولہ

خدا وندا مرا ہر دم شفا دہ | چو دریابندم ہر دم دوا دہ
تجلی سید عالم محمد | مرا یارب ولای مرتضیٰ دہ

ز صورت دار ہاں خود را کہ از معنی نشان بینی | ز معنی بگذران یاری کہ نور او عیان بینی
طراز لفظ و معنی را بود کیفیت دیگر | ز کیف و کم برون آ تا نشان بے نشان بینی
بیا چون آئینہ حیران مشق سادہ لوحی کن | چو خواہی خویش را بینی بچشم دیگراں بینی

ولہ

خدایگان جہان خدیو بحر نوال | کہ در حریم جلالش حرام رد سوال
کمینہ ریزہ خور خوان جود حاتم طے | بفر کوکبہ اش نامہ کیان پامال
ہزار شحنہ چو نوشیروان غلام بند | یکے ز چوبکیان کاب رستم و زال

نواب اعتصام الملک بہادر کے تین شادیاں ہوئیں اول حبیب النسا بیگم صاحبہ بنت ناصر علی خاں عمدۃ الملک دوم بی بیگم صاحبہ عرف زیب النسا بیگم بنت نقد علی خاں ایجاد سوم لاڈلی بیگم صاحبہ عرف حبیب النسا بیگم بنت آصف خاں ۔ ان بیگمات سے (۶) فرزند ہوے (۱) میر ابو القاسم (۲) میر محمد علی (۳) میر ابو تراب (۴) میر عباس علی (۵) میر دلاور علی (۶) میر ابراہیم علی اور (۳) دختران (۱) بیگم بادشاہ (۲) نوروز بیگم (۳) زینب بیگم ۔ میر ابو القاسم نے عالم طفولیت میں انتقال کیا ۔ فرزندان و دختران میں میر ابو القاسم اور میر محمد علی ہر دو حبیب النسا بیگم صاحبہ محل اول سے تھے یہ بیگم سیدہ اولاد جناب امام موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام سے تھی ۔ مواضعات دامن گانوں اور دہرن گانوں نے پدر بزرگوار نواب

ناصر علی خاں عمدۃ الملک کے وسیلہ سے قبضہ میں آئی تھی جس کی صراحت تذکرہ میر محمد علی خاں رشید الدولہ میں کی جائیگی یہ دونوں مواضع بالتفویض ملک امانی برابر بحال و جاری تھے سر سالار جنگ اول نے اون کی واپسی کا وعدہ استرداد ملک برار از انگریزان پر مشروط تھا

(۱) میر ابو تراب وحید الدولہ (۲) میر عباس علی خاں بہادر اعتصام الملک ثانی عرض بیگی۔ (۳) میر دلاور علی خاں بہادر اور دو دختر بیگم بادشاہ صاحبہ اور نور وزیر بیگم صاحبہ بی بیگم صاحبہ عرف زیب النسا بیگم محل ثانی سے وجود میں آے اور میر ابراہیم علی خاں بہادر خورشید جنگ اعتقاد الدولہ اور زینب بیگم صاحبہ دونوں حقیقی برادر و ہمشیر لاڈلی بیگم صاحبہ عرف حبیب النسا بیگم سے تولد ہوے لاڈلی بیگم صاحبہ کی عمر پچاسی سال کی ہوی۔ بعد وفات شوہر چالیس سال زندہ رہے بعد وفات مقبرہ چادرگھاٹ میں قریب قبر شوہر مدفن ہوا۔

بی بیگم صاحبہ لاڈلی بیگم صاحبہ ایک ہی خاندان کے قرابت پھوپھی اور بھتیجی قوم مغل سے تھے میر غلام حیدر خاں نواب اعتصام الملک بہادر بتاریخ ۷ ماہ شوال المکرم ۱۲۷۵ھ میں انتقال کیا اور نعش مرحوم کو قریب چادرگھاٹ پھول باغ کے روبرو سپرد مرکز اصلی کیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ملاحظہ ہو شجرہ نسب نمبر (۹)

میر غلام حیدر خاں ممتاز جنگ اعتصام الدولہ اعتصام الملک بہادر

(۱) میر ابو القاسم صغر سن میں فوت (۲) میر محمد علی خاں رشید الدولہ (۳) میر ابو تراب وحید الدولہ (۴) میر عباس علیخاں اعتصام الملک ثانی

(۵) میر دلاور علی خاں بہادر (۶) میر ابراہیم علیخاں اعتقاد الدولہ

(۷) بیگم بادشاہ صاحب (۸) نور وزیر بیگم صاحبہ لاولد فوت (۹) زینب بیگم صاحبہ

تذکرہ ہشتم

در احوال میر محمد علی خان بہادر رشید یار جنگ رشید الدولہ فرزند اکبر میر غلام حیدر خان بہادر اعتصام الملک

میر محمد علی خان سنہ ۱۱۸۰ھ میں پیدا ہوے اور اپنے والد کی نگہداشت میں تربیت پاکر جوان ہوے۔ تمام فنون علمی میں دستگاہ حاصل کی اور عمدہ اخلاق سے متصف و ممتاز ہوے۔ حسب معروضہ نواب اعتصام الملک بہادر نواب میر اکبر علی خان بہادر سکندر جاہ آصف جاہ ثالث نے سنہ ۱۲۱۹ھ میں رشید الدولہ بہادر کو خدمت دار الانشائی سے سرفراز فرمایا۔ علاوہ اس خدمت کے پہلے سے وقایع نگاری پرگنہ کانڈاپور وغیرہ پر موافق سند حضرت آصف جاہ ثانی مورخہ چہاردہم محرم سنہ ۱۱۹۸ھ مامور تھے و نیز قلعداری قلعہ دولت آباد بموجب سند حضرت آصف جاہ ثالث مورخہ بست و چہارم ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۱۹ھ سرفراز ہوے۔

تمام اوصاف و محامد جمیلہ میں ایک خاص صفت جس سے رشید الدولہ بہادر ہر دلعزیز اور ممدوح خاص و عام تھے۔ یہ تھی کہ اون کی خدمت میں جو کوئی حاجتمند یا مستغیث پہونچتا ضرور کامیاب ہوتا۔ چنانچہ مشہور ہے کہ جب مہاراجہ چندو لعل بہادر کی ملاقات کو جاتے تو اکثر امیدواروں اور مستغیثوں اہل معاملات اور مقدمات کی عرضیاں وغیرہ لیجاکر یا زبانی سفارش کرکے انجاح مرام خلایق فرماتے۔ میر محمد علی خان رشید الدولہ کی دو بیگمیں تھیں (۱) راحت بیگم صاحبہ بنت شہاب جنگ (۲) دولارا بیگم صاحبہ بنت سزاوار الملک قلعدار اودگیر۔

دوسری بیگم نے لاولد انتقال کیا پائیں قبر شوہر مقبرہ چادر گھاٹ میں مدفون ہوئے
بیگم اول سے چار فرزند ہوئے (۱) میر اسمٰعیل علی (۲) میر محمد رضا (۳) میر ہدایت علی (۴)
میر محمد صادق اور تین صاحبزادیاں ہوئیں (۱) حبیب النسا بیگم صاحبہ (۲) کریم النسا بیگم
(۳) رحیم النسا بیگم اور میر ہادی خاں دوسرے بطن سے ہوئے۔ میر محمد رضا میر ہدایت علی
میر محمد صادق حبیب النسا بیگم کریم النسا بیگم ان پانچوں نے عہد طفلی میں رحلت کی۔ اور
رحیم النسا بیگم اور میر ہادی خاں لاولد انتقال کر گئے بجز میر اسمٰعیل علی رشید الملک کے
میر محمد علی خاں رشید الدولہ کی اولاد میں کوئی باقی نہ رہا۔ حیدر یار جنگ رشید الدولہ
بتاریخ ۱۵ محرم ۱۲۱۳ھ انتقال کئے اور اپنے پدر بزرگوار کے قرب میں بہ مقام مقبرہ
چادر گھاٹ مدفون ہوئے۔ رائے لچھمن لال تاریخ دیاوگار لچھمن لال صفحہ ۲۹ میں تحریر کرتے ہیں
"احتصام الملک بہادر پنج فرزند وارند کلان رشید الدولہ بہادر کہ بر کار منشی گری
و قلعداری دولت آباد معمور و شادی بہادر مذکور از دختر سرفراز الملک بہادر شد
دو فرزند دارد یکے میر اسمٰعیل دوم میر صادق علی"۔
حیدر یار جنگ رشید الدولہ کی ذات جاگیر بعوض بالمقطوعہ محال سالانہ کی تھی صاحب گلشن
جعفری کی تحریر سے ایسا مترشح ہوتا ہے کہ منجملہ جائداد میر محمد علی خاں حیدر یار جنگ رشید الدولہ
اون کے نانا عمدۃ الملک کے نام کے مواضعات بھی بعد عمدۃ الملک اون کے پوتے محمد ہادی
کے فرزند محمد خضر کے نام عہد نواب آصف جاہ ثانی میں بہ موجب سند مورخہ ۔ ا محرم ۱۱۹۰ھ
مع بحالی موضع دھامن گاؤں وغیرہ منتقل ہوئے جبکہ محمد خضر نے لاولد انتقال کیا تو
[illegible]
ثانی نے از روے سند مورخہ یازدہم ربیع الثانی ۱۲۰۳ھ عطا فرمائے چند رقعہ جات

منشورات میر محمد علی خاں حیدر یار جنگ رشید الدولہ کے مشہور و معروف ہیں اون میں سے
ایک رقعہ اس مقام پر نمونتاً درج کیا جاتا ہے باقی رقعہ جات آخر کتاب صفحات
(   ) میں ملاحظہ ہوں۔

جواب رقعہ حکیم میر مصطفےٰ خان متضمن وصول سرمہ۔

کحل الجواہر کہ طور سینا توتیائی دیدہ جاں نماید و سرمۂ صفاہان درصف مژگان خط
غلامی او کشد سواد باطن را مانند چشم باطن ارباب بصیرت روشن و منور ساخت بے شبہ
تصنیع اجزائے این نسخہ را اگر فیثاغورس فکر دقیق آن جالینوس زماں فراجے می بخشید
در نظر اصحاب تدقیق مصداق فرض عین متصور نمی شد و اگر چشمان رعنائی صنم خوباں
میل ازیں سرمہ می کشید طائر دلہائے عشاق صید رشتۂ دام نگاہ نمی گردید روشن
سواد ان بزم دانش ازیں سرمہ بے معنی نورٌ علی نور بردہ و مردم دیدہ دریں ظلمات
از نور نظر فیض چشمہ آب حیواں یافتہ حور العین در تمنا کہ چشم خود بجائے نجش گزارد و آفتاب
تاباں در آرزو کہ تا رشعاعی در مقام میلش دارد۔ و ضیا افروز دیدہ ایام و روشنی
بخش چشم سال و ایام انشاء اللہ ایام آن سرآمد ہچشمان را از اصابت عین الکمال مصئون
داشتہ غبار آستان فیض نشان را تونیائے چشم خاص و عام دارا د بالنبی و آلہ الامجاد۔

ملاحظہ ہو شجرہ نسب نمبر (۱۰)

شجرۂ نسب نمبر (۱۰)

میر غلام حیدر خاں ممتاز جنگ اعتصام الدولہ اعتصام الملک بہادر
میر محمد علی خاں بہادر حیدر یار جنگ رشید الدولہ فرزند کلاں

(۱) میر ہادی (۲) میر اسمٰعیل علی رشید الملک (۳) میر محمد رضا (۴) میر ہدایت علی (۵) میر محمد صادق (۶)
لاولد فوت   لاولد فوت   لاولد فوت   لاولد فوت

حبیب النسا بیگم (۷) کریم النسا بیگم (۸) رحیم النسا بیگم

منجملہ ان کے سات لاولد فوت ہوئے اور میر اسمٰعیل علی خاں رشید الملک بہادر صاحب اولاد ہوئے

تذکرۂ نہم

در احوال میر اسمٰعیل علیخان بہادر رشید یار جنگ رشید الدولہ رشید الملک ابن میر محمد علی خاں رشید الدولہ ابن اعتصام الدولہ اعتصام الملک

میر اسمٰعیل علی خاں موصوف الصدر ۱۲۱۱ھ میں متولد ہوے عہد طفلی سے آثار رشد و رشادت ہویدا تھے جوان ہو کر عالی ہمت بلند حوصلہ اور تمام علوم و فنون میں طاق ہوے مہربانی سرکار آصفی سے مدارج اعلیٰ پر پہونچے ہمیشہ مقربین و راندادان سرکار میں رہے بچپن سے نہایت ذہین و طباع تھے جوانی میں بھی یکتائے زمان و فخر ارکان تسلیم کئے گئے ۔ دنیوی مشاغل کے ساتھ دینداری اور تدین عبادت الٰہی کا بھی بہت دھیان رہا متقی تہجد گزار سخی اور حاجت روائے عام تھے ہمدردی قوم و ملت اپنا اصلی فرض جانتے تھے ہر ایک فن میں بے عدیل ذکی فہیم عقیل صرف و نحو منطق و معانی و ادب و انشا و ہندسہ و فلسفہ و ریاضی سے پورے ماہر تھے اس کے علاوہ خوش اخلاق اور وجیہہ شریف شناس نجیب پرور تھے اراذل سے منہہ نہیں لگاتے تھے رفیقوں سے بہت اچھا سلوک کرتے خوش مزاج نیک طبیعت شکار دوست تھے باز بحری چیتا وغیرہ جانوران شکاری پلے ہوے تھے اور نہایت اہتمام سے امیرانہ طریقہ سے شکار کھیلتے دوست احباب کو ساتھ لیجاتے تھے راگ سے رغبت تھی غرضکہ مجمع صفات او مصدرۂ اخلاق ستودہ تھے ۴۴ سال کی عمر میں اکثر کمالات سے مملی ہوگئے بعد انتقال پدر بزرگوار میر محمد علی خاں رشید الدولہ عہد نواب سکندر جاہ بہادر آصفجاہ

ثالث میں خدمت دارالانشا خاص پر ۱۵ سال کی عمر میں مامور ہوئے اور کام منشی کا حسب پسند سرکار انجام دیتے رہے۔

عہد نواب ناصر الدولہ بہادر آصف جاہ رابع میں خطابات جنگی و دولائی وملکی و منصب وعلم ونقارہ ونوبت وجاگیر قدیم وجدید اور قلعداری قلعہ دولت آباد و پالکی جھالردار وعماری وغیرہ سے سرفراز وممتاز ہوئے۔

صاحب گلشن جنبری صفحہ (۶۹) میں لکھتے ہیں کہ "خطاب خانی و بہادری وجنگی و دولائی پیشگاہ حضور پر نور سے ایک ہی روز عطا ہوئے خطاب ملکی بہ منصب ہفت ہزاری پنج ہزار سوار وعلم ونقارہ سال ۱۲۴۶ھ میں پیشگاہِ حضرت غفران منزل سے عطا ہوا"

اس عبارت میں حضور پر نور اور غفران منزل جس موقع پر استعمال ہوئے ہیں اگرچہ کنجلک پیدا کرتا ہے کہ پہلے باحیات اور دوسرے مرحوم پائے جاتے ہیں حالانکہ اس کے برعکس ہے مگر اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ ۱۲۴۶ھ میں حضرت ناصر الدولہ غفران منزل کے عہد میں ہفت ہزاری منصب اور ملکی کا خطاب ہوا باقی ابتدائی خطابات عہد سکندر جاہ بہادر آصف جاہ ثالث میں ہو چکے تھے۔ نواب میر اسمٰعیل علی خاں بہادر رشید الملک کے بچپن کی ذہانت اور شوخی طبیعت کا ایک واقعہ اس طرح مشہور ہے کہ ایک دن دربار میں میر اسمٰعیل علی خاں رشید الملک اپنے پدر بزرگوار میر محمد علی خان رشید الدولہ کے ہمراہ دیوڑھی حضور پر نور میں حاضر تھے میر عالم بہادر مدار المہام ریاست و مسٹر ٹامس سڈنم صاحب سفیر انگریزی بھی دربار میں موجود تھے میر اسمٰعیل علی خاں کی عمر اس وقت آٹھ سال کی تھی قاعدہ دربار کے موافق تلوار باندھے ہوئے تھے مسٹر ٹامس سڈنم صاحب جو کہ فارسی عربی زبان سے واقف تھے انھوں نے مزاح کے طور پر

میر اسمٰعیل علی خاں سے کہا کہ میر اسمٰعیل علی خاں تم تو منشی حضور پر نور کے ہو تلوار کا سپاہی
کے پاس کیا کام ۔ میر اسمٰعیل علی خاں نے فوراً جواب دیا کہ ہم سادات ہیں تلوار اور قلم
دونوں کے مالک ہیں ۔ مسٹر ٹامس سڈنم صاحب اور میر عالم بہادر اور تمام حاضرین
اس جواب برجستہ سے دنگ ہو گئے مسٹر ٹامس سڈنم صاحب اور نواب میر عالم بہادر
میر اسمٰعیل علی خاں کو بے اختیار گلے سے لگا لیا اور مسٹر ٹامس سڈنم صاحب نے اس
جلسہ اور میر اسمٰعیل علی خاں کی تصویر و نقشہ فوٹوگراف سے کھچوا کر اس کی کاپیاں کمپنی
اور کلکتہ و مدراس و لندن وغیرہ روانہ کیں اور یہ نقل بھی لکھی جس وقت بادشاہ
انگلستان کے ملاحظہ میں یہ تصویر آئی اور اہل دربار لندن نے دیکھی کہا اس بچہ کی
شبیہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عمر تمیز کو پہونچکر یہ لڑکا علامہ عصر ہوگا اور دربار آصفیہ
میں کوئی شخص اس کی عقل و قطرب کو نہ پہونچیگا ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔

میر اسمٰعیل علی خاں رشید الملک کے تعمیر کردہ مکانات سے متصل دروازہ
پل کہنہ سر راستہ کلان چند عمارات عالیشان اور ایک باغ ہے اور آخر میں یہی
مقام بود و باش نواب موصوف کا تھا ۔

صاحب گلشن جعفری صفحہ ۱۰۰ میں لکھتے ہیں کہ " و بیر دار الانشائی کی جو
حالت اس وقت ہے پچھلے زمانہ سے کوئی مناسبت نہیں کوسوں دور ہے جن
اغراض سے کہ یہ خدمت ضروری خیال کی جاتی تھی اور جو امورات کے اس کے متعلق
تھے اون میں کا عشر عشیر اس وقت باقی نہیں گو خدمت رہی ہے وہ اعزاز وہ
وقعت حاصل تھی جو ایک وزیر امور عامہ کے لئے حاصل ہو اور اسی طرح برتاو
آپس میں ہوا کرتے تھے چنانچہ جس زمانہ میں کہ خدمت وزارت نواب امیر کبیر بہادر

کے مفوض تھی حسب ایمائے جناب ولی نعمت۔ رشید الملک ملاقات کیلئے گئے تھے مدار المہام کشادہ پیشانی کے ساتھ ملاقی ہوئے نواب اقتدار الملک اور نواب عمدۃ الملک دیوانخانہ تک استقبال کئے۔

ایک وقت ایسا بھی ہوا ہے کہ رشید الملک بہ شرکت سیف جنگ مدار المہامی کے کام کو نو مہینے تک بعد عزل سراج الملک سال ۱۲۶۴ھ میں انجام دیا گئے بعد سال ۱۲۶۵ھ میں نواب امیر کبیر شمس الامرا بہادر دیوان ہوئے دوبارہ جب سراج الملک دیوان ہوئے تو یہ امر قرار پایا کہ بہ معاوضہ ادائی رقم کنٹنجنٹ ملک برار آمانی رکھا جائے بخلاف ان کے رشید الملک مرحوم نے ولی نعمت کو یہ رائے دی کہ مثل دیگر تعلقات کے ملک برار بھی سالار جنگ کے تفویض کیا جائے۔ اور ان سے سبیل ادائی رقم کنٹنجنٹ کی جائے آپ کی رزیڈنٹ صاحب رضامند ہوئے لیکن قضائے الٰہی سے چارہ نہیں کہ رشید الملک بہادر بتاریخ چہاردہم ماہ رمضان ۱۲۶۷ھ رحلت کئے۔ انتہیٰ۔

مقصد صاحب گلشن جعفری کا یہ ہے کہ اگر اچانک نواب رشید الملک انتقال نہ کرتے تو ملک برار کا جو موجودہ انتظام ہے شاید دوسری صورت میں وقوع پذیر ہوتا۔

صاحب تاریخ گلزار آصفیہ صفحہ (۲۹۱) میں اس موقع پر تحریر کرتے ہیں کہ میر اسمٰعیل علی خاں بہادر از بدو شعور آثار رشادت از جبین مبین او درخشان بود و از اندک حاضر باشی منظور نظر خاقانی و مشمول عواطف سلطانی گشتہ بدرجہ بلند رسید و بخدمت موروثی مامور گردید۔ نقل عجیب و غریب کہ مشہور آفاق است و دلیل قطعی بر عقل رسا و فہم و ذکائے آں ذی فطرت این است۔ روزی در مجلس میر عالم مدار المہام سرکار دولتمدار و کپتان سڈنم صاحب وکیل انگریز بہادر کہ جامع علوم عقلی بود و ہر دو صاحب

موصوف باہم در گفتگوئے امورات کلیات سرکار عالی مشغول بودند رشید الدولہ مرحوم با
میر اسمٰعیل علی خاں بہادر مذکور خلف خویش وارد شدہ شریک مجلس گردیدند۔ در آن
زمان ہشت مرحلہ از مراحلۂ عمر خان مسطور یعنی میر اسمٰعیل خاں بہادر گزشتہ بود چون شمشیر
بر طبق معمول مستمرہ در بار بدست خود داشت سڈنم صاحب کہ مرد ظریف و لطیفہ گو واز
علم فارسی و عروض دانی و شعر فہمی نیز ربط بکمال میداشت از راہ لطافت طبع از خان مسطور
سوال کرد کہ میر اسمٰعیل خاں شما خدمت دار الانشائی حضور پرنور دارید شمشیر را با منشیان
کہ اہل قلم اند چہ نسبت است بہادر معزّ با آن صغر سن فوراً بدیہہ جواب داد کہ ما از خاندان
عالیشان سیادت ہستیم صاحب السیف والقلم سیف و قلم ہر دو وابستہ خاندان واجب الاحترام
ما است۔ میر عالم بے اختیار مانند گل بشگفت و سڈنم صاحب را کمال استعجاب آمد
ہر دو کامل العصر والزمان بہادر معزّ را بسینۂ خود تنگ کشیدہ دعائے فراوان درازی
عمرش دادند و رشید الدولہ بہادر را بسیار بسیار تحسین و آفرین نمود سڈنم صاحب این
ہمہ واردات مجلس را بعینہ صورت مجلس از مصوران ولایتی خود درست کنانیدہ
ولایت لندن و کلکتہ و مدراس و بندر بمبئی فرستاد بعد چندے روز زبانی سڈنم صاحب
بہ میر عالم بہادر معلوم شد و میر صاحب مزبور بہ رشید الدولہ بہادر بہ کمال الطاف
ظاہر ساختند کہ نزد سڈنم صاحب مفصل خبر آمد کہ این صورت مجلس و واردات
آن ہر گاہ پیش بادشاہ و صاحبان کمپنی و گورنر کلکتہ و مدراس و بمبئی رفت ہمہا
مجموع از ادراک این حقیقت بہ تفریح و تفرج و شوق و سرور آمدہ گفتند کہ
از قیافۂ این شبیہ چنان معلوم میشود کہ این طفل در سن رشد و تمیز خویش علامۂ عصر
خواہد شد کہ در دربار آصفیہ ہیچ کس بہ فطرت او نخواہد رسید۔ و فی الواقع

چنین است القصہ بعد رحلت رشید الدولہ پدر بزرگوار خویش از پیشگاہ خداوند نعمت حضرت
مغفرت منزل بخدمت موروثی دارالانشا بسن قریب بست پنج سالگی سرفراز و ممتاز گردیدہ
جوابات عرایض گورنر کلکتہ بہ آن درستی و جامعیت عبارت و مطالب و مآرب درست کردہ
بہ ملاحظہ اقدس حضور پرنور آورد کہ پسند خاطر مبارک گشتہ مورد تحسین گردید چراکہ در جمیع علوم
دران ہنگام بہرہ کامل داشت معہذا در عہد میمنت مہد جناب بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی
حضور پرنور دام اللہ اقبالہ و عمرہ و خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ بہ کمال قدردانی بہادر معز بخطاب
جنگی و دولائی و ملکی و منصب مناسب عمدہ و علم و نقارہ و نوبت و جاگیر قدیم و جدید بحالی
خدمت موروثی دارالانشائی سرکار و قلعداری قلعہ مبارک دولت آباد و پالکی جھالردار و
عماری وغیرہ کہ لازمۂ امیران ذی شان و دولت است سرفراز و مشرف و مباہی است
و ہموارہ در مقدمات کلیات سرکار باریاب کہ احدی را در آن میان دخلی نیست ہرگاہ
فرمان واجب الاذعان بادشاہ دیجاہ ہندوستان شرف صدور می یابد و نیز عرایض
گورنر لارڈ بہادر کلکتہ در حضور پرنور می گزرانید بہادر معز در دربار جہاں مدار بعز مطالعہ
و ملاحظہ در آں مجمع کثیر بہ آن طلاقت لسانی و فصاحت بیان در پیشگاہ خداوند نعمت
حضور پرنور علی رؤس الاشہاد بہ کمال درستگی و شایستگی عبارت بہ جلوہ بیان می آرد کہ
مورد تحسین و آفرین سلطانی و اہل دربار میگردد۔

امیری است بہ کمال لیاقت و وجاہت بہ اخلاق پسندیدہ و اشفاق حمیدہ
کہ در جمیع علوم عقلی و نقلی و تمامی فنون و صنایع و بدایع کمالات بہرۂ کامل دارد و نیز ہم
بلند خیال کمال دوست نجیب شناس دشمن ارازل رفیق نواز خوش مزاج سیر فکر کہ جمیع
صفات موصوف عاصی مولف این اوراق از بدو شعور خود بایں علم و فضل کم بنظر خود

ویداست - کہ در امیران سرکار بلکہ در روزگار شاذ و نادر توان گرفت - از محدثات
آں منبع کمالات متصل دروازہ پل برائے راستہ کلاں و عمارت عالیشان و یکخانہ
باغ دلچسپ بہ نہایت خضرت و نضارت موجود کہ مسکن و مقام بہادر مغزاست بایں ہمہ
اوصاف صاحب ہمت قیصر سان خوش لباس راگ پسند شکار دوست جانوران شکاری
از بوز و باز و بحر ہا و چرغ و شاہیں وغیرہ ہمیشہ ہمراہ سواری خود داشتہ تا پنج شش
کروہی بلدہ مشغول شکار میکردد -
و درمیان سیر و شکار احیا و اقربا را فراموش نمی فرماید زوار و حجاج را نیز سال
بسال راضی و خوشنود میدارد - انتہیٰ -
نواب میر اسمٰعیل علی خاں رشید الملک نے ۱۴ رمضان سنہ ۱۲۶۷ھ میں انتقال کیا
حضور فرمانروائے عہد کو اون کے انتقال کا ملال اور عام و خاص کو اونکی مفارقت کا
صدمہ ہوا مرحوم موصوف کی نعش مقبرۂ چادر گھاٹ میں پائیں مزار میر محمد علی خاں رشید الدولہ
دفن کئے گئے -
رشید الملک مرحوم کی ذاتی معاش معہ ارث پدری (مدلغ [illegible]) محاصل سالانہ کی
تھی از انجملہ ارث پدری ([illegible]) موافق سند شمس الامرا بہادر مورخہ ۲۲ شعبان سنہ ۱۲۱۰ھ
بنام اعتصام الملک میر حیدر خاں دوسرے موافق سند مورخہ بست و نہم ماہ ذی قعدہ
سنہ ۱۲۳۶ھ بنام رشید الدولہ میر محمد علی خاں موضع نارائی سمندر عرف بودگل محاصلی
([illegible]) اور باقی معاش ذاتی ([illegible]) محاصل کی تھی علاوہ اس کے تنخواہ
منصب و زنجیر فیل وغیرہ -
میر اسمٰعیل علی خاں رشید الملک کی اٹھارہ برس کی عمر میں فاطمہ بیگم صاحبہ بنت

میر کاظم علی خان مختار الدولہ سے شادی ہوی ان مخدرہ کے بطن سے دو لڑکیاں (۱) دردانہ بیگم صاحبہ دوسری عنایت النسا بیگم صاحبہ تولد ہوے بہادر معز کے متعدد عورات تھے باقی اولاد دوسرے محلوں سے ہوے تعداداً (۱۹) بچہ ہوے اون میں سے صرف (۱۱) مولود زندہ رہے اون کا تذکرہ کیا جاتا ہے باقی نے کمسنی میں انتقال کیا۔

قبل اس کے کہ میں نواب رشید الملک بہادر کی اولاد کا تذکرہ کروں مناسب ہوگا کہ اونکی جائداد کا بالاجمال ذکر کردوں کہ اونکی انتقال کے بعد کیا انتظام ہوا۔

واضح ہو کہ صاحب گلشن جعفری نے صفحہ (۵۷) لغایتہ (۸۲) میں جائداد کی ضبطی اور بحالی کی تفصیل طولانی تحریر کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نواب رشید الملک میر اسمٰعیل علیخاں کے وقت انتقال اون کی تمام اولاد کمسن اور ناتجربہ کار تھی فرزند کلاں صرف بائیس سال کے تھے ان بچوں کی کم عمری سے طرح طرح کے نقصانات پہونچے اور جاگیرات ضبط ہوگئے بعد ضبطی یہ حکم ہوا کہ نذرانہ بحالی جاگیرات حسب قاعدہ مستمرہ ریاست داخل کیا جاے چنانچہ دو قسطوں میں اکسٹھ ہزار روپیہ یازدہم و چہاردہم ذی قعدہ ۱۲۶۷ھ میں داخل سرکار کیا گیا ۱۲۷۱ھ میں منجملہ جاگیرات اٹھارہ مواضعات بحال ہوے فاطمہ بیگم صاحبہ کا منشا تقسیم جاگیرات کا ہوا حسب درخواست بیگم صاحبہ ممدوح مدار المہام بہادر تقسیم جاگیرات پر آمادہ ہوے اور فرزندان رشید الملک مرحوم پر جاگیرات مذکور تقسیم ہوگئے۔

بیان دختران میر اسمٰعیل علیخان رشید الملک

(۱) دردانہ بیگم صاحبہ (۲) عنایت النسا بیگم صاحبہ (۳) نجیبہ بیگم صاحبہ (۴) کریم النسا بیگم صاحبہ (۵) پیاری بیگم صاحبہ۔

(۱) دردانہ بیگم صاحبہ دختر کلاں رشید الملک بہادر ۱۲۴۲ھ میں تولد ہوے حیات رشید الملک بہادر میں آپ کی شادی اعتصام جنگ بہادر خلف خورشید جنگ اعتضاد الدولہ ابن میر غلام حیدر خاں اعتصام الملک سے ہوی اور صاحب اولاد ہوے اون کی مفصل کیفیت تذکرہ اعتضاد الدولہ بہادر میں آئیگی۔

(۲) عنایت النسا بیگم صاحبہ ۵ محرم ۱۲۵۰ھ میں پیدا ہوے انکی شادی مرزا کاظم علی خاں شوکت جنگ حسام الدولہ سے ہوی ان سے ایک دختر اور دو فرزند وجود میں آئے۔ ایک امتہ الزہرا بیگم (۲) مرزا ابو الحسن خاں صاحب شوکت جنگ حسام الدولہ بہادر (۳) مرزا مہدی حسین خاں بے نظیر جنگ بہادر مرزا ابو الحسن خاں صاحب شوکت جنگ حسام الدولہ بہادر کی شادی دختر شمشیر جنگ سے ہوی صاحب اولاد ہیں بے نظیر جنگ بہادر کی شادی دختر کلاں عزیز الدولہ اعتصام الملک رابع سے ہوی بفضلہ دو لڑکے ہیں امتہ الزہرا بیگم کی شادی وزارت علی خاں علی یاور جنگ فرزند دلاور الدولہ سے ہوی اور صاحب اولاد ہیں۔

(۳) نجیبہ بیگم صاحبہ کی شادی میر ریاست علی صاحب خسر میر نثار حسین خانصاحب سے ہوی ایک سال کے اندر بیرگ و ثمر راہی دار البقا ہوئیں۔

(۴) کریم النسا بیگم صاحبہ عباس علی خاں نبیرہ افسر الدولہ مرحوم سے منسوب ہوئیں بعد انتقال شوہر بحالت لاولدی زندہ ہیں۔

(۵) پیاری بیگم صاحبہ مرزا ضامن علی صاحب ہم جد حسام الدولہ سے بیاہی گئیں لیکن صاحب اولاد نہیں ہوئیں بعد انتقال شوہر بحالت بیوگی بسر اوقات کرتے ہیں۔

قبل ازیں کہ فرزندان رشید الملک کے حالات بیان کئے جائیں مختصر کیفیت ہما

معز کی بی بی کی بیان کی جاتی ہے نواب رشید الملک کی بیگم محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ بنت نواب مختار الدولہ بہادر ۱۲۱۹ھ میں پیدا ہوئیں اور جوان ہو کر کتخدا ہوئیں بعد انتقال نواب رشید الملک کے اون کی جائداد متذکرہ جب ہر ایک حقدار پر تقسیم ہوی تو موضع گوبکنڈلہ فاطمہ بیگم صاحبہ کو سرکار سے حصہ شوہری میں عطا ہوا۔ بیگم صاحبہ موصوفہ بعد وفات شوہر محزون وملول زندہ رہکر غرہ رمضان ۱۲۸۰ھ میں اس دنیائے فانی سے گزر گئیں اور دائرۂ میر مومن صاحب پائیں قبر نواب مختار الدولہ میں سپرد خاک ہوئیں فاطمہ بیگم صاحبہ کے انتقال کے بعد موضع گوڑی کنڈلہ سرکار سے دردانہ بیگم صاحبہ او رعنایت النسا بیگم صاحبہ دختران بطنی مرحومہ پر تقسیم کردیا گیا بربنا درخواست ہر دو ہمشیرہ موضع مذکور کے معاوضہ میں بقدر حصہ دردانہ بیگم صاحبہ کو موضع الندی واقع تعلقہ اودگیر ضلع بیدر اور عنایت النسا بیگم صاحبہ کو موضع کلوہ کنٹہ مع فرعہ نارلہ پور واقع تعلقہ میدک ضلع میدک ۱۲۷۰ف میں عطا ہوا۔

ذکر فرزندان میر اسماعیل علی خاں رشید الدولہ رشید الملک

(۱) میر سلیمان علی خاں سردار جنگ بہادر فرزند اکبر رشید الملک ۱۲۴۲ھ میں تولد ہوے اور بعہد نواب ناصر الدولہ بہادر خطاب سردار جنگ سے سرفراز ہوے بعد انتقال رشید الملک خدمت موروثی دار الانشائی پر مامور ہوے اوس وقت میر سلیمان علی خاں سردار جنگ کی عمر بائیس سال کی تھی نواب افضل الدولہ بہادر کے عہد میں خطاب رشید الدولہ موروثی سے سربلند و ممتاز بین الاقران ہوے۔ اور بتاریخ ۱۵ ذیقعدہ ۱۲۹۵ھ راہی دار البقا ہوے۔ میر سلیمان علی خاں رشید الدولہ کی شادی رحیم النسا بیگم صاحبہ صبیہ سعید الملک

سے ہوی بیگم مزبورہ لاولد رہے دوسرے بطن سے ایک فرزند میر محمد علی ۲۰ رجب سنہ ۱۲۸۲ف کو پیدا ہوے۔ اور بعد وفات والد خدمت موروثی دار الانشا پر بیشگاہ حضور پر نور سے سرفراز ہوے اور دربار جشن سالگرہ مبارک حضور پر نور سنہ ۱۳۰۱ھ میں خطاب خانی و بہادری و سردار جنگ موروثی سے بہرہ ور ہوے۔ میر محمد علی خاں سردار جنگ کی شادی امۃ السلام بیگم دختر مرزا داؤد علی المشہور ناظم الدولہ نواب مچھلی بندر سے ہوی سردار جنگ مرحوم کو دو لڑکے (۱) میر شجاعت حسین خاں صاحب نضا (۲) میر سلیمان علی خاں صاحب نضا اور دو لڑکیاں (۱) لیاقت النسا بیگم (۲) بادشاہ بیگم پیدا ہوے۔ میر محمد علی خاں سردار جنگ ۲۹ رمضان سنہ ۱۳۱۶ھ میں راہی دار البقا ہوے مقبرۂ چادرگھاٹ پائین بزرگان مدفون ہوا۔ مرحوم مذکور کے جاگیرات محاصلی تیس ہزار روپیہ اور منصب مرحوم چھ سو چھبیس چار آنہ کے منجملہ بکمی چار سو تریسٹھ روپے بنام ہر دو فرزندان اجرا ہوا اور جاگیرات بوجہ صغر سنی ہر دو فرزندان زیر نگرانی کورٹ آف وارڈس ہے۔

(۲) میر عبد المہدی خاں مہدی یار جنگ بہادر ۱۲۸۱ھ مد دی قدیم اور پابند اوضاع دو شالہ اور ہمیشہ خوش حالی اور خوش وقتی میں بجز شکریہ پروردگار کے کوئی خیال غرور دختر نیچ دل میں نہ آنے دو اور مختصر یہ ہے کہ معاملات میں عدل و انصاف و حلم اہد بیگموں نے مہدی یار جنگ کی حیات میں لاولد کسی کے ساتھ ہو سکے کر گزرو کہ یادگار ہوی اور بیگمات مذکورہ یا لابھی صاحب اولاد ہوئیں لیکن اکثر اون سے تمام انتقال کر گئے (۱) فرزند سید محمد علی خاں صاحب اور دو دختر (۱) رضیہ بیگم (۲) ہدایت النسا بیگم زندہ رہے۔ وارث وراثت پدری سید محمد علی خاں صاحب موصوف ہوے۔ ان کے دو شادیاں ہوئیں ایک کاظم النسا بیگم دختر میر شہریار علی خاں صاحب

بیگم مزبورہ سے اولاد ہوئی زندہ نہ رہی لاولد انتقال کیں۔ دوسری شادی بادشاہ بیگم دختر مولف ہذا سے ۱۳۲۳ھ میں ہوئی۔ انسے دو لڑکیاں ایک مہدی بیگم دوسری جہاں پرور بیگم پیدا ہوئیں مہدی بیگم کا انتقال ہوگیا بفضلہ جہاں پرور بیگم موجود خداوند عالم طول حیات کرے۔

رضیہ بیگم میر اسمٰعیل علی فرزند میر یادگار حسین خاں صاحب سے کتخدا ہوئیں جن کا بیان آئندہ کیا جائیگا اور ہدایت النسا بیگم میر محمد تقی صاحب فرزند میر نثار حسین خاں صاحب مصنف گلشن جعفری سے منسوب ہے

غرہ ذی قعدہ ۱۳۲۳ھ بتقریب دربار جشن جوبلی چہل سالہ حضور پر نور بندگانعالی سید محمد علی خلف مہدی یار جنگ مرحوم خطاب خانی وبہادری سے سربلند ہوے سید محمد علی خاں بہادر کو اس وقت ایک فرزند میر عباس علی اور دو لڑکیاں (۱) عباسی بیگم (۲) شہر بانو بیگم بطن دیگر سے ناکتخدا ہیں اور ایک فرزند میر اسمٰعیل علی بطن منکوحہ سے ہے محمد صالح علی کو پچیس ہزار علاوہ تین سو روپیہ منصب ملتا ہے۔

ذکر فرزندان میر سمایل علی خاں رشید الدولہ رشید الملک بہنے۔ اور

(۱) میر سلیمان علی خاں سردار جنگ بہادر فرزند اکبر رشد الملک بہ ع بتاریخ ۱۹ ماہ [illegible] ۱۲ سالی سے عازم عالم بقا ہوے مقبرہ چادر گھاٹ پائیں ہوے اور بعد نواب ناصر [illegible] رشید [illegible] مدفون کئے گئے۔

صاحب گلشن جعفری صفحہ (۱۴۸) میں تحریر کرتے ہیں کہ "مرحوم علاوہ فضل وکمال کے پابند صوم وصلوٰۃ تارک منہیات متبحر تھے انتقال پر ملال سید موصوف سانحہ جانگزا ہے گو موت کا سامنا سب کو ہے لیکن والد کے انتقال کے بعد کوئی ایسا سانحہ نہیں گزرا تھا

پہلے تو یتیمی کا صدمہ جھیل ہی چکے تھے اب برابر کے نامور لایق بھائی کو موا اور چھوٹے چھوٹے بچوں کے سر پر خاک یتیمی اڑتے دیکھکر کلیجہ مونہ کو آتا تھا جو حالت خاص اس دن کی تھی احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

صاحب گلشن جعفری کے یہ آخری فقرات یہ مقام پر دوہرانے کی نفس مقصود کتابت پر نظر کرتے ہوے کوئی ضرورت نہ تھی لیکن اس لئے ضرور ہے کہ اہل اسلام اور برادران قومی کو ہمیشہ اواخر احوال پر نظر رکھنا چاہئے اور اس قسم کے حالات صحیحہ سے عبرت حاصل کرنا چاہئے ہر ایک انسان اور ہر ایک خاندان کیلئے ایک دن ترقی و عروج کا ہوتا ہے اور ایک دن سختی تحمول کا ایک دن راحت ہے تو ایک دن عسرت پھر عسرت کے بعد بھی راحت ہے۔ بہر حال دنیا کسی کو ایک رنگ پر نہیں رہنے دیتی اور بڑے بڑے خاندانوں کی تاریخ اٹھاکر دیکھئے تو اس زیادہ عبرت کا منظر پیش نظر ہوگا۔

مقصد میرا یہ ہے کہ اے برادران بمحبت موجودہ ثروت اور خوش حالی اور فارغ البالی میں خداوند کریم کو بھول نہ جاؤ اور اپنی ہستی بے بود کو کوئی قدیم اور پایدار چیز نہ سمجھو اور ہمیشہ خوش حالی اور خوش وقتی میں بجز شکریہ پروردگار کے کوئی خیال غرور و نخوت کا دل میں نہ آنے دو اور مختصر یہ ہے کہ معاملات میں عدل و انصاف و صلح اہل کے مقابلہ میں حلم و کسر نفسی کو پیش رکھو اور جو بھلائی کسی کے ساتھ ہو سکے کر گزرو کہ یادگار رہیگی اور جہاں تک ممکن ہو بدی نہ کرو کہ خرابی و بربادی اس کا نتیجہ ہے اور میں تمام دنیا کے نیکیوں کا ایک اصول عرض کرتا ہوں اس پر عمل کرو تو ہر ایک گناہ سے محفوظ رہوگے کہ (ابتدا شر اور ظلم کی کبھی اپنی جانب سے نہ کرو) باقی رہی اس خاندان کی تصویری حالت صاحب گلشن جعفری نے کھینچی ہے وہ اس بات سے مجبور تھے کہ انکے

خاندان کا سانحہ تھا جو عالم پیش نظر ہوا اس کے بیان کئے بغیر نہ رہ سکے ورنہ حقیقت
میں جب تک سلطنت حیدرآباد خاندان آصفیہ میں قایم ہے کوئی خاندانی متوسل سرکار
یتیم و لیسیر نہیں ہو سکتا سب کے وارث اور والدین بندگان عالی ہیں ہاں عالی خاندان
خصوصًا متوسلان سرکار کو اوس وقت سے ڈرنا چاہئے کہ خدانخواستہ سرکار کا دست
شفقت کسی کے سر پر سے اٹھے البتہ پہلے بھی ایسا تھا اور اب اس کا خیال زیادہ ہے کہ علم
و لیاقت پیدا کرو سرکار کو خاندانیوں کی اعانت اور تائید کرنے میں کوئی تامل نہیں ہے
(۳) میر یادگار حسین خاں صاحب فرزند سوم میر اسمٰعیل علی خاں رشید الملک ۱۲۵۴ھ
میں پیدا ہوے اونکی شادی فتح النسا بیگم دختر غالب الدولہ بہادر سے ہوی ان سے
ایک فرزند میر ہدایت علی خاں صاحب اور دیگر ازواج سے چند دختران و فرزند ہوے
لیکن جو زندہ رہے اونکی تفصیل اس طرح پر ہے (۱) میر اسماعیل علی خاں صاحب فرزند اکبر
(۲) میر جعفر علی خاں صاحب (۳) میر ہدایت علی خاں صاحب (۴) ڈولارا بیگم۔
(۱) میر اسمٰعیل علی کی شادی دختر مہدی یار جنگ بہادر رضیہ بیگم سے بعد
انتقال میر یادگار حسین خاں صاحب ہوی۔ لیکن افسوس ہے کہ کوئی اولاد میر اسمٰعیل علی
مرحوم کو نہیں ہوی لاولد انتقال کئے مدفن مقبرۂ چادر گھاٹ ہے (۲) میر ہدایت علی
خاں صاحب کی شادی سیدالنسا بیگم صبیہ میر کفایت علی خاں صاحب سے ۱۳۱۲ھ
میں ہوی اون کو چار فرزند اور پانچ دختر (۱) میر محمد (۲) میر ممتاز (۳) میر مکرم حسین
(۴) میر مصطفٰے حسین (۵) خدیجہ بیگم عرف حاجی بیگم (۶) حسینی بیگم (۷) فاطمہ بیگم
(۸) نجفی بیگم (۹) سلطانی بیگم پیدا ہوے۔ میر یادگار حسین خاں صاحب ۱۲۸۰ھ
میں خدمت دوم تعلقداری ضلع رائچور پر مامور ہوے۔ میر جعفر علی خاں صاحب

خلف میر یادگار حسین خاں کے تین اولاد ہوے (۱) میر یادگار حسین (۲) محمدی بیگم (۳)
نورالنسا بیگم بعد چندے بہ سبب ناموافقت آب وہوا کے خدمت مہتممی دارالضرب پر
بلدہ میں چلے آے اور تا دم آخر اسی خدمت پر مامور رہے خدمات مفوضہ کو بخوبی
وخوش اسلوبی تمام انجام دیا کئے علم ادب وغیرہ سے ماہر تھے اور معاملہ فہم زیرک
جری تھے اکثر اوقات مشکلوں میں استقلال کو ہات سے نہیں دیا صاحب موصوف
نہایت وضعداری کے ساتھ زندگی بسر کی بتاریخ دوم ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۶ھ انتقال کیا
مدفن اُن کا کربلاے معلیٰ میں ہے اون کے فرزنداون کی جائداد پر قابض ہوے مرحوم موصوف
کی جاگیر دس ہزار سالانہ محاصل کی ہے (۴) میر نثار حسین خاں صاحب مولف گلشن
جعفری فرزند چہارم میر اسمٰعیل علی خاں رشید الملک ۲۴ ذی قعدہ سنہ ۱۲۵۶ھ روز دوشنبہ
پیدا ہوے انکی شادی بدرالنسا بیگم بنت میر ریاست علی مرحوم سے بتاریخ ۴ ماہ رمضان
سنہ ۱۲۸۳ھ ہوی تعداداً ان کو بہت سی اولاد ہوی مگر پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں رہے
ہر ایک کا ذکر ذیل میں آیگا یہ صاحب بتاریخ ہفدہم ذی قعدہ سنہ ۱۲۸۴ھ سوم تعلقدار
اورنگ آباد ہوے بہ صلۂ حسن کارگزاری عرصہ قلیل میں مستقل دوم تعلقدار ضلع
پربھنی مقرر کئے گئے بالآخر زینہ ہاے مدارج طے کرتے ہوے نظامت واول تعلقداری
اورنگ آباد کی کرسی تک منصرمانہ پہونچے اور تھوڑے عرصہ کے بعد مستقل اول تعلقدار
ضلع پالم علاقہ صرف خاص مقرر ہوے آٹھ سو روپیہ ماہانہ اور تین سو روپیہ بھتہ ملتا تھا
صاحب معز ہمیشہ مورد عنایت حکام رہے جب ضلع صرف خاص کی شکست ہوی تو انکا
تبادلہ ضلع نلگنڈہ پر ہوا یہاں دو چار سال کارگزار رہے اور مستعفی ہوے۔
حسن خدمات کے صلہ میں حسب الحکم مدار المہام سرکار عالی سررشتہ کشن آو

چار سو روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر ہوگیا اور اس کا عمل ہشتم شہریور ۱۲۹۰ف سے شروع ہوا اور تاحیات وظیفہ جاری رہا۔ میر نثار حسین خاں صاحب کے چار فرزند ہیں (۱) میر غلام حیدر خاں صاحب (۲) میر عسکر علی خاں صاحب (۳) میر محمد تقی خاں صاحب (۴) میر عابد علی خاں صاحب اور دو دختران (۱) فضہ بیگم (۲) مہدی بیگم۔

(۱) میر غلام حیدر خاں صاحب عرف میر حیدر علی پانچویں ماہ شوال ۱۲۸۲ھ میں پیدا ہوے مدرسہ اعزہ وغیرہ میں ابتدائی تعلیم عربی فارسی انگریزی کی ہوی اور دو تین سال کارآموزی کے بعد غرہ امرداد ۱۳۰۳ف کو مہتمم لوکلفنڈ ضلع گلبرگہ ایک سو پچاس روپیہ ماہوار پر مقرر ہوے سفائی کے متعلق ایک رسالہ (حفظ صحت) نام تالیف کیا ہے میر صاحب موصوف کی پہلی شادی بنت میر مصطفی علی صاحب خلف امجد علی خاں بہادر سے ہوی یہ بیوی دو سال کے بعد لاولد انتقال کر گئیں دوسری شادی دختر خورشید علی خاں خلف مرتضی یار جنگ سے ہوی میر غلام حیدر خاں صاحب کو چار اولاد ہیں (۱) میر محمد علی (۲) میر لیاقت علی (۳) سکینہ بیگم (۴) حسینی بیگم۔

(۲) میر عسکر علی خاں صاحب بتاریخ ۲۸ ذی قعدہ ۱۲۸۶ھ اندرون قلعہ محمد آباد بیدر پیدا ہوے علی گڈھ بغرض تعلیم روانہ کئے گئے وہاں کی آب وہوا ناموافق ہوی مدرسہ اعزہ میں مڈل کلاس تک انگریزی اور اردو فارسی کی تحصیل کی میر عسکر علی خاں صاحب کی شادی صبیہ میر جنید علی صاحب مرحوم سے ۲۳ ذی قعدہ ۱۳۱۲ھ میں ہوی ان کے چھ اولاد (۱) سید مجتبے (۲) سید ضحیٰ (۳) میر ریاست علی (۴) میر علی حسین (۵) فاطمہ بیگم۔ (۶) وقار النسا بیگم ہوے۔

(۳) میر محمد تقی خاں صاحب بتاریخ دوازدہم صفر ۱۲۸۹ھ تین ساعت دو پل روز دوشنبہ

بمقام اورنگ آباد پیدا ہوے اردو فارسی انگریزی مٹرک تک پڑہے میر محمد تقی خاں صاحب
کی شادی ہدایت النسا بیگم صبیہ مہدی یار جنگ مرحوم سے ۲۹ ذی قعدہ ۱۳۱۲ھ میں ہوی
ان بیگم سے کوئی اولاد نہیں ہوی دوسری زوجہ سے دو اولاد (۱) سید علی عرف سید عبد اللہ
(۲) خیر النسا بیگم عرف امتہ اللہ بیگم پیدا ہوے۔

(۵) میر عابد علی خاں صاحب بتاریخ سوم جمادی الاول ۱۲۹۳ھ میں پیدا ہوے ان کی بھی
ابتدائی تعلیم مثل برادران سابق ہوی اور لایق ہوے ان کی شادی اعظم النسا بیگم
صبیہ کلاں میر عباس حسین صاحب فرزند مرزا علی حکیم الممالک سے ہوی ان بی بی سے (۱)
میر نثار حسین (۲) میر مہر علی پیدا ہوے۔ (۱) فضہ بیگم دختر میر نثار حسین صاحب بتاریخ
۲ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ پیدا ہوئیں ان کی شادی میر عباس حسین صاحب خلف میر یاسین علی
صاحب قلعہ دار بید سے ہوی (۲) دختر مہدی بیگم ۱۳۰۶ھ میں متولد ہوئیں ہنوز ناکتخدا ہیں۔

میر نثار حسین خاں صاحب کے ایک فرزند کلاں بطنی بدر النسا بیگم صاحبہ سے یعنے
میر محمد سعید بتاریخ ہفدہم جمادی الثانی ۱۲۸۵ھ مکان سالار جنگ واقع اورنگ آباد میں
پیدا ہوے بمبئی اور علیگڈہ کالج میں چندے تعلیم پاکر مٹرک کلاس تک انگریزی پڑہے
اور عربی فارسی میں بھی اوس کے ساتھ استعداد پیدا کی یہ صاحب عبادت الٰہی اور
معاملات دنیا کی جانب زیادہ مایل اور از حد سلیم الطبع تھے افسوس کہ ان کا انتقال
عین شباب میں باپ کے سامنے بتاریخ ۱۲ شعبان ۱۳۱۵ھ ہوا مقبرہ چادر گھاٹ میں
دفن کئے گئے اس ہونہار نوجوان فرزند کی مفارقت سے میر نثار حسین خاں صاحب
کی حالت متغیر ہو چکی تھی آخر مرض فالج سے بتاریخ ۱۵ صفر ۱۳۲۴ھ راہی خلد بریں ہوے
مقبرہ بزرگان واقع چادر گھاٹ میں دفن کئے گئے مرحوم موصوف کے جاگیرات کا محاصل

پندرہ ہزار اور ہر ایک فرزند ماہوار منصب سے سرفراز ہے۔

(۵) میر شہر یار علی خاں صاحب فرزند پنجمی میر اسمٰعیل علی خاں رشید الملک ۲۰ جمادی الثانی ۱۲۶۱ھ میں پیدا ہوے ان کی شادی امام النسا بیگم صاحبہ دختر شوکت جنگ حسام الدولہ مرحوم سے ہوی۔ میر شہر یار علی خاں صاحب کے اوقات کا بڑا حصہ رات بھر وظایف میں گزرتا ہے میر شہر یار علی خاں صاحب کے (۹) فرزند (۱) میر سجاد علی صاحب (۲) میر زین العابدین صاحب (۳) میر علی نقی صاحب (۴) میر مہدی حسین صاحب (۵) میر عباس حسین صاحب (۶) میر ضیغم علی صاحب (۷) میر رضا علی صاحب (۸) میر ذوالفقار حسین صاحب (۹) میر ضرغام علی صاحب اور پانچ دختران (۱) کاظم النسا بیگم صاحبہ (۲) احمدی بیگم صاحبہ (۳) مقصود النسا بیگم صاحبہ (۴) کبرا بیگم صاحبہ (۵) سکینہ بیگم صاحبہ وجود میں آئے دیگر اولاد اون کی کم عمری میں انتقال کیا کاظم النسا بیگم صاحبہ کی شادی سید محمد علی خاں بہادر خلف مہدی یار جنگ سے ہوی بیگم موصوفہ سے اولاد ہوی لیکن زندہ نہ رہی آخر بحالت لاولدی انتقال کیں۔ احمدی بیگم صاحبہ مرزا موسٰی رضا صاحب فرزند مرزا ضامن علی صاحب سے بیاہی گئیں ان سے ایک لڑکا مرزا ضامن علی پیدا ہوا اور حی القایم ہے۔

(۳) مقصود النسا بیگم ناکتخدا انتقال کیں۔ کبرا بیگم سکینہ بیگم ناکتخدا ہیں میر شہر یار علی خاں صاحب کے مواضع مارنجلہ وادھ پور جاگیرات نو ہزار محاصل کے ضلع اورنگ آباد میں اور سو روپیہ منصب ہے۔

(۶) میر کفایت علی خاں صاحب فرزند ششم میر اسمٰعیل علی خاں رشید الملک ۱۰ ذی الحجہ ۱۲۶۲ھ میں پیدا ہوے میر کفایت علی خاں صاحب کی پہلی شادی پیاری بیگم صاحبہ بنت میر غلام نبی خاں صاحب سے ہوی۔ پیاری بیگم لاولد انتقال کر گئیں

دوسری شادی رحمت النسا بیگم بنت داور علی صاحب فرزند سرفراز جنگ سے ہوی
میر کفایت علی خاں صاحب کا انتقال ماہ صفر ۱۳۱۴ھ میں جبکہ بلدہ حیدر آباد میں
مرض منحوس طاعون دفعہ اول شروع اور بکثرت تھا ہوا مدفن مرحوم موصوف کا
مقبرہ چادر گھاٹ پائیں مزار بزرگان ہے۔ ان کے تین فرزند ایک دختر وجود میں
آئی (۱) میر محمد کاظم صاحب عنفوان شباب میں باپ کے سامنے لاولد انتقال کئے
مقبرہ چادر گھاٹ مدفن ہے (۲) میر قایم حسین صاحب (۳) میر چراغ علی صاحب
اور ایک دختر سید النسا بیگم صاحب۔ میر قایم حسین صاحب تعلیم و تربیت یافتہ ہوے
ان کی شادی مراد خاں کرنول والے کی دختر سے ہوی بزمانہ طاعون دفعہ دوم ۱۳۱۵ھ
میر قایم حسین صاحب موصوف بغرض تبدیل مقام جاگیر موروثی کو گئے اور چند روز
سکونت پذیر رہے وہاں یکایک علیل ہوے عین عنفوان شباب میں راہی الی البقا
ہوے مدفن ان کا مقام جاگیر ہے۔ میر چراغ علی ناکتخدا ہیں (۴) سید النسا بیگم صاحبہ
کی شادی میر ہدایت علی خاں صاحب فرزند میر یادگار حسین خاں صاحب مرحوم
یعنے چچا زاد بھائی سے ہوی صاحب اولاد ہیں میر کفایت علی خاں صاحب کے
جاگیرات تعلقہ سدی پیٹھ ضلع کریم نگر سات ہزار روپیہ محاصل کے سوا ماہوار
منصب سو روپیہ سرکار سے سرفراز ہے۔

ملاحظہ ہو شجرہ نسب نمبر (۱۱)

شجرہ نسب نمبر (۱۱)

میر اسمٰعیل علی خاں رشید الملک

(۱) دردانہ بیگم صاحبہ (۲) عنایت النسا بیگم صاحبہ

(۱) مرزا ابو الحسن کمال صاحب شوکت جنگ سلمہ اللہ بہادر
(۲) مرزا مہدی حسین بے نظیر جنگ بہادر
(۳) امۃ الزہرا بیگم صاحبہ

(۳) نجیبہ بیگم صاحبہ (۴) کریم النسا بیگم صاحبہ
لاولد فوت — لاولد بیوہ
(۵) ماری بیگم صاحبہ
لاولد بیوہ

(۱) میر سلیمان علی خاں رشید الدولہ فرزند میر اسمٰعیل علی خاں (۲) میر عبد المہدی خاں مہدی جنگ فرزند میر اسمٰعیل علی خاں

(۱) میر محمد علی خاں سرفراز جنگ
(۱) لیاقت النسا بیگم صاحبہ (۲) میر شجاعت حسین خاں صاحب
(۳) میر سلیمان علی خاں صاحب (۴) بادشاہ بیگم صاحبہ

(۱) رضیہ بیگم صاحبہ
لاولد بیوہ

(۱) سید محمد علی خاں (۲) ہدایت النسا بیگم لاولد
(۱) مہدی بیگم (۲) جہاں پرور بیگم
لاولد فوت
(۳) عباسی بیگم (۴) شہر بانو بیگم
(۵) میر عباس علی (۶) میر اسمٰعیل علی

(۳) میر نثار حسین خاں صاحب فرزند اسمٰعیل علی خاں رشید الملک
(۱) میر اسمٰعیل علی خاں صاحب (۲) میر جعفر علی خاں صاحب
لاولد فوت
(۱) میرزا ... حسین صاحب (۲) محمدی بیگم صاحبہ
(۳) نور النسا بیگم صاحبہ
(۳) میر ہدایت علی خاں صاحب

(۱) میر محمد صاحب (۲) میر ممتاز حسین صاحب (۳) میر کرم حسین صاحب (۴) میر مظفر حسین صاحب (۵) خدیجہ بیگم عرف حاجی بیگم صاحبہ (۶) حسینی بیگم صاحبہ (۷) فاطمہ بیگم صاحبہ (۸) نجفی بیگم صاحبہ (۹) سلطانی بیگم صاحبہ

(۴) میر نثار حسین خاں صاحب فرزند اسمٰعیل علی خاں رشید الملک
(۱) میر غلام حیدر خاں صاحب (۲) میر محمد سعید خاں صاحب (۳) میر عسکر علی خاں صاحب (۴) میر محمد تقی خاں صاحب (۵) میر عابد علی خاں صاحب (۶) تقیہ بیگم صاحبہ (۷) مہدی بیگم صاحبہ
لاولد فوت

(۱) میر محمد علی صاحب (۲) میر لیاقت علی صاحب
(۳) سکینہ بیگم صاحبہ (۴) حسینی بیگم صاحبہ

(۱) سید مجتبیٰ صاحب (۲) سید صفی صاحب
(۳) میر ہدایت علی صاحب (۴) میر علی حسین صاحب (۵) فاطمہ بیگم صاحبہ (۶) وقار النسا بیگم صاحبہ

(۱) سید علی (۲) خیر النسا بیگم عرف لاڈلی بیگم
عرف سید عبد اللہ

(۱) میر نثار حسین صاحب (۲) میر مہر علی صاحب

رہے۔ سوائے کلمہ خیر و خوبی کے کبھی کسی کے حق کے متعلق پیشگاہ حضور میں بدی نہیں کی اور
اون کی ذات سے سرکاری طور پر کسی کو نقصان نہیں پہونچا بلکہ ہر شخص جو اون کی جانب
رجوع ہوا اوس کی کاربراری میں ساعی ہو کر اس کی مراد تک اُسے پہونچاتے تھے۔
صاحب[1] تاریخ گلزار آصفیہ صفحہ (۳۲۹) باب سوم امرائے دولت آصفیہ میں تحریر کرتے
ہیں " وحید الدولہ بہادر خلف الصدق اعتصام الملک منشی میر حیدر خاں بہادر است
از بدو شعور توجہ بہ تحصیل علوم پرداختہ در امتداد مدت بہ سعی موفورہ و شوق خویش
فارغ التحصیل و فاضل متبحر گردید و از الطاف بے غایات حضرت غفرآں مآب[2] بخطاب
دولائی و منصب مناسب سرفراز۔ در نیولا از الطاف خداوند نعمت بندگانعالی ظلہ العالی خدا
شبانہ روز باریاب و مورد عنایات امیری است۔ بہ کمال سلیقہ علوم و مروت و آدمیت
بہ متوسلان خود مسلوک و با احباب غمخوار غریباں را در ہمند در مصیبت بریں مقدور بمقدور
خویش شریک حال و در باریابی حضور سوائے کلمہ خیر گاہی حرفیکہ موجب برہمی کار احدی
شود ہرگز بر زبان نمی آرد اگر کید و امیر باین صفات سعادات حسنات در دربار باشند
کارہ ہیچکس از امیر تا غریب بند نگردد و ہر ہر شخص بہ مراد و مطلب خویش برسد خدا تعالے
ہموارہ اش باریاب حضور پرنور دارد۔ انتہی

صاحب نگارستان آصفی صفحہ (۴۶۱) میں تحریر فرماتے ہیں " وحید الدولہ فرزند
دومی اعتصام الملک بہادر کہ بہ قلعداری قلعہ پرینڈہ سرفراز و از دختر غلام حسین خاں
منسوب بودہ یک فرزند باسم میر غلام حسین دارند " انتہی۔

صاحب دبدبہ نظام (۱۵۶) حصہ اول باب السادس میں لکھتے ہیں " میر غلام حیدر خاں

---

[1] جن تواریخ کا حوالہ میں نے دیا ہے اون کے مطبع وغیرہ کا نام پچھلے اوراق میں لکھ چکا ہوں بار بار اعادہ کرنے کی حاجت نہیں! [2] حضرت غفران مآب سے مراد حضور نظام علی خاں بہادر آصف جاہ ثانی ۱۲ اعتصام الدولہ

ممتاز جنگ اعتصام الدولہ اعتصام الملک کے پانچ اخلاف میں دوسرے وحید الدولہ انتہی

صاحب گلشن جعفری صفحہ (۱۴۲) میں ایک عجیب لطیفہ ضمن اخلاق و عادات وحید الدولہ

بہادر میں تحریر کرتے ہیں " یہ نقل مشہور عوام ہوگئی ہے کہ وحید الدولہ کا گھوڑا بھی نمازی ہے

ان کے گھوڑے کی یہ عادت تھی کہ مسجد جہاں دیکھا اور کھڑا ہوگیا وہ اس بات کو بتلاتا

تھا کہ یہاں مسجد ہے نماز ادا کیجئے یہ صفت اون کے کثرت سے نمازی ہونے کی ہے

یعنے انھوں نے جہاں مسجد دیکھی نماز ادا کی چنانچہ یہ عادت ایسی تھی کہ جانور تک عادی

ہوگیا تھا۔ انتہی " نواب صفدر یار جنگ وحید الدولہ کی شادی صاحب بیگم بنت نواب

نامدار الدولہ سے ہوی پانچ فرزند اور دو دختران کے منجملہ ایک فرزند کرم جنگ اور دو

دختر بطن صاحب بیگم صاحبہ سے پیدا ہوے اور چار فرزند دوسرے بطن سے وجود میں آئے

دختران و فرزندان وحید الدولہ بہادر

(۱) میر غلام حسین خاں کرم جنگ (۲) میر وزیر علی خاں صاحب (۳) میر جعفر علی خاں صاحب

(۴) میر رضا علی خاں صاحب (۵) میر داؤد علی خاں صاحب (۱) دولار ا بیگم حسنا (۲) امی بیگم

یہاں پر میں نواب صفدر یار جنگ وحید الدولہ کی جاگیر کے متعلق جو کیفیت

مصنف گلشن جعفری نے تحریر فرمایا ہے بجنسہ درج کرتا ہوں کہ نواب ناصر الدولہ بہادر آصفجاہ

چہارم کے عہد میں بوجہ خسارہ نوج کنٹنجنٹ و بے انتظامی و بداعمالی عمال وغیرہ جاگیرداران

کو یہ حکم ہوا تھا کہ پانچ سال تک پانچواں حصہ محاصل جاگیرات کا سرکار میں داخل کریں

نواب وحید الدولہ بہادر نے حکم کی تعمیل کرکے اپنی جاگیر کے مواضعات بموجب

ویوسف پیٹھ و مانسہ پیٹھ و بودگل معہ قلعہ پرینده باہیانے سرکار نواب آصفجاہ چہارم

بطور امانی میر امام فرزند سید بہاڑی کے سپردگی میں دیدئے اور بعد چند روز کے نواب
وحید الدولہ قضا کر گئے۔ میر وزیر علی خاں صاحب اور میر جعفر علی خاں صاحب وغیرہ
پسران نواب وحید الدولہ بغرض واگزاشت مواضعات جاگیر مذکور پیشگاہ حضرت
آصف جاہ رابع میں عرضی گزرانی حکم اجرائی کا ہوا۔ میر امام مذکور نے پنجم حصہ کا غدر کیا
حضرت آصف جاہ رابع نے تا ادائی حصہ پنجم جملہ اولاد نواب وحید الدولہ کی گزر بسر
کیلئے موضع بھوجراؤ پیٹہ واپس دلایا۔ میر عباس علی خاں بہادر اعتصام الملک ثانی
عرض بیگی نے موضع مذکور بایمائے خداوند نعمت مکرم جنگ بہادر فرزند کلان نواب
وحید الدولہ کے سپرد کرادیا اور تقید کی کہ ہر ایک بھائی کو برابر حصہ پہونچایا کریں۔
مکرم جنگ بہادر موصوف محاصل موضع مذکور سے چند روز بطور علی الحساب سب کو
رقم پہونچاتے رہے اور بہ لطائف الحیل حساب فہمی کو ٹلتے رہے آخر میر جعفر علی خاں صاحب
نے برابر حصہ نہ پہونچنے کی شکایت حضور میں گزرانی اوس وقت میر غلام حسین خاں بہادر
منصبدار حاضر تھے حکم ہوا کہ فرزندان وحید الدولہ کو سالار جنگ کے پاس لیجا کر کہو کہ
موضع بھوجراؤ پیٹہ سے ہر ایک کو حصہ علی السویہ ملا کرے منصبدار موصوف نے فرزندان
وحید الدولہ کو خدمت سالار جنگ بہادر میں ساتھ لیجا کر پیش کر دیا اور حکم بندگانعالی
کا پہونچا دیا سالار جنگ بہادر نے فرزندان وحید الدولہ کو میر عباس علی خاں بہادر
اعتصام الملک ثانی عرض بیگی کی خدمت میں روانہ کرکے کہلا بھیجا کہ آپ بزرگ خاندان
اور ان فرزندوں کے چچا ہوتے ہیں بموجب حکم بندگانعالی موضع بھوجراؤ پیٹہ کے پانچ
حصہ مساوی کرکے ہر ایک کو قابض و متصرف کر دیجئے مکرم جنگ بہادر حسب الطلب عموی
خود حاضر ہوے اور اقرار نامہ مہری مورخہ ۱۹ ماہ ذیحجہ ۱۲۷۲ھ بگواہی عزیز الدولہ بہادر

و میر ہادی خاں بہادر و میر ہدایت علی و میر سیف اللہ اس مضمون کا داخل کیا کہ ماہ
رمضان میں تحصیل کی رقم آتے ہی میں آپ کی خدمت میں گزرانتا ہوں آپ
حسب الحکم تقسیم کردیجئے گا اور موضع مذکور کے حصوں پر بھی قرعہ کی رو سے قابض و متصرف
فرمائیگا میر عباس علی خاں بہادر نے ایک ضمانت نامہ بخط خاص لکھدیا کہ ماہ رمضان
میں تعمیل حکم بندگانعالی کی کردی جائیگی لیکن مشیت ایزدی سے میر عباس علی خاں
موصوف بتاریخ بست و یکم صفر ۱۲۷۳ھ انتقال کرگئے اور بست و یکم رمضان
سے صدر کو نواب ناصر الدولہ بہادر آصف جاہ رابع بھی سیارہ گلشن خیاں ہوئے
زمانہ دگرگوں ہوا آخر سر سالار جنگ بہادر نے حسب استدعائے مکرم جنگ بہادر
یہ مقدمہ دار القضا میں منتقل کردیا۔ وکیل مکرم جنگ نے حاضر ہو کر یہ اظہار لکھایا
کہ مدعیان مقدمہ ہذا اول مہر مادر مدعاعلیہ کا ادا کرلیں پھر حصص جاگیر پر قابض
ہوں۔ سند آبائی بھی میرے موکل کے نام نہیں ہے اثاث البیت بھی وحید الدولہ
مرحوم کا میرے موکل کے قبضہ میں نہیں ہے بعد قلم بندی اظہارات فریقین و گواہان
محکمہ دار القضا سے بجانب مدعیان مقدمہ کا فیصلہ ہوا۔

کاشکے برادران بحبت اس قسم کے واقعات سے عبرت حاصل کریں اور جب
کبھی ایسے مناقشے اور کسی جانب سے بے انصافی کے مرحلے پیش آئیں تو شریعت اور
قانون پر نظر کرکے باہمی فیصلہ کرلیا کریں تاکہ خساروں اور مقدمات کے مصارف
بیجا کی زیر باریوں سے محفوظ رہیں اور "آنچہ دانا کند کند ناداں۔ لیک بعد از
خرابی بسیار" کے مصداق نہ ہوں۔

نواب وحید الدولہ ۱۶ ماہ رجب ۱۲۶۱ھ کو رہگرائے عدم ہوئے مدفن شریف

اون کا مقابل پھول باغ اندرون دروازۂ چادر گھاٹ ہے۔

(۱) میر غلام حسین خاں کرم جنگ فرزند نواب وحید الدولہ ۱۲۱۵ھ میں پیدا ہوے ۱۲۴۵ھ میں کرم جنگ خطاب ہوا (۔ ۱۹۱ ؍ ۔) روپیہ سالانہ کی معاش ارث پدری سے ان کے نام ہوی کرم جنگ بہادر ذی علم و ذی کمال صاحب اخلاق و مروت تھے ۱۲۸۲ھ میں کرم جنگ بہادر کا انتقال ہوا اون کا مدفن بھی ان کے والد بزرگوار کے مدفن سے متصل پھول باغ میں ہے۔

کرم جنگ بہادر موصوف کی شادی لطف النسا بیگم صبیہ خورشید جنگ اعتضادالدولہ مرحوم سے ہوی لیکن لطیف النسا بیگم صاحبہ لاولد اپنے شوہر کے سامنے ۵ محرم ۱۲۹۶ھ انتقال کر گئیں۔ دوسری ازواج سے کرم جنگ بہادر کے چھہ دختر اور دو فرزند ہوے (۱) حسینی بیگم منسوبہ میر بہادر علی صاحب (۲) سلیمہ بیگم منسوبہ حلیم مرزا خاں صاحب نبیرۂ قاہر جنگ بہادر (۳) رحیم النسا بیگم منسوبہ میر مظفر علی صاحب فرزند میر روشن علی خاں مرحوم (۴) الہی بیگم منسوبہ میر سرفراز علی صاحب برادر زادہ قیصر الدولہ مرحوم (۵) بی بی بیگم منسوبہ معتمد الدولہ بہادر نبیرۂ علی محمد خاں مرحوم (۶) نور النسا بیگم ان کا عقد دلاور علی خاں فرزند سلیمان یار جنگ علی یاور الدولہ مرحوم سے ہوا اور شادی ہوگئی (۷) میر باقر علی فرزند اکبر کرم جنگ بہادر نے اپنے والد کے سامنے لاولد انتقال کیا (۸) میر اکبر علی خاں صاحب فرزند دوم قایم مقام کرم جنگ بہادر ہوے۔ اور تمام میراث پدری ان کے قبضہ میں آئی میر اکبر علی خاں صاحب ذی علم و ذکی فہم و فراست صاحب اخلاق ستودہ ہوے ان کی شادی شوکت جنگ حسام الدولہ مرحوم کی دختر سے ہوی اور صاحب اولاد ہوے دو دختر اور دو پسر وجود میں آئے (۱)

امام النسا بیگم۔ (۲) زہرہ بیگم (۳) سید عسکر علی (۴) سید باقر علی۔

(۲) میر وزیر علی خاں صاحب فرزند دوم نواب صفدر یار جنگ وحید الدولہ ۱۲۱۹ھ میں پیدا ہوئے ان کی معاش بہ مقابلہ کرم جنگ وغیرہ کے قلیل تھی مگر وزیر علی خاں صاحب نے کمال خوش روگی سے اپنی بسر کی اور خوش انتظامی سے ایسی حالت میں رہے کہ اوروں کو استفادے کا موقع دیا۔ میر وزیر علی خاں صاحب نہایت حلیم و صاحب مروت تھے سخاوت بھی طبعی تھی استعداد علمی خصوصاً خوشنویسی میں بڑا پایہ رکھتے تھے سرکار آصفیہ سے ایک سو روپیہ ماہوار منصب سررشتہ راجہ رگھوتم رائے میں ملتا تھا

میر وزیر علی صاحب کی شادی سردار بیگم صاحبہ بنت منشی میر باقر علی صاحب سے ہوی یہ بی بی لاولد فوت ہوی دوسری زوجہ سے دو فرزند ہوے (۱) میر نثار علی صاحب (۲) میر مومن علی صاحب۔

میر وزیر علی صاحب دہم ماہ ذی قعدہ ۱۲۹۶ھ میں راہی ارم ہوے ان کا مدفن مقبرۂ چادر گھاٹ میں ہے۔ ان کے دونوں فرزندوں کی نسبت صاحب گلشن جعفری صفحہ (۱۱۹) میں لکھتے ہیں "یہ دونو فرزندوں کی لیاقت اپنے باپ کی حسن لیاقت اور تربیت کو یاد دلاتی ہے چنانچہ میر نثار علی مرحوم کی علمی لیاقت اور حسن معاشرت اور نیک سلوک احباب سے اس وقت بھی تازہ غم ان کی مرگ جوانی کا ہوتا ہے علم فارسی اور عربی میں ان کی استعداد قابل تعریف شاعری میں ایسے کہ دس بیس میں جن کا نظیر وقت سے نظر آوے بہادر ایسے کہ ہر عاجز و شریف کے بری وقت کے شریک" انتھی۔ میر نثار علی صاحب کی نشانی ایک دختر زینب بیگم باقی رہیں اور میر نثار علی صاحب نے عین شباب میں انتقال کیا۔

(۲) دوسرے فرزند میر وزیر علی خاں صاحب کے میر مومن علی خاں صاحب ہیں
جنھوں نے سایہ پدری میں کمال احتیاط و اہتمام سے تربیت پائی علوم مروجہ میں انکی
استعداد قابل اعتبار ہے نہایت محتاط اور فہیم ہوے ہر موقع پر بزرگوں کے تجربوں
سے کام لینا اور اپنی عقلمندی اور ذہانت کو کام میں لانا اون کا حصہ تھا اردو
شاعری میں اچھی مہارت رکھتے تھے صاف اور سنجیدہ اشعار کہتے تھے علم مجلس و ادب
سے خوب ماہر تھے اور ہر ایک کام میں نہایت محتاط تھے میر مومن علی صاحب کی
شادی عزت النسا بیگم صبیہ مرزا پرورش علی بیگ صاحب فرزند غلام رضا صاحب سے
ہوی اور ان سے ایک فرزند (۱) میر کاظم علی اور دو دختر (۱) قیصر النسا بیگم (۲) شمس النسا بیگم
وجود میں آئے۔

قیصر النسا بیگم کی شادی میر رضا علی پسر حکیم میر داؤد علی مرحوم سے ہوی شمس النسا بیگم
ناکتخدا ہیں۔ میر کاظم علی پچیس برس کی عمر میں باپ کے سامنے ماہ شوال ۱۳۲۲ھ میں
قضا کیا جوان بیٹے کی موت نے میر مومن علی صاحب کو زندہ در گور کردیا تھا بالآخر
اس صدمۂ جانکاہ سے بعرصۂ قلیل ماہ صفر ۱۳۲۳ھ میں صاحب موصوف راہی خلد
بریں ہوے ان دونوں کا مدفن دائرہ میر مومن صاحب ہے۔

(۳) میر جعفر علی خاں صاحب فرزند سوم وحید الدولہ ۱۲۲۷ھ میں متولد ہوے
حسب الحکم سرکار نواب ناصر الدولہ بہادر آصف جاہ چہارم ساٹھ روپیہ ماہوار منصب
علاقہ رکاب سررشتہ راجہ رنچھوڑ رائے میں ۲۶ شعبان ۱۲۵۷ھ سے سرفراز ہوے
میر جعفر علی خاں صاحب کی شادی راحت بیگم صبیہ حکیم مہدی علی خاں سے ہوی
ان عقیقہ سے چھ فرزند پیدا ہوے (۱) میر عسکر علی (۲) میر تقی (۳) میر غلام حیدر

(۴) میر موسیٰ علی (۵) میر قدرت علی (۶) میر ابو تراب اور دو دختر ہوئیں شہزادہ بیگم
(۲) لاڈلی بیگم پانچ فرزند اول الذکر خورد سالی میں انتقال کر گئے اور میر ابو تراب صاحب
او دونوں دختران موصوف حیات رہے۔

میر جعفر علی خاں صاحب ۵ ذیحجہ ۱۲۹۸ھ کو سیارارم اور تکیہ پیر شاہ میں
بیرون دروازہ دبیر پورہ سپرد خاک ہوے۔

میر ابو تراب صاحب جو قایم مقام میر جعفر علی خاں صاحب ہیں ۵ ذیحجہ
۱۲۶۱ھ کو پیدا ہوے عالم شعور میں آکر نہایت متقی عابد و زاہد سنجیدہ فہیم و ذکی
ہوے اور صاحب علم و کمال ایک سو بائیس روپیہ ہوا منصب رکاب سے سررشتہ
راجہ رنچھوڑ رائے میں ممتاز ہوے۔ میر ابو تراب صاحب کی شادی احمدی بیگم بنت
سید عبد اللہ خاں سے ہوی اون سے چار فرزند وجود میں آئے (۱) سید خادم علی (۲)
میر داور علی ان دونوں نے کمسنی میں انتقال کیا (۳) میر جعفر علی (۴) میر فرحت علی
اور چار دختر ہوئیں (۱) بتول بیگم منسوبہ بخشی سید بہبود علی جن سے ایک فرزند رضا حسین
پیدا ہوے (۲) امیر النسا بیگم منسوبہ میر زین العابدین نبیرہ حیدر نواز جنگ (۳)
اجالا بیگم (۴) فضہ بیگم۔

میر ابو تراب صاحب فرزند میر جعفر علی ابن وحید الدولہ ماورائے صفات متذکرہ
صدر کے نجوم اور فن شاعری میں مہارت تامہ رکھتے ہیں چنانچہ دو قطعہ طبعزاد
میر ابو تراب صاحب درج کئے جاتے ہیں:۔

قطعہ تاریخ ولادت مع نہ مادہ عمدہ درشان حضرت بندگانعالی

جب ہوا میلاد مسعود شہنشاہ دکن | خسرو گردوں حشم آسکند آصف لقا
حضرت محبوب علی شاہ سلیمان اقتدار | رونق اورنگ و تاج و مسند و سیف و لوا
آٹھ تاریخیں لکھیں مائل نے ہر مصرع میں دو | مصرع سالم میں تاریخ نہم ہے پر ضیا
نذر ہو اس ذرۂ ناچیز کی شاہا قبول | آفتاب ذرہ پرور سے ہے اتنی التجا
تیرے سایہ میں رہیں اللہ کے بندے مدام | اور رہے تجھ پر سدا سایہ رسول اللہ کا
مہر برج عید و حشمت نور چرخ صبح حسن | آیت فہم و فراست خسرو یوسف سرا
پڑھ وہ اب تاریخ مائل جس سے ہے تا روز قیام | شادمان و خرم و خنداں رہے عالم سدا
ذرہ ذرہ دل ہمیں ہے غل تا حشر یہ روشن ہے | نجم دین خسروی طالع ہوا طالع ہوا

قطعہ تاریخ صدر وزارت

جناب حضرت مختار عالم | کہ سردار جوان و طفل و پیر است
فہیم و عادل و دانا و عاقل | سخی و باذل و روشن ضمیر است
بدیوان عدالت مسند آرا | با یوان سخا صاحب سریر است
با وج سروری مہر جہانتاب | بچرخ فیض خورشید منیر است
ہمہ اجداد او ذی حشمت و جاہ | امیر ابن امیر ابن امیر است
باورنگ وزارت صاحب تاج | سلیمان و صفت آصف نظیر است
غنی از فیض او اعلیٰ و ادنیٰ | سرو سالار و سلطان و فقیر است

نگوں سازندۂ فرق تکبیر　　زپا افتادگاں را دستگیر است
روا باشد اگر گویم ارسطو　　بہ منشی خانہ اش ادنی دبیر است
دعائے بندۂ مایل ہمیشہ　　بدرگاہ توای رب قدیر است
بدارش تا صد و سی سال قایم　　کہ ایں سالار بے مثل و نظیر است
چو شد رونق دہ صدر وزارت　　کہ ایں خلعت برایش ناگزیر است
چو فکر سال تاریخش نمودم　　چنیں الہام خلاق قدیر است
بگفتم از دل اقبال مایل　　وزیر ابن الوزیر ابن الوزیر است

شہزادہ بیگم دختر میر جعفر علی صاحب کی شادی میر جعفر حسین مقبول سے ہوی ایک فرزند (۱) میر محمد علی اور تین دختر (۱) عسکری بیگم (۲) فہیم النسا بیگم عرف آغا (۳) نور النسا بیگم پیدا ہوئیں۔ لاڈلی بیگم دختر دوم میر جعفر علی صاحب کی شادی میر سردار علی الحسینی متولی درگاہ حضرت عباس علیہ السلام سے ہوی دو فرزند (۱) میر داور علی الحسینی (۲) سید نور الہدا الحسینی اور دو دختر (۱) بسم اللہ بیگم (۲) مہدی بیگم پیدا ہوئیں۔

(۴) میر رضا علی خاں صاحب فرزند چہارم نواب وحید الدولہ ۱۲۲۳ھ میں پیدا ہوے ساٹھ روپیہ ماہوار کے منصبدار اور کاب سر رشتہ راجہ رنچھوڑ رائے میں پیشگاہ حضرت نواب ناصر الدولہ بہادر آصف جاہ رابع سے شعبان المعظم ۱۲۵۷ھ میں مقرر ہوے میر رضا علی خاں صاحب کی شادی عظیم النسا بیگم دختر دلاور خاں سے ہوی (۱) ایک دختر عباسی بیگم اور ایک فرزند میر فیاض علی پیدا ہوے۔ عباسی بیگم کی شادی شمشیر علی مرزا نبیرۂ ظفر الدولہ سے ہوی چند سال میں تین دختر پیدا ہوئیں (۱) پرورش النسا بیگم (۲) کریم النسا بیگم (۳) نیاز النسا بیگم عباسی بیگم صاحبہ نے اپنے پدر بزرگوار میر رضا علی خاں

صاحب کی حیات میں انتقال کیا اور انھیں کے غم والم میں میر رضا علی خاں صاحب موصوف نے ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ کو ملک بقا کی راہ لی۔ مدفن میر رضا علیخاں صاحب کا پھول باغ میں ہے۔ میر فیاض علی کے نام اون کے والد میر رضا علی خانصاحب کا منصب جاری ہوا میر فیاض علی نے کمسنی میں علمی لیاقت حاصل کی لیکن قضا نے مہلت نہ دی والد کے انتقال کے چند روز بعد یہ بھی جوانمرگ انتقال کیئے ان کا ایک لڑکا میر لیاقت علی حی القایم اور ماہوار پدری منصب سے سرفراز۔

(۵) میر داود علی خاں صاحب فرزند پنجم نواب وحید الدولہ ۱۲۴۶ھ میں تولد ہوے ساٹھ روپیہ ماہوار کے منصبدار رکاب سررشتہ رنچھوڑرائے بعہد حضرت آصف جاہ رابع میں مقرر ہوے اور پیشگاہ حضرت آصف جاہ رابع سے داخلۂ عروب کا کام بھی میر داود علی خاں صاحب کے سپرد ہوا۔ میر داود علی خاں صاحب بڑے لایق اور عمدہ شخص تھے انکی شادی صبیہ سرفراز جنگ سے ہوی ان کے بطن سے چار فرزند اور ایک دختر متولد ہوے (۱) میر ابو تراب (۲) میر محمد علی (۳) میر مہدی حسین (۴) میر سرفراز علی نمبر (۳ و ۴) حیات پدر میں بحالت کمسنی انتقال کئے (۵) برخوردار بیگم (۶) میر خیرات علی دوسرے بطن سے ۱۲۷۳ھ میں پیدا ہوے۔

میر داود علی خاں صاحب نے بتاریخ ۲۷ صفر ۱۲۷۹ھ انتقال کیا پھول باغ اندرون چادر گھاٹ کے مقبرہ میں دفن ہوے۔

برخوردار بیگم صبیہ میر داوٗد علی خاں صاحب کی شادی میر باقر علی خاں صاحب فرزند احمد یار خاں داور جنگ سے ہوی تین دختر پیدا ہوئیں (۱) امیر النسا بیگم۔ (۲) اشرف النسا بیگم (۳) محمدی بیگم اس کے بعد برخوردار بیگم کا انتقال ہوگیا۔

میر ابو تراب صاحب فرزند میر داؤد علی خاں صاحب منصب پدری سے سرفراز ہوے عابد و زاہد متقی و ابرار تھے میر ابو تراب کی شادی میر باقر علی صاحب فرزند جعفر یار جنگ کی نواسی سے ہوی۔ دو فرزند پیدا ہوے (۱) میر برکات علی بطن زوجہ موصوفہ سے (۲) میر تہنیت علی بطن علیحدہ سے میر ابو تراب صاحب بتاریخ ۲۲ صفر سنہ ۱۳۰۶ھ عالم فانی کو وداع کیا۔ میر محمد علی صاحب کی شادی خاندان جعفر یار جنگ میں ہوی دو فرزند اور ایک دختر وجود میں آئے (۱) میر باور علی (۲) میر ذوالفقار علی (۳) روشن بیگم میر خیرات علی صاحب کی شادی نہیں ہوی اور نہ کوئی اولاد ہوی آخر ۱۳۳۲ھ میں راہی دار البقا ہوے مدفن ان کا تکیہ میر شاہ ہے۔ ڈولارا بیگم صاحبہ دختر صفدر یار جنگ وحید الدولہ کی شادی محترم الدولہ اعتصام الملک ثالث عرض بیگی سے ہوی ایک فرزند میر قادر علی وجود میں آئے جو مخاطب بہ معتصم جنگ ہوے اور میر قادر علی معتصم جنگ نے عین شباب کے عالم میں لاولد انتقال کیا ڈولارا بیگم صاحبہ موصوفہ بعد انتقال شوہر بعزم حج راہی مکہ معظمہ ہوے مدینہ منورہ کے راستہ میں انتقال ہوا نعش مدینہ منورہ میں دفن ہوی۔

امامی بیگم دختر دوم صفدر یار جنگ وحید الدولہ بہادر کی شادی میر نجف علی خاں مجاہد الدولہ سے ہوی ان معظمہ کے بطن سے ایک لڑکی انور بیگم پیدا ہوئیں روبروے والدہ ناکتخدا انتقال کیں بالآخر بیگم موصوفہ نے بھی لاولدی کی حالت میں انتقال کیا مدفن اون کا مقبرہ چادر گھاٹ ہے۔

ملاحظہ ہو شجرۂ نسب نمبر (۱۲)

تذکرۂ یازدہم

در احوال میر عباس علی خان اعتصام الملک ثانی عرض بیگی فرزند سوم نواب میر غلام حیدر خان بہادر ممتاز جنگ اعتصام الدولہ اعتصام الملک

میر عباس علی خاں اعتصام الملک ثانی ۱۱۹۷ھ میں جلوہ افروز عالم شہود ہوے
ابتدائے عمر سے صاحب موصوف عالی ہمت اور خوش خیال تہذیب و ادب و متانت سے
متصف اور ہر قسم کے بدعنوانیوں سے محترز بلکہ متنفر۔ خلق میں فرد فرید شان و تجمل میں ممتاز
یہ ادنیٰ صفت اون کی ہے کہ جس کسی نے اون کی جانب رجوع کیا مقصد کو پہونچا رحیم
وکریم النفس تھے اور خیر و خیرات کا عمل خصوصاً سادات و حجاج و زوار اور دیگر شرفاء
غربا کے ساتھ بالعموم تھا۔ اکثر ارباب استحقاق یتیم و ضعیفہ و لاوارث اشخاص کے بہت
بڑے مربی تھے اور ان تمام کے ساتھ جو سلوک فرماتے اوس کی اطلاع کسی کو نہ ہوتی تھی
جو کچھ دینا ہوتا تھا دست بدست حتیٰ کہ نوکروں تک اس کا علم نہ ہوتا تھا اور نہ اونکا
اعتماد کرتے تھے۔ دنیوی مشاغل کے ساتھ عبادت الٰہی میں نہایت سرگرم چار بجے
صبح سے اٹھکر مصروف نماز تہجد و وظائف ہوتے اور کبھی کسی وقت بے وضو نہ رہتے
تھے ہمدردی انسانی کا یہ عالم کہ خلق اللہ کی سرسبزی و خوشی سے خوش اور لوگوں
کے رنج و آلام سے متفکر و محزون ہوجاتے تھے۔ اپنی محفل میں شکوہ عیب چینی یا غیبت
یا کوئی حاسدانہ بحث و گفتگو کسی کی نسبت کبھی نہ ہونے دیتے اون کی مجلس میں سوائے
ذکر حدیث و قرآن کے دوسرا ذکر کم ہوتا تھا اگر ہوا تو بادشاہان جلیل القدر خاصکر

فرمانروایان سرکار آصفیہ کا ذکر خیر ہوتا تھا۔ عطر و خوشبو سے بہادر موصوف کو بہت شوق تھا۔ خوشنویسی اور انشا پردازی میں یکتائے زمانہ تھے خط نسخ کے بہت اچھے استاد تھے اور صدہا اشخاص اس فن میں اون کے شاگرد ہو کے استاد ہوگئے۔ تمام فنون سپہگری سے واقف تھے بالخصوص تیراندازی میں بڑا کمال رکھتے تھے اور اکثر لوگ تیراندازی میں اون کے شاگرد تھے۔ دسترخوان وسیع تھا اکثر اقربا و اعزا و رفقاء اور حاضرین وقت وغیرہم کے ساتھ دو وقتہ عمدہ غذا کھاتے تھے علاوہ عطر و خوشبو کے گھوڑے اور ہاتی کے پالنے کا بڑا شوق تھا اکثر عراقی و عربی وغیرہ گھوڑے اور فیل خوش ہیکر معہ ساز و سامان سے آراستہ و پیراستہ رکھتے تھے۔ ہر سال سادات و حجاج و زوار کربلائے معلیٰ کی ہزار ہا روپیہ سے امداد فرمانے کے علاوہ مکہ معظمہ میں ایک سبیل رکھے تھے کہ بارہو مہینہ جاری تھے اور اس کے اخراجات برابر روانہ فرماتے تھے اور اس قسم کے اکثر امور خیر بہ نیت ازدیاد عمر و سلامتی و قیام دولت خداوند نعمت فرمانروائے ملک کے واسطے فرماتے تھے۔

میر عباس علی خاں بہادر موصوف نے اپنے عہد میں چند عمارات بھی قایم کیں جامع مسجد بلدہ حیدرآباد کی مرمت اونھیں نے اپنے صرفہ سے کی کٹیرہ چوبی انھیں کا قایم کیا ہوا ہے اور صحن مسجد کا جو پہلے ناہموار تھا اونھیں نے ہموار اور پختہ کرا دیا ایک باغ فرح افزا معہ بحار شیریں کوہ مولا کے راستہ میں بنوایا جس سے عرس وغیرہ میں خلق اللہ کو آرام پہونچتا ہے دوسرا باغ سرور نگر میں واقع ہے۔

صاحب نگارستان آصفی کے یہ صاحب بڑے مختصر نویس ہیں صفحہ ۲۶۹ میں تحریر کرتے ہیں "فرزند سوم اعتصام الملک عباس علی خاں بہادر منسوب از

دختر نواب افتخار الملک بہادر یک فرزند بنام میر احمد علی دارند" رائے لکھمن لال صفحہ (۲۹) یادگار لکھمن لال میں لکھتے ہیں "سومی عباس علی خاں بہادر شادی بہادر معزاز دختر افتخار الملک بہادر گردید یک فرزند بنام میر احمد علی خاں دارد" تاریخ دبدبہ نظام حصہ اول باب الیاس و صفحہ ۱۵۵ میں تحریر ہے "میر عباس علی خاں اعتصام الملک ثانی دتیسرے خلف میر غلام حیدر خاں ممتاز جنگ اعتصام الدولہ اعتصام الملک کے)

صاحب گلزار آصفیہ (۱۸۳) میں ارقام فرماتے ہیں" اعتصام الملک بہادر خلف اعتصام الملک بزرگ منشی میر حیدر خاں بہادر منشی حضرت غفران مآب میر نظام علی خاں بہادر آصف جاہ ثانی نور اللہ مرقدہ ۔ نام اصلی اش میر عباس علی خاں بہادر است میر عباس علی خاں خلف سومی بہادر موصوف منشی میر حیدر خاں مرحوم ۔ چوں از بدو شعور و ابتدائی حال آثار رشادت و حوصلہ بلند از ناصیہ عالیش ہویدا بود در عالم صغرسنی ہم ناپسندیدہ را ہرگز نمی پسندید و ہمیشہ خود با ادب می نشست و از بے ادبی نفرت تمام داشت ۔

در عہد حضرت مغفرت منزل در سنہ ۱۲۲۳ یکہزار و دوصد و بست و سہ ہجری منظور نظر خاقانی و مشمول عواطف سلطانی گشتہ بدارو غگی دیوانخانہ عرض بکرر بہ تجویز آنحضرت سرفراز و ممتاز گردیدہ بمدارج اعلیٰ رسید و ہمیشہ معتمد کلی بود و در ہمہ باب در امورات سرکار عالی علی الخصوص در نادرستی معاملہ مرشد زادہ[1] ہائے بلند اقبال صمصام الدولہ و مبارز الدولہ بہادر

[1] صاحب تاریخ کی اس عبارت سے شاید ناظرین مقصود اصلی نہ سمجھے ہونگے کہ معاملہ مبارز الدولہ و صمصام الدولہ بہادر کیا تھا حقیقت یہ ہے کہ چند سوانحات صاحبزادہ میر گوہر علی خاں مبارز الدولہ فرزند سوم نواب سکندر جاہ آصف جاہ ثالث مغفرت منزل پر گزرے ہیں اور بعض موقعوں میر بشیر الدین علی خاں صمصام الدولہ بہادر کے دونوں برادر حقیقی نواب آصف جاہ رابع کے ہیں شریک حال نواب مبارز الدولہ بہادر کے ہوئے چنانچہ پہلا واقعہ یہ ہے کہ آپ نے شیخ

چہ در وقت تیغزی ورروانگی ثابت جنگ رسل صاحب وکیل انگریزی دربارۂ طلب مرشدزادہ ہائے مذکور از قلعہ بہ بلدہ بہ راجہ چندو لال مہاراجہ بہادر وچہ در انتظام مزاج آوری حضور پر نور کہ ہرگز اقبال نمی فرمودند آنچہ بہادر معزیٰ مساعی جمیلہ بکار آورد اظہر من الشمس است وعلیٰ ہٰذالقیاس در نادرستی مزاج خاص آنحضرت در بارۂ تشخیص مرض ودوا وتجویز غذا برطبق ایمائے حکما و نیز در احتیاط اشیاے مضرہ چہ اندرون محل وبیرون از ان معتمد سلطانی فدویت ہا وجانفشانی ہا ونمک حلالی بہ ظہور آمدہ کہ تا حال مانند آفتاب روشن تر است تا رحلت آنجناب بجد مت متعلقہ خود مامور بودہ بجواہر گران بہا ودوشالہ بیش قیمت یکہزار روپیہ با کار کلابتون کشمیری بدست مبارک خاص سرفراز ومشرف ومباہی گشت ودرین عہد میمنت مہد بندگانعالی خداوند نعمت عالم پناہ خورشید کلاہ حق آگاہ ناصر الدولہ بہادر آصف جاہ ادام اللہ اقبالہ وغیرہ بہ بحالی خدمت عوض مکرر بہ اضافہ منصب وخطاب جنگی ممتاز جنگ ودولائی العصام والدولہ واعتصام بانوبت ورسالہ سواران وعلم ونقارہ ونشان وعماری وپالکی جھالردار وعطائے جواہر اعلیٰ وجاگیر عمدہ محاصل بسیار مقررے مقرر ومورد الطاف شاہانہ ومصدر عنایات خسروانہ گردیدہ وسر عزت ووقار تا بہ آسمان افتخار رسانیدہ در سایہ عاطفت خداوندی معمور کار وبار محولۂ خویش است ۔

امیری است صاحب شان وشوکت ووجاہت کہ درین زمان ہیچ امیر نقیلابت

شیرین نام مرثیہ خواں بازار چھاونی انگریزی میں بعض خیاطوں سے جھگڑا کرکے نواب مبارز الدولہ بہادر کے مکان کوٹلہ عالیجاہ میں پناہ گزیں ہوا انگریزی حکام نے مرثیہ خواں مذکور کو طلب کیا چونکہ صاحبزادہ اوسے اپنی پناہ میں لے چکے تھے اون کی حمیت نے گوارا نہ کیا کہ ملزم کو حوالہ کردیں ناچار ثابت جنگ رسل صاحب رزیڈنٹ انگریزی نے حضور نواب سکندر جاہ سے شکایت کی کہ حضور ممدوح نے فرمایا کہ ان کا بندوبست کرو بس آنا حکم پاکر رسل صاحب

و شوکت او نمیرسد با اخلاق حمیدہ و اشفاق پسندیدہ و مراتب اعلیٰ از خداوند نعمت برگزیدہ
ہرکس کہ با او رجوع کرد دیگر محتاج خانہ دیگرے نشد۔ اقربا پرور مترحم شعار ہموارہ از خیرات
یومیہ سادات و حجاج و زوار و نجبا و ارباب استحقاق و پیرزالان بے طاقت را کہ
بدست خود دست بدست بے اعتماد و تعہد غیر میدہد مسرور و بدعائے از دیاد عمر و دولت
حضور پرنور معمور و در یاد و عبادت الٰہی از چار گھڑی شب ماندہ مصروف تہجد گزاری
گاہے بے وضوئی باشد سیر چشم از خرمی حال خلایق خرم و از رنج احوال مردم متفکر و فکر
رسانیدن راحت و از درستی امورات دوستان خوش دل کینہ و حسد و بغض و چشمک زنی
و اشارہ و بشارہ فتوائے مفسدی استغفر اللہ در مزاج خیر امتزاجش بلکہ در محفل و دیانت
اش ہرگز ہرگز نیست محض ناپسند است تا بہ شکوہ و عیب چینی بعض مر بعض چہ رسد از نماز
صبح تا ارادہ دربار سوائے ذکر و بیان آیات کلام مجید و احادیث و ذکر بادشاہان
عالی تبار خصوصاً ہموارہ ذکر علوی منزلت مراتبات و درجات خاندان عالیشان آصفیہ
رطب اللسان و در بیان الطاف بے غایات حضور پرنور دربارہ خود عذب البیان
است از عطر مالی بسیار شوق نہ بذات خود بلکہ چلی و بس الا شہاد در خوشنویسی انشا پردازی
یکتائے عصر خصوص در تحریر کلام مجید ثانی شاہ سکین مغفور تواند گفت چنانچہ بسیار مردم
را بسعادت حسنات تحریر قرآن شریف خوشنویس گردانید عاصی محرر اوراق نیز از ادنی

بنفس نفیس دخیل کار ہوگئے اور اپنے طور پر ملزم مذکور کی گرفتاری چاہی دو افسروں کی ماتحتی
میں ایک ہزار فوج اور توپ خانہ لاکر مکان نواب مبارز الدولہ کے گرد قایم کرکے گولہ اندازی
شروع کردی۔ ہرچند نواب منیر الملک بہادر مدار المہام نے ابتدا میں سمجھایا کہ صاحب آپ صبر
کیجئے ہم اس کا بندوبست کرتے ہیں مگر رسل صاحب نے نہ مانا اور یہ کہا کہ حکم مجھے دیا گیا ہے
میں انتظام کرونگا مبارز الدولہ بہادر یہ سختی ملاحظہ کرکے متعجب ہوے اور غصہ میں آکر حفاظت

تلامذه بهادر موصوف است که هیچ محنت نه کرده ـ معهذا در علم تیراندازی و صنایع و بدایع
آن فرد فرید روزگار هر روز نوده مشق تیراندازی در خانه خود تیار کنانیده بلا ناغه با تمامی
تیراندازان عصر مشغول حنات است ـ صبح و شام طعام لذید با برادران و اقربا و رفقا و سادات
و حاجیان وز واران و اکثر محتاجان را که کسی نزد خود بار ندهد و نیز هر کس که از صادر و وارد
مجلس باشد میخورد و هیچکس خالی نمیرود اگر بیرود به طلب او آومان خود فرستاده تا به آمدنش
دست به لقمه دراز نمیکند شوق اسپان عربی و عراقی و کاٹھیاواری و دکنی و قبیلان تیر قیار
بسیار و براتب ها مرتب و با اسباب و زیور مزین سادات وز واران اماکن مقدسه را
در سال تمام هزار ها روپیه داده روانه میفرمایند و در بیت الله شریف سبیل آب و آزوده
ماهی مقرر نموده اخراجات آنرا هنڈوی کرده بار سال می آرد که مردم هفت اقلیم
دعائے خیری دهند و این همه امور حسنات را محض در اعتقاد خویش برائے ازدیاد عمر و
دولت خداوند نعمت خود حضور پر نور دام اقباله بحال برقرار دارد و نه برائے حصول
حسنات ذات خویش از جمله آں مرمت مسجد جامع بلدۂ حیدرآباد است که بعد امتداد
مدت از سر نو تعمیر شکست و ریخت پرداخته کٹہرۂ چوبی برائے احتیاط در هر هر طاق
و رواق مسجد مذکور نصب کنانیده که حالا موجود است و صحن مسجد از آہک ریزی
چناں هموار گردانید که نمازیاں را به هیچ وجه اذیت نیست و از محدثات آں متبع

خود اختیاری پر عمل کیا۔ اس عرصہ میں ایک افسر فوجی تیر کا نشانہ ہو کر زمین پر آیا دوسرا افسر غیظ
میں آکر ہر طرف گولہ باری کرنے لگا۔ ملازمان مبارز الدولہ کی جانب سے بھی برق اندازی ہاکہ
لگنی ہو رہی تھی یکایک گولہ انداز انگریزی رو بفرار ہوئے اور ایک حبشی نے توپ کا رخ پھیر کر
اونھیں مفرورین پر فیر کر دیا ثابت جنگ رسل صاحب نے دوسری جمعیت آٹھ سو سپاہ کی ہمراہ
راجہ چندو لال ہیں لاکر قیام کیا کہ گرد مکان مبارز الدولہ پر حملہ کیا جائے لیکن راجہ چندو لال نے ہمہ

وخوبی با عمارات بلند یا فرش ومساند متعدد و دو باغ دلکشا مع چاہ عمیق بر سر راستہ کوہ مبارک کہ خلقت خدا آب شیریں واہل عرس ومسافران روز وشب میخورند ومحفوظ می شوند وباغ دیگر در قلعچہ سرور نگر با رتب وزینت مکان واشجار دلچسپ الغرض زبان وقلم در توصیف آں منبع کرم طاقت تحریر وتقریر ندارد وشمہ از آں باظہار آورد از جملہ انشا پردازی آں مرجع کمالات فقرات چند کہ یادداشت تحریر در آوردہ یادگار است" صفحہ (۱۹۰) عجب نہیں کہ اس زمانہ میں بعض حضرات ناواقف یہ خیال کریں کہ اس قسم کے معاملات سخاوت اور داد و دہش جو میر عباس علی خاں بہادر یا دیگر اشخاص خاندان مولف ہذا کی نسبت بیان کئے گئے اوس زمانہ کے مورخین نے حقوق صحبت یا

نے بہ لطائف الحیل واصراف کثیرہ اس بلا کو ٹالا اور رزیڈنٹ رسل صاحب کو سمجھا بجھا کر نرم کیا اور دوسرے دن بہ اجازت سرکار آصفیہ کوٹھی رزیڈنسی میں جاکر رزیڈنٹ بہادر سے ملاقات کی بڑی بحث وگفتگو کے بعد یہ طے پایا کہ مبارز الدولہ اور صمصام الدولہ بہادر کے شریک حال یکدیگر ہیں معہ ممتاز الدولہ داماد حضور سکندر جاہ بہادر جنہوں نے فوج کے فرار کے وقت شیا چند تیر اس کی جانب پھینکے تھے قلعہ گولکنڈہ میں تا دنیا چندے قیام کریں۔ بدیجہ مجبوری صاحبزادگان موصوفین نے اس امر کو قبول کیا اور سنہ ۱۲۳۵ھ میں پھر یہ صاحبزادگان بلدہ میں قلعہ سے تشریف لائے دوسرا واقعہ یہ ہے کہ جب نواب ناصر الدولہ بہادر آصف جاہ رابع وسادہ نشین تھے۔ سنہ ۱۲۴۴ھ میں مبارز الدولہ بہادر کی تنخواہ بوجہ خسارہ چند ماہ دیوانی سے وصول نہ ہوئی اس بنا پر برہم ہو کر جمعیت روہیلوں کی نوکر رکھے ارادہ یہ تھا کہ کارپردازان سرکاری کی تنبیہ کریں بہ صلاح بعض اشخاص جمعیت کنٹنجنٹ سے محاصرہ ایوان نواب مبارز الدولہ کا کیا گیا اور یہ پیام دیا گیا کہ حکم حضور پر نور کا یہ ہے کہ چند روز قلعہ گولکنڈہ میں قیام کریں اس مرتبہ بھی مبارز الدولہ بہادر نے حکم کی تعمیل کی اور قلعہ گولکنڈہ کو چلے گئے کہتے ہیں اس دن تمام خلقت بلدہ کی نہایت ملول وغمگیں تھی اور خود حضور پر نور بھی بہت آزردہ تھے اور محلات بھی محزون وغمگین

کسی مصلحت یا محض بعض سربرآوردگان عہد کا دل خوش کرنے کو خوشامدانہ لکھدئے ہیں
اور ممکن ہے کہ اون کے بذل ایثار وخیر وخیرات کے بیانات کو مبالغہ پر محول کرکے پایہ
اعتبار سے خارج سمجھیں چونکہ زمانہ بالکل بدل گیا ہے اور بدلتا جاتا ہے ایسے خیالات وتوہمات
کا پیدا ہونا قرین قیاس ہے اسلئے میں چند فقرات عرض کرونگا تاکہ یہ اشتباہات رفع ہوجائیں
اور ارباب شک وتوہم کو یقین حاصل ہو۔

واضح ہو کہ پچھلے زمانہ میں جس کو سپہگری کا زمانہ کہنا چاہئے یا اسلامی تہذیب کا
زمانہ اس وقت سب سے بڑا آدمی وہی کہلاتا تھا کہ جس کی آمدنی کا خیر میں سب سے زیادہ
خرچ ہوا اور جس کا دسترخوان بہت وسیع ہو اسلامی تہذیب واخوت بھی یہی ہے کہ جو جس

بعد چندے حضور نے مبارز الدولہ بہادر کی تقصیر معاف کرکے بعرصہ دو سال انھیں بلدہ میں طلب
کرلیا بعد ورود مبارز الدولہ ایک جشن عظیم تقریب نوروز وسالگرہ میں قایم ہوا اور اس جشن میں
تعداد کثیر امرا وغیرہم کو خطابات ومناصب وعہدہ ہائے جلیل القدر وخلعتہائے فاخرہ
وجاگیرات عنایت ہوے مثل شمس الامرا وشجاع الدولہ وراجہ چندو لال بہادر ودیگر حضرات
ذی اعتبار کے منجملہ اون کے میر عباس علی خاں عرض بیگی خطابات مندرجہ اوراق صدر اور میر
اسمٰعیل علی خاں بہادر بحالی خدمت دارالانشا وغیرہ بشرح صدر ومحترم الدولہ خلف الصدق
اعتصام الملک بہادر عرض بیگی بمناصب وخطابات متذکرہ بالا اور خورشید جنگ باضافہ منصب
چہار ہزاری دو ہزار سوار وبحالی قلعداری بہاترہ وسرفرازی تعلقہ داروغگی ہرکارگان سرکار
وخطاب اعتضاد الدولہ سرفراز وممتاز ہوے۔

(۳) حادثہ حسرت ناک وعبرت خیز یہ ہے کہ ۱۲۵۵ھ عہد نواب آصف جاہ رابع میں مذہب
وہابیت تمام ہند ودکن میں پھیل گیا اور خلفائے سید احمد کے بانی مبانی وہابیت کے ہیں
شیر سنگہ سکہ سے جہاد کرکے قتل ہوگئے اور سید احمد کے خلفا اطراف واکناف میں منتشر ہوکر اپنے
مذہب وملت کی ترویج وتشیع کرتے تھے منجملہ اون کے مولوی ولایت علی اور مولوی سلیم بلدہ حیدرآباد

دوست کے مکان پر کھانے کے وقت پہونچا اس نے وہیں ماحضر سے پیٹ بھر لیا کھانے
اور کھلانے میں تکلف اور تامل کرنا ممنوع تھا اور اس میں زیادہ ہرج و نقصان بھی
نہ تھا کہ میں نے آپ کے یہاں کھالیا اور آپ نے میرے یہاں یہ تو عام کا دستور تھا لیکن
امرا اور خواص اپنا فرض منصبی یہی سمجھتے تھے کہ اہل حاجت کی حاجت روائی کریں بنی نوع
انسان میں وہ اپنی ذات کو ایک ادنیٰ سے ادنیٰ کم زور و کم استطاعت کے مقابلہ میں لاکر
اور خود اپنی ذات کو ممتاز اور مرجح دیکھ کر شکر کرتے تھے اور اس کا شکریہ اور بدلا سوائے
اس کے کچھ نہ جانتے تھے کہ جہاں تک سرمایہ یاری کرے حاجت روائی مستحقین کی بطابق
شرع و آئین اسلام کے کی جائے۔

میں بھی آئے اور وعظ و پند کر کے ہزارہا اشخاص کو اپنا پیرو کر لیا آخر علمائے اہل سنت و جماعت
کے برہم ہونے سے مولوی ولایت علی حیدرآباد سے فرار کر گئے۔ اور مولوی سلیم مذکور نواب مبارز الدولہ
بہادر کی خدمت میں پہونچکر مصئون و محفوظ رہے کہ وہاں علمائے بلدہ کو دخل نہ تھا مولوی سلیم
مذکو مزاج مبارز الدولہ بہادر پر ایسے حاوی ہوے کہ جو کچھ وہ کہتے تھے صاحبزادہ سنتے تھے۔
آخر مولوی سلیم نے یہ یقین دلایا کہ تقریبًا دو لاکھ سپاہی صاحبان شمشیر مذہب وہابیت کے پیرو
پشاور لاہور دہلی بمبئی و پایاں گھاٹ و چینا پٹن تمام ہند میں پھیلے ہوے ہیں اگر آپ وہابیت
اختیار کریں تو تمام وہابی آپ کو سلطان السلاطین تسلیم کر کے آپکی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے
اور جس طرف کا عزم کیجیے گا فتح و نصرت ہمرکاب ہوگی اور وہ لوگ فی سبیل اللہ جہاد کرینگے
ایک حبہ کے آپ سے خواستگار نہ ہونگے صاحبزادہ پر یہ افسوں چل گیا اور رسایل وہابیت جو
بوجہ حمایت نواب مبارز الدولہ بہادر مولوی سلیم اس قدر جری ہو گئے کہ مسجد کوٹلہ عالیجاہ
میں علانیہ وعظ کہتے اور وہابیت کی تلقین کرتے اس ہنگامی کیلیے جس کا ذکر اوپر ہو چکا
ایک دن و تاریخ مقرر کر کے مولوی سلیم اپنے خلفا اور قایم مقاموں کے خطوط لکھ کر آگاہ کر دیا
کہ روز معینہ میں تمام اپنے ہم مذہب اشخاص کو جمع کر کے مقامی خلقت کو اپنے مذہب کی

کچھ میر عباس علی خاں یا میر غلام حیدر خاں پر منحصر نہیں ہے تمام حیدر آباد میں
اکثر امرا ایسے تھے کہ بعض ان سے بڑھ کر اور بعض ان کے مساوی اور بعض ان سے کم
خیر و ایثار فرماتے تھے اسی کا اثر ہے کہ آج تک حیدر آباد کی وقعت تمام ہند بلکہ دور دور
تک ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ سخاوت ہو یا کوئی دوسری صفت ہو عمدہ صفات کے لوگ
ہمیشہ تھوڑے ہی ہوتے ہیں اس زمانہ میں معیار عزت کا صرف ہمدردی انسانی تھی
اور ذریعہ اعتبار کا انسان کی ذاتی آمدنی اس سے کسی کو غرض نہ تھی کہ گھر میں روپیہ
روپیہ سے کوٹھے بھرے ہوئے ہیں یا خزانہ بالکل خالی ہے اب ذرا فرق ہو گیا ہے
خیر و ایثار تو اب بھی ہے مگر اس کی شکلیں بدلی ہوئی ہیں پیشتر فوری امداد اور شخصی امداد

دعوت دیں اور مطیع کریں اگر نوبت جنگ و شمشیر کی پہونچے دریغ نہ کریں کہتے ہیں بڑے سرداروں
میں غلام رسول خاں رئیس کرنول بھی شریک وہابیاں ہو گئے تھے اور بیشمار آلات حرب۔ توپ
و تفنگ و میگزین تیار کر کے خان مذکور بھی روز موعود کے منتظر تھے کہ یکایک یہ راز افشا ہو گیا اور
انگریز مطلع ہو گئے اور دستاویزات دستخطی و مہری مولوی سلیم گرفت میں آئیں اگر یک ہفتہ بیخبری
غفلت رہتی تو بڑا فتنہ برپا اور کشت و خون عظیم ہو جاتا میجر اسٹورٹ رزیڈنٹ حاضر دربار
حضور آصف جاہ رابع ہو کر کیفیت عرض کی حضور پر نور کمال متعجب ہوئے انجمن مشورہ قایم
فرما کر یہ حکم دیا کہ جمعداران عرب و افغان کوٹلہ عالیجاہ مکان مبارز الدولہ بہادر کا محاصرہ
کر لیں قریب تھا کہ نوبت تیغ و تفنگ کی پہونچے لیکن صاحبزادہ مبارز الدولہ بہادر نے
سنجیدگی حکم سے حضور پر نور کی تعمیل کر کے قلعہ گولکنڈہ کی راہ لی اور مولوی سلیم اور دیگر معاونان
ممالک محروسہ کے وہابیوں کی گرفتاری عمل میں آئی جو ان میں بے قصور تھے رہا کر دئیے گئے
ملزمین کو قید شدید کی سزا دی گئی غلام رسول خاں نے علاوہ اتواپ سابق کے اس کام کیلئے
ایک ہزار توپ جدید تیار کی تھی اور بڑا اہتمام جنگ کا کیا تھا اون کا نتیجہ یہ ہوا کہ ریاست
ضبط کر لی گئی اور وہ نظر بند ہو کر چینا پٹن روانہ کر دئے گئے۔ بزمانہ اقامت چینا پٹن میں بہ حیثیت

فرض عین سمجھی جاتی تھی اور عین اصول دین اور حکم قران کے بموجب تھے اور سرمایہ نقد کی
کمی و زیادتی داخل حرمت و اعزاز نہ تھی اب سرمایہ نقد کی کمی و زیادتی پر اعزاز و حرمت
منحصر ہے اور فوری امداد اور شخصی تائید کے بجائے قومی و ملکی امداد کے خیالات جاگزین ہیں
میں ان اصول میں فرق کرنے اور ان پر بحث کرکے کسی کو ترجیح دینے کیلئے تیار
نہیں ہوں مگر یہ کہ ہمدردی کے اصول سے فوری امداد جو خداوند کریم کے حکم سے ہو عین
دینی اصول ہے اور غور کرنے سے تمدن کا ایک جزو اعظم ہے۔ مثلاً ہمارے اشخاص
گرد و پیش میں سے ایک ایسا شخص ہے کہ بغیر تھوڑے سے سرمایہ کے وہ اور اوس کے
اہل و عیال قریب ہلاکت اور بربادی کے پہونچ گئے ہیں جس کی مقدار سو پچاس روپیہ

کی جانب غلام رسول خاں کا میلان پایا گیا غلام رسول خاں کا چیلہ یا ایک رشتہ دار
بیگم غلام رسول خاں کا بہر صورت اون میں سے کسی ایک نے غیرت و حمیت مذہبی میں
غلام رسول خاں کو نصیحت کی غلام رسول خاں نے برہمی کرکے اوسے گالیاں دیں اس نے
جمدہر سے غلام رسول خاں کو ہلاک کر ڈالا اس واقعہ کے بعد اطراف و جوانب کے مولوی
وہابی حسب الحکم حضور آصف جاہ رابع جو گرفتار ہو کر آئے تھے اون کی تحقیقات کیواسطے
ایک کونسل سکندرآباد میں قایم ہوی منجانب حضور پرنور اس انجمن کے ممبر رشید الملک
بہادر منشی حضور پرنور اور خورشید جنگ اعتضاد الدولہ بہادر اور اعجاز الدولہ بہادر اور
بے نظیر جنگ بہادر مقرر ہوے دریافت شروع ہوی اراکین صاحبان موصوف اکثر
اشخاص کو جو بے قصور تھے اپنی رائے ظاہر کرکے قید اور سزا سے رہائی دلوائی مگر مولوی سلیم
رہا نہ ہوسکے ملاحظہ ہوں صفحات تاریخ گلزار آصفیہ مطبوعہ صدر از (۱۰۷ تا ۱۰۹) ۱۳۹
تا ۱۴۰ لغایتہ (۱۵۱) اور صاحب تاریخ رشید الدین خانی صفحات ۵۹۹ تا ۶۰۰ میں تحریر کرتے
ہیں جس کا ملخص یہ ہے کہ غلام رسول خاں نے ایک لاکھ روپیہ کا سیسہ منگوا کر کسی فرانسیسی سے
جنگی گولے تیار کرائے اور گیارہ سو توپ اور چودہ کھنڈی بارود اکٹھا کی اور شاہ ولیندا

مثلاً ہے اوس کے چند لڑکے بھی ایسے ہیں جو تعلیم و تربیت پا سکتے ہیں ہم نے بجائے سو
پچاس کے فوری امداد کے۔ ہزار دو ہزار روپیہ بنک میں جمع کر دیا کہ اس کے منافع سے
اس شخص محتاج کی اولاد تعلیم و تربیت حاصل کرے یا کوئی ہنر سیکھیں تو یہ ایسا ہو کہ
تا تریاق از عراق آوردہ شود۔ مار گزیدہ مردہ شود۔ اب اس سے ہر شخص نتیجہ نکال
سکتا ہے غالباً نہ تو وہ لڑکے کوئی ہنر سیکھ سکینگے اور نہ اون کے اعزا اور والدین
بغیر کسی اور تدبیر کے صرف اس خیرات تعلیمی سے زندہ رہ سکیں گے ایسی بہت سی شکلیں
پیش آتی ہیں جنمیں پچھلے زمانہ کے سخت سے سخت اور بخیل سے بخیل بھی امداد اور ہمدردی
پر مستعد ہو جاتے تھے لیکن اب زمانہ بہت سخت ہو گیا ہے الّا ماشاء اللہ بعض شخص

روہیلہ کو کہ بیشتر ملازم نواب مبارز الدولہ بہادر کا تھا نوکر رکھ کر چار سو سپاہی اسکی ماتحتی میں دیے
اور دیگر افغانوں کی بھرتی کرکے جمعیت بڑہائی اور قلعہ کی اصلاح و مرمت کی اس عرصہ میں
وہابی لوگ مصاحبت مبارز الدولہ بہادر میں بڑے اور پیشوا ان سب کا سلیم نام تھا کہ اس
کے استصواب سے مولوی محمد علی وہابی مصاحب والی ٹونک نے رئیس المسلمین حامی دین مبین
عبد العزیز مبارز الدولہ نقش نگیں تجویز کرکے خدمت مبارز الدولہ بہادر میں روانہ کیا تھا اور
مبارز الدولہ بہادر بھی مہر شجروں پر اپنی مریدوں کی ثبت فرماتے تھے اور جو کوئی اہل بلدہ سے
بیعت نواب کی کرتا تھا اوسے دو تھان سیلے کے ایک تھان آغابانی اور ایک تھان مشروع
کا اور چار روپیہ نقد عنایت کرتے تھے اور بعض کو نوکر بھی رکھ لیتے تھے اس وجہ سے بہت لوگ
ان کے یہاں جمع رہتے تھے اور دو سانڈنیاں نبار کھیں تھیں کبھی کبھی ان پر سوار ہو کر جلو خانہ میں
مشایعت فرماتے تھے ان قراین سے ساخت و باخت فیما بین مبارز الدولہ و نواب کرنول
غلام رسول خاں پائی جاتی تھی بلکہ بقول بعضی خفیہ آمد و شد مراسلات کی تھی اور بقول دیگر
صرف سوال جواب زبانی۔ چونکہ تحقیق اسکی گرفت نوشتہ پر موقوف ہے تو اس میں بھی دو قول
ہیں کہنا بعض ثقات کا ایسا ہے کہ ایک عرضی نواب کرنول کی اسمی محتشم الیہم بدست جاسوساں

جنمیں خوف خدا اور حب انسانی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ یہ زمانہ ہم کو اپنی آپ مدد کرنا سکھلاتا ہے اور تمام کاہل الوجود اشخاص کو محنت و کسب کی طرف مایل کرنے پر مجبور کرتا ہے اور حزم و احتیاط اور حفظ ماتقدم کا اپنے معاملات میں سبق دیتا ہے لیکن کوئی شخص دیدہ و دانستہ تباہی میں نہیں پڑتا ہے ایک قوت محرک پوشیدہ ایسی ہے کہ ایک وقت وہ کام کو بناتی ہے اور وہی ایک وقت بگاڑتی ہے عقلائے عالم نے مان لیا ہے کہ تجارت پیشہ اس عہد میں تمام اقوام اور گروہوں میں چالاک اور ہوشیار تر ہیں مگر کلکتہ اور بمبئی وغیرہ میں ہر ایک عشرہ صدی میں دو چار بیوپاریوں کا دیوالہ ضرور نکلتا ہے اور علی ہذا

ہوی اور وہ لوگ جو شریک معرکہ تھے ایسا کہتے ہیں کہ کوئی دستاویز اس امر کی پائی نہیں گئی کوئی تو ایسا کہتا ہے کہ متوسلین جناب محتشم الیہم کے عند التفتیش مقر جہاد سکھوں کے ہوئے اور افواہ عوام یہ ہے کہ خروج اوپر سرکار عظمت مدار کمپنی بہادر کے تھا حتی کہ کئی پلاٹن ہندوستانی ملازم انگریزی موافق ہوگئیں تھیں۔ المختصر جب حسب الحکم حضور بندگانعالی مدبر جنگ وغیرہ محاصرہ حویلی مبارز الدولہ کے لئے روانہ ہوے بہادر معزنے دروازہ دولت سرا کا بند کروادیا پچاس ساٹھ آدمی جو اس دن حاضر تھے گرد و پیش ہوگئے کوئی اندر داخل ہونے نہ پایا دو چار روز سوال جواب قلعہ کے جانے کا ہوا کیا وہ باعث اس کا کیا ہے فرماتے رہے آخر کار سپہر کو محمد خان قایم خانی رسالدار سیڑھی لگا کر دیوار پر سے اندر کود ے اور فتح باب کیا تمام عرب جمبئے کھینچے ہوے اندر دھس آئے کہتے ہیں اوس وقت خود مبارز الدولہ بھی فرنگ علم ہاتھ میں خبردار خبردار اس طرف کو زنانہ ہے کہتے ہوے آگے بڑھے جمعدار عبداللہ بن علی جھٹ بیچ میں آکر اپنے لوگوں کو ہٹا دیا اور ہتیار اون کے رکھوالئے جمعدار کی فہمایش سے بتاریخ ۲۳ ربیع الاول سنہ ۱۲۵۵ھ مبارز الدولہ داخل قلعہ گولکنڈہ ہوے کرنول کو پانسو سوار گویا ایک پلٹن مع توپ خانہ دو رسالہ اور دو پلٹن فوج کنٹنجنٹ سرکار نظام لیکر افسران انگریزی پہونچے غلام رسول خان

یوروپین شہروں میں بھی لوگ خاری میں آجاتے ہیں کلکتہ اور بمبئی کے تجار اپنی ہم قوم
کی فوری تائید کرکے دوالیہ کو تباہی اور ہلاکت سے بچا لیتے ہیں اور میرا علم غلطی نہیں
کرتا ہے تو میں جانتا ہوں کہ یوروپ میں کوئی کسی کی تائید نہیں کرتا ہے شاید دوالیہ
شخص حالت تباہی میں خودکشی کرتا ہوگا یا مجرم پیشہ ہو جاتا ہو یا خدا جانے کیا
کرتا ہوگا پس معلوم ہوا کہ کام کا بننا اور بگڑنا انسان کی محض عقل و تدبیر پر منحصر نہیں ہے
کبھی ہماری حفاظت و احتیاط کارگر ہوتی ہے کبھی بے سود ہو جاتی ہے انسان کیا اسکی
عقل و تدبیر کیا۔ زمانہ بڑا قادر اور خدائے پاک اس کا بھی خالق اور بہت بڑی قدرت
والا ہے ہمیشہ اسی سے مدد مانگنا چاہیئے کہ بگڑی میں وہ اور وقت پر بہت بند کام آتی ہے

آمادہ جنگ ہوئے اور صدر پلٹن صاحب ملازم سول کی معرفت خط و کتابت اور [illegible]
دیوان کر تول کے گفتگوئے مصالحت اور سیر قلعہ و مہمانی میزبانی کی ہوئی اس حیلہ سے غلام رسول
خاں قلعہ سے نکل کر باہر ٹہرے اس اثنا میں نامدار خاں دیوان مذکور نے تفنگ اندازی کے
موقوف کرنے کی منادی اپنے آدمیوں میں کردی۔ اور سپاہ غلام رسول خاں نے اپنی تنخواہ
بقایا طلب کی خاں موصوف نے اسی وقت روپیہ منگوا کر تقسیم کردئیے بعد وصول تنخواہ کے
شاہ ولی خاں جمعدار افغاناں روبرو غلام رسول خاں کے آیا اور ایسا کہا تم نے کچھ نہ کیا۔
عبث صلح کرلی اس گفتگو کے وقت غلام رسول خاں کے پاس ایک افسر فوج کا سپاہ انگریزی سے
آکر مصالحت کی باتیں کر رہا تھا پس شاہ ولی خاں نے کہا خیر جو ہوا سو ہوا اب ہم تو لڑینگے
اور تلوار علم کرکے جھٹ افسر مذکور کو بدریغ مار لیا جوں ہی یہ خبر لشکر انگریزی میں پہونچی۔
تلنگ بجدر اسے اتر کر حملہ آور ہوئے اور بلا تامل مارنا شروع کیا سوار وغیرہ نکل گئے لیکن
روہیلے حسب قوت لڑے اور بہت سے مارے گئے شاہ ولی خاں بھی قتل ہوا اور غلام رسول خاں
اور دیوان نامدار خاں کو حراست میں لیکر دوسرے مقام پر جا اترے قلعہ پر شام تک گولہ

رہی پچھلے فیاضوں کے مصارف کی مقدار جو بہ مقابلہ مداخل کے زیادہ معلوم ہوتی ہے تو یہ عقدہ بھی ارزانی و گرانی اشیاء کی ماہیت دریافت کرنے کے بعد حل ہو جاتا ہے۔

آمدم برسر مطلب کہ میر عباس علی خاں اعتصام الملک۔ اپنے عہد میں ایک ہمدرد انسان اور ممتاز امیر تھے۔ صاحب گلشن جعفری صفحہ (۱۳۶) میں رقام فرماتے ہیں "دل کی یہ ایک امنگ ہے کہ چمن فصاحت و بلاغت سے اون کے عمدہ عمدہ مضامین اظہار حالات کیلئے چنکے ایک گلدستہ بناؤں جس کی عطریت مشام تماشائیوں کو معطر کرے کیا کروں مجبور ہوں نہ میرے ضعیف ناتوان تن میں نہ اس قدر قدرت ہے نہ میرے حافظہ میں اس قدر

چہارشنبہ دوسرے دن قلعہ کی دیوار توڑ کر انگریزوں نے قبضہ کر لیا تمام مال و اسباب ضبط کر لیا غلام رسول خاں کو معہ دیوان کے چنیا پٹن روانہ کیا اٹھارہ لاکھ روپیہ کا ملک تصرف انگریزی میں آیا بقدر مایحتاج متعلقان غلام رسول خاں محبوس کے واسطے مقرر ہو گئے اسی ضمن میں عباس علی خاں ابن عبد القادر خاں رفیق قدیم بادشاہی جاگیردار و قلعہ دار ادوگیری کی جائداد پچاس ہزار روپیہ سالانہ کی بھی ضبط ہو گئی وجہ اس کی یہ تھی کہ غلام رسول خاں کے پاس سے ایک شخص کی معرفت داخل ہوا تھا اور بعض وہاں کے باشندوں کا مقولہ ہے کہ کوئی شخص وہابی وکیل مبارز الدولہ بہادر کا اون کے پاس بھی تھا اور غلام رسول خاں کا قید میں قیام موضع ترچناپلی عرف نتھر نگر میں ہوا وہاں کے قیام میں غلام رسول خاں معبد انگریزی میں ہر روز آمد و رفت رکھتے تھے اور پادریوں سے ان کی دین و آئین کی تحقیقات کرتے حاجی صاحب نام چیلہ غلام رسول خاں کا کہ اوس کی ہمشیر تصرف غلام رسول خاں میں تھی اس نے غلام رسول خاں کو دین عیسوی کی طرف مایل جانکر دروازہ سے کلیسا کے نکلتے ہوئے پیش قبض سے شکم غلام رسول خاں کا چاک کر ڈالا۔ غلام رسول اپنی آنتیں جو باہر نکل آئیں تھیں اندر کرکے رومال سے کمر باندھ کر دوسرا دروازہ کلیسا تک پہونچے اور ایک آہ کھینچ کر گر گئے انگریزوں نے غلام رسول خاں کو

وسعت بات تو یہ ہے کہ آپ کے اوصاف ایسے محدود نہیں ہیں کہ میرے معلومات اُن کے اظہار کیلئے کافی ہوں۔ بقول شاعر ؎ ہر چند وصفت میکنم لاکن ازاں بالاتری۔ جواہر گرانمایہ فصاحت و بلاغت سے پیراستہ زیور بیش بہائے علم و فضل سے آراستہ فلک پیران کے دبستان معلومات کا ایک ادنیٰ تلمیذ سحبان باوجود کمال طفل دبستان وحید عصر سخی۔ کریم سلیم الطبع غریب نواز آشنا پرست ابرار متقی مقبول درگاہ صمدانی مقرب بارگاہ سلطانی۔ پیشگاہ ولی نعمت سے بہ خطاب ممتاز جنگ اعتصام الدولہ سرفراز ہوے اور سال ۱۳۴۲ھ میں بہ خطاب اعتصام الملک بہادر مفتخر و سربلند ہوے بہادر معزکی دو بی بیاں پہلی شادی دردانہ بیگم صاحبہ دختر بہرالدولہ بہادر سے ہوئی

گڑوادیا۔ اور حاجی صاحب کو پھانسی دیدی۔ انتہیٰ

چونکہ یہ واقعات گزرچکے ہیں اور کوئی ضرورت مزید غور کی نہیں ہے ورنہ میں اس معاملہ پر بحث کرتا البتہ اس مقدمہ میں حضور آصف جاہ چہارم نے بہت بڑی دانشمندی اور تدبر یہ کی کہ فوراً حکم تادیبی نسبت مبارز الدولہ بہادر کے نافذ فرمایا۔ اور انگریزوں کو کوئی موقع شکوہ شکایت کا نہ ملا اور فی الحقیقت جبکہ اشتباہی حالت تھی تو میر عباس علی خاں بہادر اور دیگر اشخاص کو ضرور نواب مبارز الدولہ بہادر کے ساتھ ہمدردی باقی رہی ہوگی چنانچہ میر عباس علی خاں بہادر نے ذاتی وفاداری سے ہر ایک فرد خاندان و متوسلان سرکار کی دلسوزی بالالتزام کی ہے اور ہمیشہ اپنے ولی نعمت کو صاحبزادہ پر مہربان رکھنے کی جانب مایل رکھنے کی سعی فرمائی ہے۔ جس کا اشارہ صاحب گلزار آصفیہ نے کیا ہے حقیقت یہ ہے کہ خاندان آصفیہ کی قدردانی اور احسانات ایسے ہیں کہ جس قدر متوسلین قدیم عقیدت و خلوص رکھتے اور وفاداری و اطاعت کرتے کم تھے اور اسی نسبت سے اب بھی طرفین کا سلوک عمدہ اور قابل شکرگزاری ہے اور میری یہ دعا ہے کہ خداوند کریم موجودہ نقشہ کو قایم و جمیع بلیات سے محفوظ رکھے

ملاحظہ ہو شجرۂ نسب نمبر (۱۳)

دوم حاجی بیگم صاحبہ صبیہ بخشی الملک سے ہوئی بطن پاکیزہ صبیہ ببر الدولہ سے گوہر یکتا
(۱) میر احمد علی سنہ ۱۲۶۱ھ میں متولد ہوئے صبیہ بخشی الممالک سے دو خاتون معظم یعنے (۱)
امتہ الزہرا بیگم زوجہ سرداوارجنگ (۲) رحمت النسا بیگم زوجہ عزیز الدولہ بہادر پیدا
ہوئیں میر عباس علی خاں اعتصام الملک بہادر کے ذات جاگیر ایک لاکھ پچیس ہزار کی
تھی آخر بمصداق از اجا را جلہم اعتصام الملک بہادر بتاریخ بست ویکم صفر سنہ ۱۳۰۳ھ
دنیائے فانی سے سفر کیا ہر کہ ومہ کو اونکے مرگ کا سخت ملال ہوا اون کے اوصاف
حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ نے سب کے دلوں پر پورا اثر کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

رقعہ در بیرار سال التسبیح از نواب میر عباس علیخاں اعتصام الدولہ اعتصام الملک عرف بیگی بحضور

سبحان اللہ زہے معبود حقیقی کہ عبادتش نتیجہ ظہور کائنات وطاعتش مطیعان
راسبب نجات پس وردتہلیلش ہمہ ذی عقول را از جملہ واجبات چوں سہو ونسیاں
کہ لازمہ ماہیت انسانیست اکثر اوقات ازاں غفلت رومیداد لہذا جناب مقدس نبوی
علیہ وآلہ واصحابہ صلوٰۃ والسلام کہ طبیب بیماراں معصیت کاری است سبحہ را بذکر
یاد الٰہی وتازیانہ نفس سرکش ساخت پس من سرگردان تیہ ضلالت در تلاش آں بود
کہ تسبیح مرسلہ مانند آیہ رحمت از آسمان کرمت شرف نزول بخشید حقا کہ ایں تسبیح
اگر بدست مسیحان فلک رسیدی برہر سبحہ آن کواکب را نثار کردی وار مشاہدہ آبداریش
گوہر اکتفا بحجاب تہ کردہ در دریاے عمان تہ نشیں گشت وعابد سپہر با وجودیکہ از ابتدائے
آفرینش در رکوع است از رشک غلطانی ایں سبحہ از شبنم اشک حسرت ریختہ اللہ
تبارک وتعالی بمقتضاے الدال الی الخیر کفاعلہ ثواب تہلیل وتسبیح بروزگار آں معان

روزی کنا و تا ز اہد تیلی پوش فلک بہ سبحہ انجم در ورد تقدیس و تہلیل است رشتہ
عمر تا بقاے لیل و نہار در تزاید باد۔

رقعہ دیگر در ارسال دستار

از روزیکہ خامہ بدایع نگار صنع لم یزلی رقم ہستی کائنات از گنجینۂ عدم بر صفحہ
مشہور نگاشت بہ مقتضاے حکمت بالغہ ہر شئی را بقدر قابلیت استعداد بر نہجی کہ ما فوق
آن متصور نباشد بمدلول آیۂ وافی ہدایہ ما تری فی خلق الرحمن من تفاوت فارجع البصر
ہل تری من فطور ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئا وہو حسیر بتقسیم تزئین
گردانید کہ عقول عقلائے زمان کہ رصد شناسان عالم ملکوت اند از احصائے کنہ آن بعجز
معترف بل بہ قصور مقر اند از انجملہ صفحہ سما را بزینت کواکب و شاخ اشجار را بہ زینت
اثمار و نیز مرداں را بہ رونق دستار آرایش تازہ و پیرایش بے اندازہ عطا فرمودہ پس
بہتر از دستار مرداں را از نیتی نیست خصوص وقتیکہ از دوستی بہ طریق تحفہ برسد
بہ توجہ از دل اخلاص منزل بر آید دستار مرسلہ وصول بہجت شمول نمودہ سر دست
اخلاص را وقف تسلیم و نیاز ساخت چندا دستار کہ ہر تارش بدلفریبی مرغ دل کرد اسیر
دام صیاد بردہ بلکہ چون تار شعاع آفتاب تسخیر عالمی نمودہ شاید از سویداے دل و کاکل
شمع سفیدی تار و پودش را منسوخ نمودہ اند کہ از نظارہ اش ظلمت چشم بینندگان روشن
درخشیدن است تارش براے دفع صین الکمال بشابہ جوش اگر صفائی از احمر برید
گر سرانش میگرداند و اگر کتان از ملاحظہ اش بہرہ مند میشد چا در خود برماہ میدرید کلاہ
خسروی را اگر باین دستار بدل نماید رواو ہیچ قرص ماہ را در پلہ اش سنجد سزا راست
خلاف جمہور اگر آرایش دست خواہم میتواند شد کہ سرپا از نسبتش شرافت دوست ملا از

بہ پیدایش گرامی حاصل شدہ اللہ تبارک و تعالیٰ تا زمانیکہ سرور گردوں ستارہ است آن سرکردۂ ارباب دانش و سرگروہ ارباب بینش را بہ سرفرازی جاوید مسرت بخش دارد۔

میر احمد علی خاں فرزند میر عباس علی خاں اعتصام الملک ثانی پیشگاہ نواب ناصر الدولہ بہادر آصفجاہ رابع سے خطاب خانی و بہادری محترم جنگ محترم الدولہ معتز ہو کر جانشین احترام آبائی ہوئے اور ۱۲۸۰ھ میں پیشگاہ حضرت نواب افضل الدولہ بہادر آصف جاہ پنجم سے خطاب اعتصام الملک عطا ہوا میر احمد علی خاں محترم الدولہ موصوف تمام صفات برگزیدہ سے اپنے والد نامدار کے متصف اور طرز و روش میں پیرو اب وجد کے تھے۔ عربی و فارسی میں لیاقت و مہارت کامل رکھتے تھے جاگیر و منصب پدری کے مالک و متصرف اور خدمت عوض بیگی سے عہد نواب ناصر الدولہ بہادر میں ممتاز ہو چکے تھے۔

صاحب تاریخ گلزار آصفیہ صفحہ (۳۱۹ و ۳۲۰) میں تحریر فرماتے ہیں کہ "محترم الدولہ محترم جنگ بہادر فرزند ارجمند اعتصام الملک بہادر عوض بیگی حضور پر نور نام اصلی اش میر احمد علی است و در عنفوان شباب آثار نیکی و رشد از چہرۂ اش ہویدا بود و در اندک توجہ بعلم معقول منقول و صنایع و بدایع فارسی بہرۂ کامل بہم رسانیدہ منظور نظر بزرگان گردید۔ و در پیشگاہ حضور پر نور مشمول الطاف گشتہ نام نیک برگماشت و منصب چہار ہزاری دو ہزار سوار فائز شدہ ہموارہ حاضر دربار جہاں مدار است امیری است پسندیدۂ اخلاق صاحب مروت و در علم تیر اندازی کمال قدرت دارد ہر روز بر تودہ کہ در مکان پدر بزرگوار خود تیار میشود مشق تیر اندازی میکند و در عبادت معبود حقیقی شب و روز از نماز پنجگانہ و نماز شب و وظایف و اوراد و مساعی جمیلہ بکار میبرد صاحب ہمت خندہ رو کشادہ اخلاق بہ جمیع صفات

بزرگانہ موصوف "

میر احمد علی خاں بہادر محترم الدولہ کی شادی دختر نواب وحید الدولہ بہادر ڈولا بیگم صاحبہ یعنے چچا زاد بہن سے ہوی بطن بیگم موصوفہ سے دو فرزند پیدا ہوے (۱) میر قادر علی معتصم جنگ دوسرے میر کاظم علی یہ دونوں مولود نوجوان حیات والدین میں رحلت کرگئے (۲) میر حیات علی یہ دوسرے بطن سے تولد ہوے اپنی والد کی خدمت پر مامور ہوے محترم الدولہ اعتصام الملک ثالث نے سنہ ۱۲۹۰ھ میں اس دار ناپایدار سے عالم جاودانی کی راہ لی۔

میر حیات علی خاں اعتصام الدولہ ثالث سنہ ۱۲۵۷ھ میں پیدا ہوے۔ ان کی تربیت عمدہ طور پر کی گئی اور آخر زمانہ تک خدمت موروثی پر مامور و سرفراز رہی میر حیات علیخاں کے تین شادیاں ہوئیں پہلی شادی نادری سلطان اسد اللہ مرزا کی دختر سے ہوی ان عقیقہ نے لاولدی میں انتقال کیا دوسری شادی ولاور النسا بیگم صاحبہ دختر اعتصام جنگ بہادر یعنے پھوپھی راقم ہذا سے ہوی ان معظمہ سے اولاد ہوی لیکن زندہ نہ رہی آخر بے برگ وثمری میں انتقال کی۔ تیسری شادی حسینی بیگم صاحبہ دختر اعتصام الدولہ نواب کرنول سے ہوی اور عجب سوء اتفاق ہے کہ یہ بیگم بھی عرصہ تک زندہ رہکر لاولد فوت ہوئیں بعد اس کے میر حیات علی خاں اعتصام الدولہ ثالث نے دو عقد کئے بطن واحد منکوحہ سے دو دختر وجود میں آئیں (۱) حبیب النسا بیگم مہدی یار جنگ سے منسوب ہوئیں (۲) حسینی بیگم میر غضنفر علی قوی جنگ سے بیاہی گئیں۔

میر حیات علی خاں خطاب موروثی ممتاز جنگ اعتصام الدولہ سے ممتاز اور خدمت عرض بیگی سرکار و جاگیرات ارث پدری سے کامیاب ہوے۔ ان کی پہلی دختر حبیب النسا بیگم نے ایک لڑکی چھوڑکر اپنے والد اور شوہر کی حیات میں رحلت کیں اور

لڑکی نے بھی ماں کے انتقال کے دو سال بعد رحلت کی۔

میر حیات علی خاں کے انتقال کا حادثہ سخت عبرت ناک ہے کہ سوم ماہ رمضان ۱۲۹۸ھ کو نماز صبح کے بعد اون کے ایک ملازم خانگی جس کا نام سید میر قوم مہدوی سے معمر ۷۰ سالہ تھا اور محاسبہ جاگیر خان موصوف میں گرفتار رہا تھا کٹار سے مجروح کردیا۔ زخم کاری آیا بحالت جراحت ڈیڑھ دو گھنٹہ زندہ رہکر شربت شہادت سے سیراب ہوے اسی وقت لوگ موقع پر پہنچ گئے تھے اور تحقیقات کے بعد قاتل کو عدالت سے سزائے موت دی گئی۔ تمام خلق اللہ کو میر حیات علی خاں بہادر کے انتقال کا صدمہ عظیم ہوا۔ کہ دنیا سے ایسے شخص کا اٹھ جانا جن سے سینکڑوں بندگان خدا کو نفع پہونچتا تھا اور چند خاندان درماندہ و شکستہ حال بلدہ وغیرہ ان کی ہمدردی و فیاضی سے پرورش پاتے تھے بعد انتقال میر حیات علی خاں ان کے داماد میر غضنفر علی قوی جنگ بعنایات سر سالار جنگ مرحوم خدمت عرض بیگی سے سرفراز ہوے قوی جنگ کی کوئی اولاد حسینی بیگم دختر میر حیات علی خاں سے نہیں ہوی قوی جنگ چار سال زندہ رہ کر ۱۳۰۲ھ میں ملک عدم کی راہ لی۔ خاندان میر عباس علی خاں کا سلسلہ ختم ہوگیا اس بنا پر جاگیر محاصلی اسی ہزار روپیہ سرکار میں ضبط ہوگئی۔ میر عباس علی خاں بہادر کی لاولدی اور ان کے سلسلۂ نسب کے ختم ہوجانے سے زیادہ حسرت ناک ان کی جاگیر محاصلی اسی ہزار کا ضبط ہوجانا ہے اس واسطے کہ میر عباس علی خاں کے برادران حقیقی اور ان کی اولاد اور دیگر ذوی الارحام موجود ہیں ان کی مفقود النسلی کا اثر خود انہیں کے نام و نشان پر پڑ سکتا ہے مگر ضبطی جائداد سے وہ شئے متاثر ہوی جو قایم اور پائدار ہے یعنے نسل خاندان ہذا وغیرہ ہا لیکن کیا کیا جائے قواعد جدید برہم زن وصول قدیمہ ہے

جبکہ ان قوانین کو خود بدولت فرمانروائے ریاست عظمہ نے جن کے اسلاف کے
عطیہ خوار ہم سب ہیں منظور فرمالیا ہے تو جو مقلد و معتقد تابعین و متوسلین ہے
انھیں بجز سر تسلیم خم کرنے کے چارہ کیا ہے۔ ہر ایک شئے کی ایک فصل اور ہر چیز کا
ایک وقت ہوتا ہے اس زمانہ کی یہی ہوا ہے برادران قومی ہمت کریں اور ساری
قوت تحصیل کسب و ہنر میں صرف کریں دوسرے طریقہ سے عیش و آرام و راحت و
احترام حاصل کر سکتے ہیں جن لوگوں کو جاگیریں ملی تھی انھوں نے بھی بیٹھے بیٹھے مفت
بے مشقت و ریاض کے حاصل نہیں کئے ہیں کچھ کر ہی کے مدارج اعلی اور سرمایہ یکتفی
تک پہونچے تھے بس تم بھی ان کی پیروی کرو ثمرہ محنت کا ملیگا المختصر آخر میں صرف
حسینی بیگم اس خاندان کے جانشین کہئے یا یادگار باقی رہ گئے ان کے شوہر ان کی
حیات میں انتقال کر گئے اور اون کی بسر اوقات کے لئے بعوض جاگیر یا نسو روپئے
تنخواہ سرکار سے مقرر ہو گئی بجز ان کے خاندان عباس علی خاں میں کوئی دوسرا
شخص اناث و ذکور میں نہیں ہے عجیب عبرت کا مقام اور حسرت کی جائے ہے کہ
ایسا باخیر خاندان مفقود ہو گیا اور ان کا مونس و غمگسار و ہمدرد باقی نہ رہا۔

فنا ہے سب کیلئے مجھپہ کچھ نہیں موقوف ۔۔۔ یہ رشک ہے کہ اکیلا رہیگا تو باقی

شجرہ نسب نمبر (۱۳)

میر عباس علیخاں ممتاز جنگ اعتصام الدولہ اعتصام الملک ثانی خلف سوم میر غلام حیدر خاں بہادر اعتصام الملک

(۱) میر احمد علی خاں محترم جنگ محترم الدولہ اعتصام الملک ثالث (۲) امتہ الزہرا بیگم صاحبہ لاولد فوت
(۳) رحمت النسا بیگم صاحبہ لاولد فوت

(۱) میر قادر علیخاں معتصم جنگ لاولد فوت (۲) میر کاظم علی لاولد فوت (۳) میر حیات علیخاں ممتاز جنگ اعتصام الدولہ ثالث

(۱) حبیب النسا بیگم لاولد فوت (۲) حسینی بیگم لاولد مرحوم

تذکرۂ دوازدہم

در احوال میر دلاور علی خان بہادر فرزند چہارم میر غلام حیدر خان بہادر اعتصام الملک

میر دلاور علی خان بہادر ۱۱۹۷ھ میں تولد ہوئے پیشگاہ حضور پر نور سے خطاب خانی و بہادری ۱۲۱۲ھ میں عطا ہوا جاگیر موروثی و قلعداری قلعہ بتیالباڑی وغیرہ محاصلی چالیس ہزار روپیہ سالانہ سے کامیاب و سرفراز ہوئے تاریخ یادگار لچھمن لال صفحہ (۲۹) میں تحریر ہے "پنجمی[ف] فرزند میر غلام حیدر خان اعتصام الملک دلاور علی خان انتقال نمودند شادی مرحوم مذکور از دختر میر ابوتراب گردید" فرزند کلاں میر محمد صالح خرد میر لطف علی از قلعداری قلعہ بتیالباڑی سرفراز اند۔ انتہیٰ" صاحب نگارستان آصفی صفحہ (۶۴) میں لکھتے ہیں کہ پنجمی فرزند میر حیدر خان بہادر اعتصام الملک موسوم بہ دلاور علی خان کہ انتقال نمودند و از دختر میر ابوتراب خان منسوب بودہ دو فرزند دارند یکی میر محمد صالح و دیگرے میر لطف علی کہ از قلعداری قلعہ بتیالباڑی سرفراز اند انتہیٰ۔ بہادر موصوف علوم ادب سے مجلی

ف میر دلاور علی خان بہادر کو مورخین بالا نے سب سے چھوٹے فرزند میر غلام حیدر خان بہادر کے خیال کرکے پنجمی لکھا ہے اور اعتضاد الدولہ بہادر کو جن کا بیان آگے آئیگا چہارم قرار دیا ہے فی الحقیقت ایسا نہیں ہے بلکہ میر دلاور علی خان چوتھے فرزند اور اعتضاد الدولہ پانچویں فرزند ہیں او علی ہذا میر لطف علی خان کو الف علی خان تحریر کیا ہے شاید یہ کتابت کی غلطی ہے۔

اور کمال بلند حوصلہ تھے افسوس ہے کہ عین عالم شباب تھا کہ ۱۲۲۱ھ میں اپنے والد میر غلام حیدر خاں اعتصام الملک کی حیات میں عازم خلد بریں اور میر مومن صاحب کے دائرہ میں سپرد خاک ہوئے کیونکہ اس وقت تک اعتصام الملک بہادر نے مقبرۂ چادر گھاٹ خرید نہیں کیا تھا مرحوم موصوف کا سن وقت انتقال پچیس سال کا تھا میر دلاور علی خاں کے پہلے فرزند میر محمد صالح نے بعمر پنج سالگی ۱۲۱۶ھ میں انتقال کیا دوسرے فرزند میر لطف علیخاں بہادر ۱۲۲۱ھ میں بروز چہلم اپنے والد کی بطن محمدی بیگم صاحبہ دختر مولوی میر ابو تراب صاحب سے پیدا ہوئے میر لطف علی خاں کی تربیت اور پرورش ان کے جد ماجد اعتصام الملک بہادر نے اپنے فرزند کلاں میر محمد علی خاں رشید الدولہ کے متعلق کر دی تہی میر لطف علی خاں جیسا کی صحبت میں اعلیٰ درجہ کی لیاقت پیدا کئے علوم عربی و فارسی و انشاء پردازی و طبابت سے ماہر ہوگئے اور عروض و سیاق وغیرہ میں بہرہ کامل حاصل کیا پیشگاہ حضور نواب ناصر الدولہ بہادر سے خطاب صارم جنگ عطا ہوا اور عہد نواب افضل الدولہ بہادر میں خطاب عزیز الدولہ و خدمت صدر بخشی و ناظم محاصل صرفخاص کار سے ممتاز و سربلند ہوئے۔ میر لطف علیخاں بہادر کی شادی حرمت النسا بیگم صاحبہ صبیہ میر عباس علیخاں اعتصام الملک ثانی عرض بیگی سے ہوئی شب کو حنابندی ہوا صبح کو میر لطف علیخاں بہادر مرض وبا میں مبتلا ہوئے جن دنوں ان کی تقریب شادی درپیش تھی جان کے لالے پڑگئے تمام انصرام و اہتمام کتخدائی درہم و برہم ہوگیا اور شادی ملتوی ہی بعد صحت کے از سر نو اہتمام شادی کا ہوا اور ایک مہینہ کے بعد رسم شب گشت ادا ہوئی بہادر موصوف کی اکثر اولاد کمسن انتقال کی ایک فرزند اور ایک دختر یعنے میر غلام عسکری صارم جنگ عزیز الدولہ اعتصام الملک رابع اور کاظم النسا بیگم صاحبہ زندہ رہے۔ یہی اپنی دونوں یادگاریں چھوڑکر ۱۲۹۱ھ میں انتقال کرگئے۔ مدفن دائرہ میر مومن صاحب

بازوئے قوت والد بزرگوار میر دلاور علی خاں ہوا۔

صاحب گلزار آصفیہ ان دونوں فرزند پدر کے احوال میں تحریر کرتے ہیں کہ "میر دلاور علی خاں بہادر مرحوم فرزند اعتصام الملک منشی میر حیدر خاں بہادر مغفور در عین شباب بہ جمیع صفات علمی و عملی و ادب و بلند حوصلگی بعطائے فطرتی موصوف بودہ قضا نمود۔ خلف گرامیش کہ نہایت صغر سن داشت بہ پرداخت جد شریف در ہنگام صبی اسعی و فوق طالع ابتدا ادراک علوم عربی و فارسی و انشا پردازی و ماہر علم عروض و سیاق و سباق بہم رسانیدہ از پیشگاہ حضرت مغفرت منزل بہ منصب مناصب و جاگیر و قلعہ داری موروثی قلعہ تیالباڑی سرفراز و ممتاز گشت و از فرط الطاف بزرگانہ اعتصام الملک بہادر بعزیزگی حضور پر نور عموی مہربان خود بہ دامادی مشرف و مباہی و مبتہج و مسرور گردیدہ نامی نیاب بر صفحہ روزگار برگماشت و دریں زمان از عنایات خداوند نعمت ادام اللہ اقبالہ بہ بجالی خدمات و بہ اضافہ منصب و خطاب سربلند است امیری است بکمال اخلاق کم زبان در بیان اوصافش بہ قصور معترف ہموارہ بہ تحصیل علوم عقلی و نقلی مشغول علامت سیادت از شجاعت و سخاوت و ہمت از جبین مبینش ہویدا خوش مزاج نفاست پسند بہ ہمہ مراتب فرد کامل۔ انتہیٰ"

میر غلام عسکری خاں بہادر فرزند میر لطف علی خاں صارم جنگ عزیز الدولہ بہادر ۱۲۶۸ھ میں پیدا ہوئے تعلیم و تربیت اعلیٰ پاکر عمر تمیز کو پہونچے بہادر معز عالم شباب میں نہایت لایق و فایق خوش رویہ قدم بہ قدم بزرگان رہے اور موروثی منصب و جاگیر سے کامیاب ہوئے بہ الطاف عنایت خسروانہ خطاب خانی و بہادری و صارم جنگ اور خدمت پدری یعنی ناظم مخارج صرف خاص و صدر بخشی سرکار سے سرفراز ہوئے سنہ ۱۳۰۱

میں پیشگاہِ حضور پرنور سے بہ خطاب عزیز الدولہ مفتخر اور بہ تقریب دربارِ جشن جوبلی سالگرہ
چہل سالہ اعلیحضرت بتاریخ غرہ ذی قعدہ ۱۳۲۱ھ بہ خطاب موروثی اعتصام الملک بہادر
و ہر سہ پسران بہادر موصوف یعنے سید محمد علی و میر لطف علی و سید علی بہ خطاب خانی بہادری
معزز و مباہی ہوئے ۔ میر غلام عسکری خاں اعتصام الملک بہادر کی شادی حیدری بیگم
صاحبہ بنت قیصر الدولہ بہادر سے ہوئی بیگم موصوفہ لاولد انتقال کیں دوسرے محلات سے
تین فرزند اور چار دختر وجود میں آئے ایک سید محمد علی خاں بہادر (۲) میر لطف علیخاں
بہادر (۳) سید علی خاں بہادر (۱) امتہ الحسن بیگم (۲) محمدی بیگم (۳) رحمت النسا بیگم
(۴) حاجی بیگم ۔

میر غلام عسکری خاں صارم جنگ اعتصام الملک بہادر رابع کی علمی لیاقت اچھی ہے
فنون سپہگری سے ماہر طبعاً عالی ہمت خوش فطرت متین سخی آشنا پرست شریف نوازی میں
اپنے اجداد کے پیرو منتظم خوش سلیقہ ۔ بہادر معز کے علمی دوست ہونے کی ادنیٰ نشانی یہ
ہے کہ تعلیم و تربیت فرزندان میں بہ کشادہ پیشانی وسیر چشمی صرف زر خطیر کیا یوں تو
ہر شخص اپنی اولاد بہ ہمہ صفت متصف ہوتا چاہتا ہے اور حتی المقدور روپیہ بھی صرف
کرتا ہے لیکن نتیجہ نیک ظہور میں آنا خدا کے فضل و رحمت پر منحصر ہے یہ خوش نصیبی نواب
اعتصام الملک بہادر کی ہے کہ اون کے خلف اکبر سید محمد علی خاں بہادر نہایت لائق
اور علمی لیاقت اون کی ایسی ہے کہ کتاب انگلش کا ترجمہ سلیس اردو میں نہایت
خوش اسلوبی سے کرتے ہیں اور معاملہ فہمی اعلیٰ درجہ کی خلیق حلیم اپنے اجداد کے نقش قدم
ہیں ان کی لیاقت تامہ کی وجہ سے نواب اعتصام الملک بہادر نے معتمد جاگیرات و
انتظام امور خانگی تفویض کر دیا ہے ہر ایک کار مفوضہ کو بلا تعویق و شکایت احدے

انصرام دیتے ہیں مجھے اکثر سوسائٹیوں میں ہم کلامی کا موقع ملا جب کبھی موقع رائے زنی کا آیا تو انھوں نے ایسی سنجیدہ رائے ظاہر کی جسے سوسائٹی نے پسند کیا میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ بہادر معز کے تفویض اگر سرکاری عہدہ کیا جائے تو باحسن وجوہ انجام دینے کی قابلیت رکھتے ہیں۔

میر لطف علی خاں بہادر کی بھی علمی لیاقت اور معاملہ فہمی اچھی ہے کیوں نہ ہو خاندانی امیرزادے ہونہار ہیں۔

سید علی خاں بہادر ابھی کمسن ہیں کیا عجب کہ وہ بھی قدم بہ قدم بزرگان ہوں۔

سید محمد علی خاں بہادر کی شادی دختر مرزا فیاض علی خاں صاحب ابن مرزا آغا علی بیگ مرحوم سے ہوی ایک فرزند سید زین العابدین ماہ ذی قعدہ ۱۳۲۰ھ میں پیدا ہوا۔ امتہ الحسین بیگم صاحبہ کی شادی بے نظیر جنگ بہادر سے ہوی دو پسر (۱) مرزا محمد معین (۲) مرزا غلام حیدر وجود میں آئے۔ حاجی بیگم صاحبہ مشیر جنگ بہادر ابن تہور جنگ رکن الملک بہادر سے منسوب ہوئیں ایک دختر میتر النسا بیگم پیدا ہوئیں باقی پسران و دختران نواب اعتصام الملک بہادر رابع ناکتخدا ہیں۔

کاظم النسا بیگم صاحبہ دختر میر لطف علی خاں عزیز الدولہ مرحوم کی شادی فضیلت علی بیگ خاں سلیمان یار جنگ علی یاور الدولہ بہادر سے ہوی ایک فرزند دلاور علی خاں وجود میں آیے بیگم موصوفہ فرزند کو چھوڑ کر راہی جناں ہوئیں۔

صاحب گلشن جعفری ایک مقام پر میر دلاور علی خاں بہادر کی جاگیر مبلغ چالیس ہزار کی درج کی ہے اور دوسری جگہ پچاس ہزار کی قایم فرماتے ہیں۔

رائے لچھمن لال اپنی تاریخ کے صفحہ (۹۲) باب جاگیرات میں میر دلاور علی خاں بہادر

۱۔ پرگنہ حویلی فیروزنگر چھتیس ہزار دو سو بائیس روپیہ پونے نو آنہ تحریر کرتے ہیں غالباً یہی
جاگیر بہ زمانہ حضور آصف جاہ سادس توفیر پائی ہوگی۔ اور یہی صاحب تاریخ صفحہ (۹۶) تفصیل
قلعہ جات تحریر کرتے ہیں "قلعہ بتیا الباڑی سپرد الف علی خاں نبیرۂ اعتصام الملک مرحوم
پسر دلاور علی خاں مرحوم۔

فی زماننا تمام ممالک محروسہ کی آمدنی کی توفیر ہوئی فی نفسہ ہر ایک جاگیرات میں بھی
اضافہ ہوا۔ اس وجہ سے اس کا محاصل بھی حسن انتظام نواب اعتصام الملک بہادر سے اسی ہزار
کا ہو گیا ملاحظہ ہو شجرۂ نسب نمبر (۱۴)

شجرۂ نسب نمبر (۱۴)

میر دلاور علی خاں بہادر فرزند چہارم میر غلام حیدر خاں اعتصام الملک

(۱) میر محمد صالح صغر سن فوت (۲) میر لطف علی خاں صارم جنگ عزیز الدولہ

(۱) میر غلام عسکری خاں صارم جنگ عزیز الدولہ بہادر (۲) کاظم النساء بیگم

دلاور علی خاں

(۱) سید محمد علی خاں (۲) میر لطف علی خاں بہادر (۳) سید علی خاں بہادر (۱) امتہ الحسن بیگم صاحبہ

سید زین العابدین میر جعفر علی ناکتخدا

(۱) مرزا محمد معین

(۲) مرزا غلام حیدر

(۲) محمدی بیگم صاحبہ (۳) رحمت النساء بیگم صاحبہ (۴) حاجی بیگم عرف چنو بیگم صاحبہ

مشیر النساء بیگم

تذکرہ سیزدہم

در احوال میر ابراہیم علیخان خورشید جنگ اعتضاد الدولہ فرزند پنجم نواب میر غلام حیدر خاں اعتصام الملک

نواب میر غلام حیدر خاں اعتصام الملک بہادر جبکہ ہمرکاب ولی نعمت نواب میر نظام علیخان بہادر آصف جاہ ثانی بہ تقریب دورہ مقام بیدر میں اقامت پذیر تھے سنہ ۱۲۲۰ھ میں میر ابراہیم علی خاں قلعہ بیدر میں تولد ہوے حضور آصف جاہ ثانی نے بہ عطوفت ربیانہ جواہر کے ہنسلی کڑے عنایت فرمائے یہ گویا پہلا عطیہ تھا جو طفولیت میں ان بزرگوار کو سرکار ولی نعمت سے سرفراز ہوا تھا جب عمر تمیز کو پہونچے سرکار سے سنہ ۱۲۲۱ھ میں خطاب خانی بہادری کا عطا ہوا اور سنہ ۱۲۴۵ھ میں خطاب خورشید جنگ سے ممتاز ہوے سنہ ۱۲۵۱ھ میں خطاب اعتضاد الدولہ عطا ہوا اور اسی عہد مبارک میں خدمت داروغگی ہرکارہ گان اور قلعداری بھاترہ وغیرہ جاگیرات بیس ہزار روپیہ محاصل کے عنایت ہوے ہمیشہ ہر ایک سرکار کے عہد میں تقرب و حاضر باش دربار و معتمد الیہ و مشیر خاص رہے۔

میر ابراہیم علی خاں بہادر اعتضاد الدولہ پابند صوم و صلوٰۃ اور صاحب زہد و اتقا تھے تین عمارتیں خوشنما وسیع رفیع و پختہ اپنی ذات سے کمان ایلچی بیگ میں تعمیر کر کے اپنی یادگار قایم فرمائی۔

صاحب گلزار آصفیہ (۱۹۷) میں تحریر کرتے ہیں (اعتضاد الدولہ خورشید جنگ بہادر خلف پنجمی اعتصام الملک بہادر بزرگ یعنے میر حیدر خاں بہادر مرحوم فرشتی حضرت غفران مآب است نام اصلیش میر ابراہیم علی خاں است از پیشگاہِ خداوند نعمت

بہ سرفرازی خطاب و منصب و خدمت داروغگی ہرکارہ و جاگیر موروثی قدیم و جدید و قلعداری بھاتمرہ سرفراز و ہموارہ حاضر دربار جہاں مدار و بہ ہمہ فضایل خاندان خویش موصوف" انتھیٰ

تاریخ یادگار لچھمن لعل صفحہ (۲۹) ملاحظہ ہو چہارمی فرزند میر حیدر خاں اعتصام الملک میر ابراہیم علی خاں از قلعداری قلعہ بھاتمرہ ممتاز و از دختر سلطان نواز خاں منسوب گلزار آصفی صفحہ (۲۴) ملاحظہ ہو چہارمی فرزند میر حیدر خاں بہادر اعتصام الملک میر ابراہیم علیخاں کہ بہ قلعداری قلعہ بھاتمرہ ممتاز و از دختر سلطان نواز خاں منسوب اند۔ انتھیٰ

تاریخ دبدبۂ نظام حصۂ اول باب السادس امرائے سرکار نظام خلد اللہ ملکہ صفحہ (۵۶) ملاحظہ ہو۔ میر ابراہیم علی خاں بہادر خورشید جنگ اعتضاد الدولہ غفران مآب کے ہمرکاب جب آپ کے والد سفر کھرڈلہ میں تھے۔ محمد آباد بیدر میں آپ کا تولد ہوا اور نواب میر نظام علی خاں بہادر نے بغلی کڑے مرصع کار سرفراز فرمائے ۱۲۲۱ھ میں خطاب خانی و بہادری پیشگاہ مغفرت منزل سے عطا ہوا۔

عہد نواب ناصر الدولہ بہادر غفران منزل ۱۲۴۴ھ میں خورشید جنگ خطاب ۱۲۵۶ھ میں خطاب اعتضاد الدولہ و قلعداری بھاتمرہ و داروغگی ہرکارگان سے سرفراز ہوئے

میر ابراہیم علی خاں اعتضاد الدولہ کی شادی امیر النسا بیگم صاحبہ بنت سید عبد اللہ خاں قاہر جنگ سے ہوئی۔ اون سے ایک فرزند میر حسن علیخاں بہادر اعتصام جنگ اور دو دختر (۱) لطف النسا بیگم صاحبہ (۲) سلطانی بیگم صاحبہ وجود میں آئے۔ اٹھاسی سال کی عمر میں بتاریخ پانزدہم ذی قعدہ ۱۲۹۶ھ ہجری روز شنبہ بوقت اول ظہر اعتضاد الدولہ بہادر کا انتقال ہوا۔ مدفن اون کا روبرو پھول باغ متصل چادر گھاٹ ہے۔

یہ دن اس خاندان کے اور دوستوں کے لئے نہایت غم انگیز اور درد افزا تھا

جبکہ میر غلام حیدر خاں اعتصام الملک کے یہ آخری فرزند اس جہان فانی سے منہ موڑ گئے گو اون کی اور دیگر اخلاف کی اولاد بفضلہ قایم و باقی ہے گروہ دوسری پشت کہلاتی ہے ہزار تربیت و تعلیم ہو جو خصایص دور اول کے لئے مخصوص تھے اون کے مظہر وہی حضرات تھے جنھوں نے ۸۰-۹۰-۱۰۰ سال تک زندہ رہکر اس زمانہ میں رحلت کی اور اون حضرات کو جو اون کی رحلت کے وقت زندہ تھے اپنے معاصرین و ہمنشیں کے اوضاع و اخلاق و مسالک محبانہ کے خوگر تھے داغ تازہ اور غم بے اندازہ دے گئے اور گویا چلتے چلتے یہ کہہ گئے کہ اب دورہ قدیم خیرباد کہئے اور نئے دور نئے انداز اور نئے رنگ کی سیر کیجئے آہ یہ دنیا بڑی انقلاب، اور سراسر رنج و عذاب کا مقام ہے۔

میر حسن علی خاں فرزند میر ابراہیم علی خاں بہادر اعتضاد الدولہ بتاریخ ۲۶ محرم ۱۲۴۲ھ میں پیدا ہوے ۱۲۵۸ھ میں پیشگاہ حضرت غفران منزل آصف جاہ رابع سے بہ خطاب خانی بہادری و اعتصام جنگ سے مخاطب ہوے۔ اعتصام جنگ بہادر کی شادی ۱۲۵۸ھ میں دردانہ بیگم صاحبہ صبیہ رشید الملک بہادر سے ہوی ۱۲۶۸ھ میں عہدہ نظامت صوبہ اورنگ آباد پر مامور ہوے بہ سبب کبیر سنی والد خود و ناموافقت آب و ہوائے اورنگ آباد خدمت مذکورہ سے ۱۲۸۹ھ میں مستعفی ہوے جبکہ استعفا ملاحظہ سرکار میں پیش ہوا تو یہ جواب عنایت ہوا کہ (استعفا دادن ناظم و صدر تعلقدار ضلع اورنگ آباد بہ سرکار ناگوار بود لیکن بہ خواہش خود دادہ اند منظور گردید تا ایام چندے ماندن آں ناظم صاحب در انجا ضرور۔ بعد ازاں مراجعت فرمانید مناسب) فرودِ بالا کے لحاظ سے بغیر استعفا منظور کرائے گزیر نہ تھا بالآخر میر نثار حسین صاحب سوم تعلقدار اورنگ آباد کو جائزہ دیکر بلدہ حیدر آباد چلے آئے۔ اور کچھ دنوں بعد خدمت

دار الانشا موروثی پر تقرر ہوا تا آخر عمر اس خدمت کو انجام دیتے رہے میر حسن علیخاں اعتصام جنگ کے جاگیرات چالیس ہزار روپیہ محاصل سالانہ کے بدین تفصیل مواضعات تھے قلعہ بھاتره موضع توگاؤں موضع چابنول موضع سرول دھونڈی پرگنہ موضع بوبلی موضع الندی واقع تعلقہ اودگیر ضلع بیدر وموضع کیسورام وٹے پلی واقع تعلقہ بھونگیر ضلع نلگنڈہ وموضع امڑاپور دگلور واقع تعلقہ باغات ضلع میدک و باغ و تالاب گندہیلی واقع اورنگ آباد مواضعات مذکورہ میں اکثر جاگیرذات اور موضع امڑاپور و دھونڈی پرگنہ و بوبلی انعام علی التمغا با فرزندان و متعلقان بلا قید اسامی و قسمت کے الفاظ سے عطا تھے نواب صاحب موصوف کمال سخی و شجاع ذی مروت صاحب اخلاق حمیدہ کنبہ پرور آشنا پرست غربا نواز تھے۔

صاحب تاریخ دبدبہ نظام باب السادس صفحہ ۱۵۶ میں لکھتے ہیں میر حسن علیخاں بہادر اعتصام جنگ کی ولادت سنہ ۱۲۴۲ھ ہے سنہ ۱۲۵۰ھ میں پیشگاہ غفران منزل سے بہ خطاب اعتصام جنگ ممتاز ہوے سنہ ۱۲۸۶ھ میں ناظم خجستہ بنیاد اورنگ آباد ہوے بعدہ نظامت دار الانشاء خاص پر مامور ہوکر تا حیات خود کار سرکار انجام دیتے رہے معاش جاگیر چالیس ہزار روپیہ کی تھی آپ کے اخلاف میر غضنفر علی خاں میر وزارت علی خاں میر فرخندہ علی خاں میر لیاقت علی خاں عرف سید صاحب بطن خاتون سے میر غلام حسین خاں دوسرے بطن سے۔ انتہیٰ۔

میر حسن علی خاں اعتصام جنگ بہادر بتاریخ دوم صفر سنہ ۱۳۱۱ھ روز پنجشنبہ وقت پانچ بجے شام کے عارضہ بخار سے راہی ملک بقا ہوے۔ مدفن اون کا مقبرہ بزرگان روبرو پھول باغ اندرون دروازہ چادرگھاٹ۔ مرحوم موصوف کے چھ فرزند اور

دو دختر زندہ رہے اور باقی اولاد کمسن انتقال کی۔

(۱) میر ضیاء الدین حسین خاں صاحب (۲) میر سرفراز علی خاں صاحب (۳) میر فراست علی خاں صاحب خورشید جنگ بہادر ثانی (۴) میر فرخندہ علی خاں صاحب (۵) میر لیاقت علی خاں صاحب (۶) میر غلام حسین خاں صاحب (۱) دلاور النسا بیگم صاحبہ (۲) افضل بیگم صاحبہ میر ضیاء الدین حسین خاں صاحب ۱۲۵۸ھ میں پیدا ہوئے صاحب علم سخی تھے۔ سو روپیہ ماہوار منصب سررشتہ سند تعلق علاقہ دیوانی اور چھ ہزار روپیہ سالانہ کے جاگیرات موضع الندی و موضع سرول و موضع دھونڈی پرگنہ ارث پدری سے اون کے حصہ میں آئے صاحب موصوف کے دو فرزند (۱) میر مہدی حسین خاں صاحب (۲) میر عباس حسین خاں صاحب اور پانچ دختر (۱) راحت بیگم صاحبہ (۲) رحیمہ بیگم صاحبہ (۳) حسینی بیگم (۴) سکینہ بیگم صاحبہ (۵) شہزادہ بیگم صاحبہ۔ میر مہدی حسین خاں صاحب کی شادی لاڈلی بیگم صاحبہ صبیہ میر غلام حسین خاں صاحب خلف شمشیر اعتصام جنگ مرحوم سے ہوی بطن بیگم مذکورہ سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں (۱) میر احمد حسین (۲) میر حسین علی (۳) اشرف النسا بیگم (۴) مبارک بیگم پیدا ہوے میر یسین علی بطن علیحدہ سے ہے۔ راحت بیگم کی شادی میر مظفر علی خاں صاحب فرزند میر روشن علی خاں مرحوم سے ہوی دو دختر اور ایک فرزند تولد ہوے راحت بیگم صاحبہ بعارضہ دق انتقال کیں ان کی اولاد کا تذکرہ سلسلۂ احوال سید النسا بیگم میں کیا جائیگا۔

رحیمہ بیگم صاحبہ محمد علی خاں فرزند حسین علی خاں مرحوم سے منسوب ہوئیں ان سے ایک لڑکی زہرا بیگم وجود میں آئی۔ زہرا بیگم سید مصطفے صاحب فرزند میر شمشیر حسین خاں نبیرہ میر عاشق حسین خاں مرحوم برادر زادہ میر عالم مغفور سابق مدار المہام سے منسوب ہوئیں

بیگم صاحبہ موصوفہ کے شوہر نے انتقال کیا۔ بحالت بیوگی بسر کرتی ہیں۔
حسینی بیگم صاحبہ کی شادی میر دلاور علی خاں صاحب خلف خورشید جنگ ثانی سے ہوی ان سے ایک لڑکا میر وزارت علی اور ایک لڑکی کلثوم بیگم پیدا ہوی ہنوز کمسن ہیں۔
میر سرفراز علی خاں صاحب ۱۲۵۹ھ میں تولد ہوے۔ عمر تمیز کو پہونچکر بیرون زرگان اور مصدر اخلاق سترگان ہوے ہر قسم کی لیاقت سخاوت شجاعت میں ممتاز تھے انکی شادی زہرا بیگم صاحبہ منصور الدولہ بہادر کی بھانجی سے ہوی۔ عین عالم شباب بائیس برس کی عمر میں اپنے والد ماجد اعتصام جنگ بہادر کے سامنے بست و یکم صفر ۱۲۸۱ھ راہی جناں ہوے۔ نعش مرحوم کربلائے معلی بھیجی گئی اونھیں کا ایک پر تو یہ خاکسار خوشہ چین اہل معانی میر محمد علی خاں معتصم جنگ اعتصام الدولہ مولف کتاب ہذا ہے۔ اس ہیچمدان کو تو ابتدائی سوانحات کا کچھ احساس نہ تھا نہ یاد رہا۔ بلکہ یوں بھی غنیمت ہوا کہ مفارقت پدر کا حادثہ عظیم ایسے وقت میں پیش آیا جبکہ میں بالکل بے ہوش تھا لیکن یہ خوش نصیبی تھی کہ والد کے بدل جد بزرگوار سر پر موجود تھے ظاہر ہے کہ اون جناب نے کیسی مہر و شفقت سے پرورش فرمایا ہوگا ہاں ابتدائے عمر تمیز سے ابتک کے حالات سب یاد ہیں معمولی علوم عربی و فارسی کے کتابیں پڑھانے کے واسطے اساتذہ مقرر ہوی اور میں دل لگا کر پڑھا جد امجد اور بزرگوں نے جو تمیز و تہذیب کا سبق یاد سے نقش دل کر لیا اب وہ کام آیا شباب و شعور کے زمانہ سے کتب بینی کا ہی مشغلہ رہا تواریخ و قوانین اور ہر قسم کے کتابیں دیکھیں اور جمع کیا میری پیدایش شبنواز دہم رمضان المبارک وقت ساڑھے چار ساعت صبح سنہ ۱۲۷۸ھ ہے ۱۳۰۱ھ میں پیشگاہ حضور پرنور سے خطاب خاں بہادر بتقریب سالگرہ مبارک اعلحضرت میں بہ اضافہ معتصم جنگ منصب دو ہزاری ہزار سوار علم و نقارہ عطا ہوا اور غرہ ذیقعدہ

سنہ ۱۳۲۳ھ دربار جشن سالگرہ چہل سالہ میں بڑے تزک و احتشام سے ہوا تھا اور اس کا تتمہ بیان مقدمہ کتاب ہذا میں راقم لکھ چکا ہے پیشگاہ اعلیحضرت بندگانعالی آصفجاہ سادس خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ سے خطاب اعتصام الدولہ منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ عطا ہوا اور اسی دربار میں بندہ زادہ میر احمد علی کو خطاب خانی و بہادری اور منصب یکہزاری مرحمت ہوا بعنایت خداوندی سو روپیہ ماہوار منصب سررشتہ سند لعل علاقہ دیوانی و جاگیر ارث آبائی کے منجملہ محاصلی بارہ ہزار روپیہ کا موضع امڑا پور وغیرہ پرگنہ نرکھوڑہ سیرکار محمد نگر صوبۂ فرخندہ بنیاد حیدرآباد جو بعنوان انعام علی التمغا بافرزندان و متعلقان نسلاً بعد نسل آسامی و قسمت کے الفاظ سے سرفراز ہے بہرہ ور و کامیاب و نیز بعنایت خسروانہ پیشگاہ سرکار ولی نعمت سے دار الانشاء کی خدمت عنایت ہوی یہ خدمت موروثی[1] ہے سنہ ۱۳۱۶ھ

[1] خدمت منشی پیشی بزمانہ عہد نواب آصفجاہ ثانی حضرت غفران مآب سنہ ۱۱۹۲ھ میں میر حید خاں نواب اعتصام الملک مرحوم کو عطا ہوے۔ بعد انتقال اعتصام الملک اون کے فرزند کلاں میر محمد علی خاں رشید الدولہ اور اون کے بعد میر اسمٰعیل علی خاں رشید الملک بعدہٗ میر سلیمان علی خاں رشید الدولہ بعد رشید الدولہ نواب اعتصام جنگ مرحوم ناظم دار الانشاء کے لقب سے ملقب اور ۵۰۰ روپیہ ماہوار ذات ۲۱۲ روپیہ کے عملہ سے سرفراز ہوے بعد رحلت اعتصام جنگ مرحوم میر فرزند علیخاں خورشید جنگ مرحوم خدمت پدری سے سرفراز ہوے اکی سرفرازی کے وقت میر محمد علی خاں سردار جنگ ابن رشید الدولہ ثالث کمسن تھے جب سن شعور کو پہونچے اور متعلقی خدمت کی درخواست کئے تو سرکار نے سردار جنگ موصوف کو خدمت نظامت موصوفہ سے سرفراز فرمایا سردار جنگ کے انتقال کے بعد سنہ ۱۳۰۶ف میں پیشگاہ حضرت غفران مکان علیہ الرحمہ نے راقم کو بقید سن رشد میر شجاعت حسین فرزند کلاں سردار جنگ مرحوم ناظم مقرر فرمایا راقم یعنے مولف کتاب ہذا اعتصام الدولہ خدمت موصوفہ کو بدلہی و جانفشانی انجام دیرہا ہے اس عملہ دار الانشاء کے مددگار محمد کرم علی صاحب اور منشی محمد شریف صاحب مظفر رقم شاگرد محمد مظفر الدین خاں میر یاور جنگ مرحوم خوشنویس جنکی قطعہ نویسی خوشخطی اور نقاشی فی زمانا اپنے فن میں اپنا آپ ہی نظیر ہے اور منشی میر غلام علی صاحب ہوشیار کارگزار و متدین شخص ہیں محمد کرم علی صاحب مددگار علم سیاق و سباق کے ماہر اور دیانتدار اپنے فرایض کو مستعدی کے ساتھ انجام دیتے ہیں اور محمد امیر صاحب خوشنویس خریطہ نویسی کا کام انجام دیتے ہیں۔

سے اس کے فرائض انجام دینے میں ہمیشہ آمادہ رہتا ہوں۔

میری پہلی شادی حمید النسا بیگم صاحبہ صبیہ میر ریاضت علی خاں محبوب یار جنگ ناظم الملک مرحوم سے ۲۹ ماہ رجب ۱۳۱۶ھ میں ہوئی ان عفیفہ سے دو دختر ایک پادشاہ بیگم صاحبہ بتاریخ ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۱۷ھ اپنے نانا ناظم الملک مرحوم کے مکان میں متولد ہوئیں دوسرے فاطمہ بیگم عرف قیام النسا بیگم صاحبہ بتاریخ ۱۶ ماہ رجب ۱۳۱۹ھ پیدا ہوئے حمید النسا بیگم صاحبہ موصوفہ ۳ ماہ رمضان المبارک ۱۳۱۹ھ وقت عصر راہی خلد بریں ہوئے مشیت ایزدی میں کیا چارہ بجز صبر و شکر کچھ نہ ہو سکا۔ ان کا مدفن ارض مقدس کربلائے معلی ہے دوسرے ازواج منکوحہ سے دو فرزند (۱) میر احمد علی خاں بہادر جس کا ذکر اوپر آچکا ہے دوسرے میر ممتاز علی خاں صاحب پیدا ہوئے اور ایک دختر تراب النسا بیگم دو سالہ انتقال کئے۔

راقم کی دوسری شادی کبریٰ بیگم صاحبہ دختر ثانی نواب محبوب یار جنگ ناظم الملک مرحوم سے ۴ ماہ ذی قعدہ ۱۳۲۶ھ میں ہوئی یہ سیدہ معظمہ دو سال تیرہ روز زندہ رہکر بعارضہ زچگی ۱۷ ماہ ذی قعدہ ۱۳۲۸ھ روز یکشنبہ پانچ بجے شام کے راہی خلد بریں ہوئیں۔

میر اصغر حسین صاحب ناجیؔ

معتصم جنگ کی ہے بی بی کا	باغ فردوس میں بحال مزاج
سال رحلت کہا یہ ناجیؔ نے	نزد بنت نبی ہے خلد میں آج

۱۳ ۵ ۲۸

اکبر مرزا صاحب منصبدار کا سررشتہ اگو دا سن ہر یرہ علی و یرہ خان انے انیسی نظم لکھی گویا صور دا یہ ہے

اعتصام الدولہ رابع کی یہ تازہ دولھن	کر گئیں دو سال ہی دنیا کی بس منزل کو طے
یہ سروش غیب نے تاریخ اکبرؔ سے کہی	پاک طینت فاطمہ کبریٰ کی پیشی میں وہ ہے

۱۳ ۵ ۲۸

یہ سانحہ جانخراش اول سے بھی زیادہ ہوگیا افسوس تو یہ ہے کہ ایک لڑکی جو مرحومہ کی نشانی تھی اور نام اس کا دردانہ بیگم رکھا گیا تھا دو مہینہ دس روز زندہ رہکر ۲۵ شہر محرم ۱۳۲۹ھ انتقال کرگئے۔

میری نسبت صاحب گلشن جعفری نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے یہ اونکی نیک نفسی ہے اور صاحب تاریخ دیدبۂ نظام و تزک محبوبیہ نے بھی جو اس ہیچمدان کے متعلق قلم فرسائی کی ہے محض اون کی عنایت ہے صاحب دیدبۂ نظام کی اس فکر و محنت کا میں شکر گزار ہوں جو انھوں نے میری پیدائش کی تاریخ بہم پہونچانے میں کی ہے وہ فقرہ تاریخی یہ ہے :- شگفتہ اقبال فرزند۔ دوسرا فقرہ تاریخی دائما خرم و شادماں باد۔ مولف کی یادگار میں چار قطعہ مکانات واقع اندرون کمان ایلچی بیگ زر خرید و بنا کردہ ذات میں احمد کتوہ رود ساکل واقع موضع امڑاپور جاگیر بہ مصارف پینتالیس ہزار روپیہ بزمانہ طاعون اول جو ۱۳۲۳ھ میں ہوا تھا۔ بندہ زادہ میر احمد علی خاں بہادر طولعمرہ نے تعمیر آغاز کیا ایک سال کے عرصہ میں پایۂ اختتام کو پہنچا یہ وہ زمانہ ہے کہ حیدرآباد شدت مرض طاعون سے ایسا خالی ہوا تھا کہ گویا وجود انسان معدوم دن کو راستہ چلتے ہوئے خوف طاری ہوتا تھا اموات کی وہ کثرت تھی کہ خدا پھر نہ دکھائے ایسے وقت میں احمد کتوہ کا تعمیر ہونا خانموصوف کی نیت اور عنایت الٰہی شامل حال تھی اس کتوہ کی دستبند کی آمدنی خانموصوف کو ملتی ہے اکا اصل مرض طاعون رفع ہوئیں اپنے گھر واپس آیا۔ یکایک میرے داماد سید محمد علی خاں خلف مہدی یار جنگ مرحوم امراض متضادہ میں مبتلا ہوکر بتاریخ ۱۲ اسفندار ماہ الٰہی ۱۳۲۱ف راہی خلد بریں ہوئے افسوس پادشاہ بیگم صاحبہ صبیہ کلاں راقم منسوب تھیں بتاریخ ۱۸ ذیحجہ ۱۳۲۴ھ کو عقد ہوا اور ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۲۵ھ شادی ہوی اس اثنا میں دو اولاد (۱) صاحب النسا بیگم (۲) مہینا

کچھ دن کی ہو کر انتقال کی (۲) جہاں پرور بیگم ۴ صفر ۱۳۲۳ھ بہ مقام سرگنڈلہ جاگیر میر ہدایت علی خاں صاحب متولد ہوئیں۔ خدا طول حیات و صاحب اولاد کرے بعد شادی تین سال کے عرصہ میں پادشاہ بیگم بیوہ ہوگئیں اور حالت بیوگی میں ایک اہل خاندان نے انواع واقسام کے افترا پردازیاں کرکے فی مابین بیگم مذکورہ و خواص ہائے مرحوم رنج و نفاق پیدا کرا کے جاگیرات پر کورٹ آف وارڈز کی نگرانی قایم کرادی۔ عرصہ تک اخراجات ذات و ماہوارات ملازمین کا بار مولف کی ذات پر عاید ہوتا رہا۔ بالآخر حسب الحکم سرکار عالی کمیٹی کا انعقاد ہوا اس کے ارکان محمد علی صاحب زاید معتمد مالگزاری سرکار عالی ورائے للتا پرشاد صاحب ناظم اسٹیٹ نواب سالار جنگ بہادر دام اقبالہ مدار المہام سرکار عالی و مولوی میر احمد علی صاحب سپرنٹنڈنٹ کورٹ آف وارڈز مقرر ہوے۔ ان ارکان صاحبوں کو حکم ہوا کہ (۱) جاگیرات موضع پلور واپنے پلی واقع ضلع میدک (۲) منصب نواب سید محمد علی خاں مرحوم (۳) متروکہ نواب سید محمد علی خاں مرحوم (۴) زر مہر پادشاہ بیگم صاحبہ کا تصفیہ کیا جائے

ان ارکان صاحبوں نے اولاً جملہ ورثہ سید محمد علی خاں مرحوم و مسٹر و یکفیلڈ صاحب صدر ناظم مالگزاری سرکار عالی سے بہ حیثیت ولی نابالغ اقرار نامہ جات لئے۔ صدر ناظم صاحب مال نے جو اقرار نامہ ارکان صاحبوں کے اجلاس پر پیش کیا اسکی عبارت یہ ہے :۔

ف ۱ میں صدر ناظم مالگزاری سرکار عالی ہوں

ف ۲ چونکہ سرکار نے پادشاہ بیگم صاحبہ کی درخواست پر مقدمات مندرجہ حاشیہ کا تصفیہ ارکان ذیل کے سپرد فرمایا ہے :۔

(۱) جاگیرات موضع پلور واپنے پلی واقع ضلع میدک۔

(۲) منصب نواب سید محمد علی خاں مرحوم۔

(۳) متروکہ نواب سید محمد علی خاں مرحوم۔

(۴) زرمہر پادشاہ بیگم صاحبہ۔

(۱) جناب مولوی محمد علی صاحب زاید معتمد مالگزاری سرکار عالی۔

(۲) جناب رائے للتا پرشاد صاحب ناظم اسٹیٹ نواب سالار جنگ بہادر مدارالمہام سرکار عالی

(۳) جناب مولوی میر احمد علی صاحب سپرنٹنڈنٹ کورٹ آف وارڈز سرکار عالی۔

وسہ اسلئے میں منجانب میر عباس علی خاں و میر اسمٰعیل علی خاں وجہاں پرور بیگم وعباسی بیگم وشہربانو بیگم نابالغان بہ حیثیت نابالغان مذکور اقرار کرتا ہوں کہ جملہ نزاعات مذکور الصدر کی نسبت جو فیصلہ معزز ارکان صاحبان موصوف فرمائیں گے وہ قبول و منظور ہوگا لہذا یہ چند کلمہ بطور اقرار نامہ ثالثی تحریر کئے گئے جو شامل مثل فرمائے جائیں۔

شرحد تخط مسٹر ویکفلڈ صدر ناظم مال

رحیم بی منکوحہ سید محمد علی خاں مرحوم نے یہ اقرار نامہ داخل کیا کہ مقدمات مندرجہ حاشیہ کا تصفیہ معہ دیگر نزاعات اسٹیٹ نواب سید محمد علی خاں مرحوم مندرجہ ارکان صدر کے سپرد فرمایا ہے اس لئے میں ذریعہ درخواست ہذا اقرار کرتی ہوں کہ جو فیصلہ کمیٹی موصوف کرے وہ مجھے قبول و منظور ہے۔

اور اسی طرح کا اقرار نامہ پادشاہ بیگم صاحبہ اور مجھ مولف سے بہ حیثیت ولی جہاں پرور بیگم ارکان صاحبان کمیٹی نے داخل کرالیا اور ان اقرار نامہ جات کی تصدیق محمد سلیمان صاحب وکیل جو کمشنر تصدیق مقرر ہوے تھے کرلئے۔ کارروائی تحقیقات قریب تکمیل پہونچی تھی کہ مولوی محمد علی صاحب زاید معتمد صوبہ دار ورنگل ہو کر چلے گئے اور اون کے جانے کی وجہ ذریعہ مراسلہ نشان (۱۵۱) مورخہ ۲۷ آذر ۱۳۲۵ف محکمہ مال سے مولوی

محمد علی صاحب صوبہ دار صوبہ ورنگل کو یہ لکھا گیا کہ ۲۹ آذر ۱۳۲۵ف م ۲۵ ذیحجہ ۱۳۳۳ روز پنجشنبہ تاریخ پیشی مقرر ہے اور آپ اس مقدمہ کمیٹی کے رکن ہیں لہذا آپ تاریخ مذکور الصدر حیدر آباد تشریف لاکر بشرکت کمیشن مقدمہ مذکور کا تصفیہ فرمائیے۔

چونکہ تبدیل ارکان سے مقدمات میں طوالت پیدا ہوگی لہذا تاریخ پیشی پر آپ کو حیدر آباد تشریف لانے کی اجازت دی جاتی ہے۔

غرضکہ تاریخ پیشی پر مولوی محمد علی صاحب ورنگل سے تشریف لاکر باجلاس مقدمہ کی کارروائی آغاز کئے۔ اس اجلاس میں علاوہ متعدد درخواست ہائے سابقہ کے ایک درخواست روح افزا بوکی پیش ہوی جس کی عبارت یہ ہے۔

جنابعالی۔ بتاریخ ۲۰ اردی بہشت ۱۳۲۴ف معزز ارکان کمیشن نے جو تجویز صادر فرمائی تھی اوس کا اقتباس حسب ذیل ہے:۔

(۱) ورثار کے حقوق وراثت کا تصفیہ بہ اتباع شریف اور رواج کو ملحوظ رکھکر کیا جائے

(۲) منصب کی ماہوار تو بالکل بیٹوں کے نام ہوگی۔

اس کی نسبت حسب ذیل توجہ معطوف کرائی جاتی ہے:۔

ف تجویز معروضہ بالا کے لحاظ سے بہ اتباع شرع شریف تصفیہ فرمانا چاہئے یا رواج کو ملحوظ فرمایا جائے جو تصفیہ اس وقت فرمایا گیا ہے وہ لایق غور ثانی ہے اگر احکام شرع شریف کی مطابعت فرمائی جاتی ہے تو ہر وارث بہ اعتبار اپنی وراثت کے جو حصہ شرعی ہے اس کے پانے کا مستحق ہے اگر رواج کو ملحوظ فرمایا جاتا ہے تب بھی ہر وارث بہ لحاظ رواج خاندان حصہ پانے کا مستحق ہے نہ اس طریقہ سے کہ ایک وارث کے ساتھ دوسرے وارث کو بلاوجہ ترجیح دی جائے۔

۲ منصب کی ماہوار حسب تجویز معروضہ بالا بالکلیہ بیٹوں کے نام ہونا چاہئے اسلئے کہ اناث کے نام منصب کی اجرائی گویا منصب کو آیندہ کیلئے معدوم کرنا ہے۔

گو منصب معاوضہ جاگیر ہو تب بھی اناث کے نام اجرائی حین حیات ہوگی جس سے خاندان کا دائمی نقصان ہے سوائے ازیں مہدی یار جنگ کے نام مبلغ (۲۱۳۲ ما) جسقدر منصب تھی جو بعد تخفیف (مالیہ حالی) سما حالی سید محمد علی خاں کے نام جاری ہوے اگر معاوضہ جاگیر ہوتی تو یہ کمی ہرگز نہ ہوتی۔ فرد اجرائی کی نقل ہا ہذا منسلک ہے ملاحظہ سے روشن ہوگا کہ منصب معاوضہ جاگیر تھی یا نہیں۔

۳ جبکہ خلاف تجویز معروضہ بالا جہاں پرور بیگم کے نام (ما) روپیہ منصب کی اجرائی تجویز ہوی ہے تو ایسی حالت میں دوسرے دختران مرحوم ہی یعنے مسماتان عباسی بیگم و شہربانو بیگم کے نام بھی اس منصب میں حصہ ملنا چاہئے اس کے علاوہ جہاں پرور بیگم۔ اور پادشاہ بیگم صاحبہ کو بہ نسبت دوسرے ازواج و دختران کے معزز ارکان نے بمعاوضہ زرمہر تصور فرماکے زیادہ حصہ دلایا ہے کم ازکم یہ زیادتی کا عمل ان کی حیات تک رہنا چاہئے۔

۴ اس وقت منجانب میر اسمٰعیل علی خاں اشرفیت کی بحث کی جارہی ہے جس سے مقصود یہ ہے کہ عباس علی خان کو نقصان پہونچایا جائے حالانکہ یہ بحث بالکل بے محل ہے اسلئے کہ اشرفیت و غیر اشرفیت بلا کسی ثبوت کے قیاسات پر فرض کردیا جارہا ہے۔

۵ میر اسمٰعیل علی خاں کی ماں کے طرف سے جتنے رشتہ دار ہیں وہ سب معمولی حیثیت کے ہیں ان کے والد شاگرد پیشہ اور دادا بھی شاگرد پیشہ اس وقت چچا موجود ہے۔ جو شاگرد پیشہ ہے۔ یہ خدمت موروثی چلی آرہی ہے اگر اس معاملہ پر غور فرمایا جاتا ہے تو بہ لحاظ احکام شرعی و واقعات کے ثبوت پیش کرنے میں ہم بھی آمادہ ہیں مگر بلا کسی ثبوت

وتردید کے بلاوجہ ایک کو افضل اشرف خیال کرا دینا دوسرے کو دقت ہی نہیں بلکہ دائمی
حقوق سے محروم کرنا ہے حکام عالی مقام اس بحث میں توجہ فرماتے ہیں تو فریقین کو شہادت
وثبوت پیش کرنے کا موقع عنایت فرمائیں اس کی تصدیق کیلئے شئی عرضی دعویٰ بادشاہ بیگم
صاحبہ بعرض ملاحظہ منسلک ہے۔

۶ جبکہ جملہ امور کا تصفیہ فرمایا جاتا ہے تو ایسی حالت میں اور تین امور قابل تصفیہ
باقی رہے ہیں۔

اولاً قرضہ ذمگی مورث کی ادائی کا تصفیہ جسکی تعداد تخمیناً (ﷲ) ہے۔

ثانیاً جو ماہوار دار اقربا مرحوم ہیں اون کے نسبت بھی تصفیہ ضروری ہے۔

ثالثاً علم مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام وحضرت عباس علیہ السلام بہ لحاظ تحائف
منسلکہ میر عباس علی خاں کو بہ لحاظ اکبر اولاد کے ملنا چاہیئے۔

اسلئے عرض ہے کہ

جملہ امور معروضہ بالا کی جانب توجہ مبذول فرمائی جاکر تصفیہ مناسب فرمایا جائے
تاکہ آیندہ نزاع باقی نہ رہے فقط مرقوم یکم بہمن ۱۳۲۵ف [دستخط]

آغاز کارروائی کمیٹی سے تاصدور فیصلہ ایسی بہت سی درخواستیں غیر مہذب
الفاظ پیش ہوئے اور کمیٹی نے ہر ایک استدعا و کارروائی پر بے انتہا جانچ پڑتال کرکے
جو فیصلہ صادر فرمایا اوس کی بجنسہ نقل درج ذیل کی جاتی ہے۔

فیصلہ ثالثی

مورخہ ۱۲ امرداد بہمن ۱۳۲۵ف

اس مقدمہ کی حقیقت یہ ہے کہ فریقین میں اون کے مورث محمد علی خاں صاحب
مرحوم کے انتقال کے بعد وراثت وحق ترکہ کی بحث تھی اور اس بحث کا یہ نتیجہ تھا کہ فریقین

میں سخت مخالفت و نزاع پیدا ہوگئی تھی اور دار القضا کے عدالت میں مقدمہ مہر دلوانے کیلئے
دعویٰ ہوگیا تھا اور ہر ایک جزوی امر کے بابتہ نزاع شروع ہوجاتے تھے اور ایک دوسرے
کی خرابی کے درپئے تھے اس حالت کو معلوم کرکے سرکار نے براہِ شرفا پروری اور فریقین میں
صلح و آشتی پیدا ہونے کی غرض سے اور فریقین خسارہ اور اخراجات پیروی سے بچنے
کے لئے یہ حکم صادر فرمایا تھا کہ بذریعہ کمیشن فریقین کے بحثوں نزاعات کا تصفیہ کیا جائے
چنانچہ حسب تفصیل حاشیہ کمیشن کے ارکان مقرر (۱) راجہ للتا پرشاد صاحب
و منظور ہوے اور کمیشن کو فریقین کے اعذار کی (۲) مولوی احمد علی صاحب سب‌ججی سٹی کوٹ گوالیار
سماعت کرکے فیصلہ کرنے کا حکم ہوا۔ قبل ازانکہ کمیشن کارروائی و دریافت و سماعت اعذار
فریقین شروع کرے کمیشن نے فریقین کو حکم دیا کہ چونکہ کمیشن کی حالت ایک ثالثی کی ہے لہذا
اس امر کے بابتہ اقرار نامہ داخل کیا جائے کہ کمیشن جو فیصلہ کرے اوس پر فریقین راضی
ہونگے اور اون کو کوئی عذر نہ ہوگا۔ چنانچہ فریقین کی جانب سے اس مضمون کے اقرار نامے
بموجب تفصیل حاشیہ داخل ہوے کہ جو فیصلہ
فریقین کے مقدمہ کا کمیشن صادر کرے وہ انکو
قبول ہے۔ فریقین کی جانب سے فیصلہ ثالثی
پر رضامندی داخل ہونے کے بعد عرائض دعوے
و جواب دعوے پر کمیشن نے غور کیا اور فریقین
کی بحث تفصیلی سماعت کی دعوے و بحث
جائداد اور معاش موروثی از عطیہ شاہی جائداد
غیر منقولہ کے بابتہ اور بادشاہ بیگم کے جہیز و

منجانب بادشاہ بیگم زوجہ محمد علی خاں مرحوم و
جہاں پرور بیگم دختر بہ ولایت نواب
اعتصام الدولہ بہادر مدخلہ ۶ آذر ۱۳۲۴ ف
معدقہ محمد سلیمان صاحب کمشنر
منجانب میر عباس علی خاں میر اسمعیل علی خاں
و جہاں پرور بیگم و عباسی بیگم و شہر بانو بیگم
دستخطی صدر ناظم صاحب بال موخرہ ۱۹ جنوری ۱۹۱۵ء
منجانب مسماۃ رحیمہ بی زوجہ محمد علی خان

چڑہاوہ کی جائداد کے متعلق تھا
یا اوس جائداد کے بابتہ جو محمدؐ علی خاں مرحوم نے

مرحوم مادر اسمعیل علی خاں مورخہ ۱۶ دے
سنہ ۱۳۲۲ف مصدقہ محمدؐ سلیمان صاحب کمشنر

اپنے بیٹیوں کے جہیز کیلیئے اپنے زمانہ زندگی میں تیار کئے تھے کمیشن نے جائداد متدعویہ کے بابتہ یہ تجویز کی کہ جائداد عطیہ شاہی جو از قسم جاگیر و منصب ہے وہ تو معینہ ہے اور جائداد غیر منقولہ از قسم امکنہ و زمین امکنہ وہ بھی معینہ ہے جو جائداد پادشاہ بیگم کے چڑہاوہ جہیز کی ہے اوس کا بھی تعین اس کی حیثیت سے ہوسکتا ہے جہیز کے سامان کی تو فہرست ہوگی جو بوقت شادی مرتب ہوی ہوگی محمدؐ علی خاں مرحوم نے اپنے بیٹیوں کی شادی کے جہیز کیلیے جو سامان تیار کیا ہو اوس کا تعین بھی اوس کے ظاہری حیثیت سے ہوسکتا ہے اور جو جائداد منقولہ محمدؐ علی خاں صاحب مرحوم کے ہو وہ بھی اس کی ظاہری حیثیت سے معین ہوسکتی ہے اس کے متعلق بحث ہونے کے بعد اسکو فریقین نے قبول کیا کہ جس جائداد کی تقسیم کی بحث ہے وہ ذات جائداد محمدؐ علی خاں مرحوم ہے جو جائداد منقولہ پادشاہ بیگم جہیز یا چڑہاوہ کی ہے اس کی بحث نہیں ہے اور نہ اس جائداد منقولہ سے پادشاہ بیگم کو بحث ہے جس کو محمد علی خاں صاحب مرحوم نے اپنے بیٹیوں کے جہیز کے واسطے تیار کیا ہے پادشاہ بیگم کو ابتداءً عباس علی خاں و اسمٰعیل علی خاں کے نسب پر بحث تھی اس بحث کے متعلق تفصیلی بحث ہونے کے بعد پادشاہ بیگم کے وکیل نے اسمٰعیل علی خاں از بطن رحیمہ بی منکوحہ محمدؐ علی خاں مرحوم ہونا اور رحیمہ بی منکوحہ ہونا قبول کیا اس کے ساتھ عباس علیخاں و عباسی بیگم و شہر بانو بیگم بھی از بطن زوجہ مذہبی ہونا قبول کر لیا وزیرا خانم و امیرنی کو زوجہ مذہبی ہونا۔ اس بحث و اقبال کے بعد یہ جزطے پایا کہ ایک فریق کو دوسرا فریق جائز وارث و اولاد و زوجہ شادی و منکوحہ و زوجہ مذہبی ہونے پر عذر نہیں ہے

جس کا نتیجہ یہ قرار پایا کہ محمد علی خاں صاحب مرحوم کے ورثا جو حق وراثت و ترکہ پانے کے مستحق ہیں وہ بہ موجب تفصیل ذیل ہیں :-

(۱) پادشاہ بیگم زوجہ شادی۔

(۲) مسماۃ رحیم بی زوجہ منکوحہ

(۳) جہاں پرور بیگم دختر از بطن پادشاہ بیگم

مسماۃ وزیرا خانم زوجہ مذہبی

مسماۃ امیر بی زوجۂ مذہبی

سید عباس علی فرزند از بطن وزیرا خانم

عباسی بیگم دختر 〃 〃

شہر بانو بیگم دختر 〃 〃

میر اسمٰعیل علی فرزند از بطن رحیم بی۔

ورثا، صدر کو ہر ایک فریق تسلیم کرنے اور ایک فریق کو دوسرا فریق جائز وارث اپنی حیثیت کے بہ موجب ہونے پر کوئی عذر نہ ہونا قرار پایا۔ اور پادشاہ بیگم نے عدالت دارالقضاء میں جو مقدمہ پیش کیا ہے اوس سے دست برداری کا وعدہ و اقرار کیا اور مہر کے دعوے سے درگزر کرنے کا اس قرارداد کے بعد کمیشن نے محمد علی خاں مرحوم کی جائداد زیر بحث کی تفصیل کا تعین کیا جو بہ موجب ذیل ہے :-

(۱) معاش جاگیر۔ مواضعات یلور وا پنے پلی

(۲) معاش منصب ہماحالی

(۳) املاک غیر منقولہ یعنے امکنہ و زمین امکنہ

(۴) جائداد منقولہ

(۵) سامان جہیز وچڑاوہ پادشاہ بیگم

(۶) سامان جہیزی عباسی بیگم و شہر بانو بیگم دختران مرحوم

فریقین کے بحث تفصیلی متعدد مرتبہ سماعت کرنے اور احکام وراثت و شرع شریف و دعویداروں کے حالات پر غور کافی کرنے کے بعد کمیشن نے بالاتفاق حسب تفصیل ذیل تجویز کرکے فریقین کو حکم دیا کہ اس تجویز کے متعلق فریقین کو جو کچھ اعذار ہوں وہ بجو اجلاس آیندہ میں پیش کیا جائے بتاریخ مقررہ کمیشن کا اجلاس منعقد ہوا ہر ایک فریق کی جانب سے اس پر رضامندی ظاہر ہوی کہ جو فیصلہ کمیشن تجویز کرے اوس پر ہر ایک فریق راضی ہوگا اور اس کو تسلیم کریگا۔ بدریافت ثابت ہوا کہ سید محمد علی خاں مرحوم کے ورثاء

ایک بیوی شادی مساۃ پادشاہ بیگم

ایک منکوحہ مساۃ رحیم بی

دو زوجہ از قسم نکاح مذہبی مساتان وزیرا خانم و امیر بی۔

ایک دختر از بطن بیوی شادی جہاں پرور بیگم

دو دختر از بطن زوجہ نکاح مذہبی مساۃ وزیرا خانم۔ عباسی بیگم و شہر بانو بیگم

ایک پسر از بطن ایضاً عباس علی

ایک پسر از بطن زوجہ منکوحہ میر اسمٰعیل علی

بعد بحث یہ اصول قرار پایا کہ ان ورثاء کے حقوق وراثت کا تصفیہ باتباع شرع شریف و رواج و مناسبت کو ملحوظ رکھکر حسب تفصیل کیا جائے۔

کل جائداد معاش عطیہ سلطانی اور نیز از جائداد از قسم منقولہ وغیرہ کے منجملہ عصم

میں سے ۲/ حق زوجیت کے نکالے جائیں بقیہ (۴۲/) کے منجملہ بیٹوں کے دو حصہ اور دختروں کا ایک ایک حصہ قایم کیا جائے اس حساب سے کل ورثا از قسم اولاد کے سات حصے ہوے تو (۴۲/) بیٹوں کا حصہ قرار دیا جائے اور تین بیٹوں کا حصہ مجموعی طور پر (۱۶/) اسکی تقسیم اس طور پر ہوی کہ شادی کی بیوی کی بیٹی کو (۴/) حصہ اور منکوحہ مذہبی کے بیٹیوں کو (۱/۴) (۱/۹) حصہ دیا جائے حق زوجیت کے منجملہ (۱/) بیوی شادی کو دیا جائے اور (۱/) میں سے (۴۲) دوسرے زوجگوں کو اس طور پر ہر ایک قسم کے معاش کی تقسیم ہو پادشاہ بیگم صاحبہ دعوی مہر سے دست بردار ہوں اور نیز دعوائے منصب سے منصب کی ماہوار بالکلیہ بیٹوں کے نام ہو گی البتہ حسب تفصیل صدر معاش عطیہ سلطانی اور نیز جائداد متروکہ کی تقسیم ہو گی بشرطیکہ معاش عطیہ سلطانی کے بابتہ بارگاہ خسروی سے بہ مراحم خسروانہ منظوری صادر بخشی جائے یہ ایک مشورہ تحریری تھا جو کمیشن مذا نے ورثا مرحوم کو دیا تھا اوس کے ساتھ یہ حکم بھی دیا تھا کہ اوس پر کسی فریق کو عذر ہو تو وہ پیشی آیندہ پر تحریراً و تقریراً پیش کیا جائے اس کے نسبت مکمل طور پر تجویز صادر کی جائیگی معاش جاگیر کے منجملہ قابض جاگیر کی جانب سے بعد وضع اخراجات انتظامی تعدادی (۲/) فی روپیہ بقیہ آمدنی میں سے ہر ایک حصہ اناث کو اوس کے حصہ معینہ کی رقم ملیگی ورثا اناث فوت ہو تو اس کا حصہ شرعی وارث اوس کا مستحق ہوگا۔ لاولد اناث کے وارث دونوں بیٹے مساوی طور پر ہوں گے تجویز مذکور بالصدر کے بابتہ یہ اعذار کمیشن میں پیش ہوی کہ پادشاہ بیگم کی یہ خواہش ہے کہ اون کو اور اون کی بیٹی کو منجملہ ماہوار منصب جو معاوضہ جاگیر ہے حصہ دیا جائے اون کا مہر بھی اون کو دلایا جائے اور اون کے جہیز کی جائداد اون کے نفع بعض

مع حصہ اکنہ کی جائے۔

رحیم بی کی یہ استدعا ہے کہ اون کا حصہ اون مستورات کے مساوی رکھا گیا ہے جس کا مہر بیان نہیں ہوا ہے جس سے اون کی حق تلفی ہوتی ہے اس کی اصلاح تجویز سابق میں کی جائے اور جاگیرات کی تقسیم اون کے اور اون کے بیٹے میں کردیجائے اور نیز اکنہ کے سید عباس علی کے والدہ کی استدعا ہے کہ جاگیرات کی تقسیم مناسب نہیں ہے اون کے دختروں کے جہیز کا سامان جو اون کے شوہر نے اپنے حیات میں تیار کیا ہے وہ اون کو بلاکسی تقسیم کے دلایا جائے۔

اعذار مذکور الصدر پر بھر تاریخ پیشی اجلاس کمیشن میں بحث ہوی بعد بحث و غور اس لحاظ سے کہ پادشاہ بیگم کے بیٹے کی خاص حالت ہے یہ تصفیہ ہوا کہ جہاں پرور بیگم دختر پادشاہ بیگم کو منجملہ معاش منصب (ﷲ) ماہوار دی جائے اور جائداد غیر منقولہ پر پادشاہ بیگم اور اون کے دختر کو حق استفادہ حاصل رہے اور حق ملکیت عباس علی نجاں و اسمعیل علی کو دیا جائے بایں شرط کہ وہ تا زندگی پادشاہ بیگم جائداد غیر منقولہ کو منتقل یا بیع یا رہن نہیں کرسکیں گے چونکہ اس وقت پادشاہ بیگم کے قبضہ میں زیادہ حصہ مکان ہے لہذا اون کو ضرور ہے کہ اس اپنے مقبوضہ حصہ مکان سے بھی عباس علی و اسمعیل علی کو سکونت کیلئے ایک ایک حصہ مکان دیں جائداد غیر منقولہ اولاد نرینہ میں نصفا نصف تقسیم ہوگی۔

معاش جاگیر پر میر عباس علی و اسمعیل علی کا مشترکہ قبضہ رہیگا اگر اسمیں نزاع ہو تو جائداد مذکورہ بایں طور تقسیم کردی جائیگی کہ اسمعیل علی کی شکمی میں پادشاہ بیگم رحیم بی۔جہاں پرور بیگم رہیں اور عباس علی کے شکمی میں وزیر اخانم اور امیر بی

عباسی بیگم و شہر بانو بیگم مکان کا معائنہ کر کے ہر ایک حصہ دار کے قبضہ میں کونسا حصہ رہے
اُس کا تعین کیا جائے۔ پادشاہ بیگم عدالت میں جو مقدمہ دائر کئے ہیں وہ اٹھالیں
تاکہ جائداد منقولہ پر سے عدالت کی قرقی اٹھ جائے مکان کے تقسیم کیلئے کمیشن کو مکان
کے دیکھنے کا موقع نہیں ملا اس کے تقسیم کا تصفیہ خود صیغہ کورٹ سے بہ لحاظ فیصلہ کمیشن
بعد معاینہ ہوسکتا ہے۔

اس مقدمہ میں فریقین کے اعذار کی سماعت میں اور اس پر کافی غور کرنے
میں اور بہ لحاظ حالات خاندانی و حالات و حیثیت دعویداران وراثت اون کے مجموعی حالات
پر توجہ کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا گیا بعد غور کافی یہ تصفیہ واجبی و منصفانہ
قرار پایا کہ ہر ایک کو اُس کے حیثیت کے لحاظ سے حصہ دیا جائے اور بقاء خاندان
کے لحاظ سے اس کی تقسیم ہو وہ اس طور پر کہ آیندہ بھی مورث کے ورثاء ذکور میں
بھی کوئی خرخشہ پیدا ہونے کے اور مفسد و مفتریوں کو وہ وارث کو نزاع کرا کے اونکو
برباد و نقصان پہونچانے کا موقع نہ ملے اور اگر اسمعیل علی خاں نابالغ کو سن بلوغ
کے پہونچنے میں دیر ہو تو عباس علی خاں اور اون کے شکمی حصہ داروں کا حصہ صیغہ
کورٹ آف وارڈز کی نگرانی سے واگزاشت ہوسکے اور اسمعیل علی خاں سن بلوغ کو پہونچنے
تک عباس علی خاں کو اون کے حصہ موروثی سے مستفید ہونے سے محرومی حاصل نہ ہو
اور ہر ایک حصہ دار اپنے حصہ مقررہ سے مستفید ہوتا رہے ایک دوسرے کا دست نگر
نہ رہے بلکہ ہر ایک اپنی موروثی جائداد سے مناسب طور پر مستفیض ہو۔

نظر بر آں کمیشن ہذا بالاتفاق یہ فیصلہ کرتا ہے کہ محمد علی خاں مرحوم جاگیردار
کی کل معاش جاگیر و منصب و جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے حسب ذیل اوس کے ورثا

میں تقسیم کی جائے۔ پادشاہ بیگم جہیز کا سامان وچڑھاوہ اشیاء اون کے تفویض کئے جائیں
اور عباسی بیگم وشہر بانو بیگم کے جہیز کے لئے جو سامان تیار شدہ ہو وہ اون کے جہیز میں
دینے کی غرض سے اون کی ماں کے تفویض کیا جائے اس علاقہ کے امکنہ عباس علی و
اسمعیل علی میں نصفا نصف تقسیم کر دئے جائیں لیکن پادشاہ بیگم واُن کی دختر کو
اوس حصۂ مکان سے حق استفادہ حاصل رہیگا جو اون کی سکونت کے لئے ضروری ہے
اور پادشاہ بیگم کی زندگی تک عباس علی خاں واسمٰعیل علی خاں ان امکنہ کو منتقل بیع
یا رہن کرنے کے مجاز نہ ہونگے اگر پادشاہ بیگم کے قبضہ میں وسیع حصۂ مکان ہو تو اوس
میں سے مناسب طور پر ایک ایک حصہ مکان عباس علی و اسمٰعیل علی کو سکونت کیلئے
دیا جائے۔ اگر کوئی حصہ مکان منہدمہ ہے تو اوس کو اس اسٹیٹ کے مشترکہ رقم
سے تعمیر کر دیا جائے ایسے تعمیر کردہ حصہ پر بھی عباس علی خاں و اسمٰعیل علی کا حق محفوظ
رہیگا اور وہ تقسیم نصفا نصف میں شریک رہیگا معاش منصب کے منجملہ ... روپیہ
جہاں پرور بیگم کے جاری ہونے کے لئے اور بقیہ رقم منصب نصفا نصف عباس علی
و اسمٰعیل علی کے نام بحال وجاری ہونے کے لئے درخواست ہو جائداد منقولہ کے منجملہ
فی روپیہ ۳؍ ۲؍ ۱؍ کے حساب سے عباس علی و اسمٰعیل علی کو دیا جائے اور ۱؍ کا
حصہ پادشاہ بیگم کو اور ۲؍ کا حصہ جہاں پرور بیگم کو اور ۱؍ ۲؍ کا حصہ عباسی بیگم
وشہر بانو بیگم کو دیا جائے اور ۱؍ ۱؍ کا حصہ رحیم بی و وزیرا خانم و امیر بی کو دیا جائے
صیغہ وراثت مال میں درخواست پیش کی جائے کہ دونوں مواضع جاگیر کی
وراثت بنام عباس علی و اسمٰعیل علی بحصہ داری مینہ منظور فرمائی جائے اون کی
شکمی میں پادشاہ بیگم جہاں پرور بیگم رحیم بی و وزیرا خانم و امیر بی و عباسی بیگم

وشہر بانو بیگم کا نام شریک ہو بعد وضع اخراجات انتظامی بحساب فی روپیہ ۲؍ بقیہ رقم آمدنی کے منجملہ عباس علی کا نام ۴؍ اور اسمعیل علی کا ۴؍ اور پادشاہ بیگم کا ۱؍ اور جہاں پرور بیگم کا ۳؍ رحیم بی کا ۴؍ اور وزیرا خانم کا ۴؍ اور امیری بی کا ۴؍ اور عباسی بیگم کا ۱؍۲ شہر بانو بیگم کا ۱؍۲ قرار دیا جائے بیوہ ورثاء اناث جو فوت ہوں اون کا حصہ اون کے شرعی وارثوں کو پہونچیگا اور اگر جہاں پرور بیگم وعباسی بیگم وشہر بانو بیگم کو اولاد ہو تو اون کی اولاد اون کے حصہ کی وارث ہوگی جن میں اولاد اناث وذکور داخل ہیں اور اگر لاولد ہو تو اونکا حصہ بھی بہ جانب عباس علی واسمعیل علی بہ حصہ داری مساوی رجوع ہوگا مواضعات جاگیر پر عباس علی واسمعیل علی کا مشترکہ طور پر قبضہ رہیگا اگر اس میں نزاع ہو تو معاش جاگیر بایں طور تقسیم کردی جاگی کہ اسمعیل علی کے شکمی میں پادشاہ بیگم وجہاں پرور بیگم ورحیم بی رہیں اور عباس علی کی شکمی میں وزیرا خانم امیری بی عباسی بیگم وشہر بانو بیگم اس فیصلہ کا نفاذ بعد منظوری سرکار ہوگا اور اس کی ایک ایک نقل صیغہ کورٹ آف وارڈز اور صوبہ دار صاحب صوبہ گلشن آباد میدک وصدر محاسب صاحب سرکار عالی صیغہ منصب کے خدمات میں تعمیلاً بھیجدی جاویگی پادشاہ بیگم کو لازم ہے کہ عدالت دار القضاء میں جو مقدمہ دائر ہے اس سے اس کے خرچہ کو بلا کسی فریق پر عاید کرنے کے دست برداری کرلیں اس اسٹیٹ کا جو موروثی قرضہ ہو اس کی ذمہ داری کل ورثاء پر اون کے حصص کے مناسبت کے لحاظ سے عاید ہوگی۔ ثبت حد تخط مولوی محمد علی صاحب صوبہ دار صوبہ ورنگل سابق زاید معتمد مال۔ ثبت حد تخط راجہ للتا پرشاد صاحب ناظم اسٹیٹ نواب سالار جنگ

چونکہ مولوی سید احمد علی صاحب سپرنٹنڈنٹ کورٹ آف وارڈز آج موجود نہیں ہے اور فیصلہ ہذا تجاویز سابق پر (جو متفقہ طور ہوسے ہیں) مبنی ہیں لہذا ہم

دو کے اجلاس سے اس فیصلہ کو فریقین کو سنا دیا گیا فقط   مرقوم ۱۲ بہمن ۱۳۲۵ف

شرحد تخط راجہ للتا پرشاد صاحب شرحد تخط مولوی محمد علی صاحب شرحد تخط خواجہ محی الدین

پیروکار متجانب پادشاہ بیگم صاحبہ شرحد تخط میر واحد علی پیروکار اسٹیٹ۔

لایق و اعلیٰ حکامان ثالثی کے اجلاس سے مکمل فیصلہ صادر ہو چکا اور کوئی گنجائش

باقی نہ رہی تو امیر بی خواص سید محمد علی خاں مرحوم کی ایک درخواست بدیں مضمون پیش کی گئی

کہ کل فریقین کے وکیل اجلاس کمیٹی میں پیش ہوئے اور ہر ایک کی استدعا پر غور فرمایا

جاکر فیصلہ صادر کیا گیا لیکن مجھ بیوہ کو نہ اطلاع ہوئی نہ وکیل لیا گیا میری حق تلفی

ہوئی ہے میرے عذرات سماعت فرما کر حق دلایا جائے۔

اس درخواست کی بنا پر مولوی فصیح الدین صاحب زاید معتمد و منصرم صدر ناظم

مالگزاری سرکار عالی نے تاریخ پیشی ۲۰ اسفندار ۱۳۲۵ف روز دوشنبہ مقرر کرکے بعد سماعت

بحث وکلائے فریقین جو کرر فیصلہ صادر کیا وہ یہ ہے۔

پادشاہ بیگم وغیرہ عباس علی وغیرہ وراثت سید محمد علی خاں خلاصہ کارروائی اُس

مقدمہ میں حسب الحکم مدار المہام بہادر کمیشن منعقد ہوئی تھی جس سے بعد غور تجویز مرتب

کی ہے مولوی عبد العلی صاحب وکیل متجانب وزیر آغا خانم اور امیر بی پیش ہوئے ہیں

اور ان کو اس حصہ کے متعلق عذر ہے جو کمیشن اوان کے لئے تجویز کیا ہے۔

فریقین کے وکلا صاحبان کی بحث کی گئی۔ مولوی سید امیر حسن صاحب وکیل متجانب

رحیم بی زوجہ منکوحہ کو کمیشن کی تجویز سے پورا اتفاق ہے اور اوس کو وہ واجبی و منصفانہ

خیال کرتے ہیں۔

اگر وزیر آغا خانم و امیر بی زوجگان منکوحہ بھی فرضاً تسلیم کر لئے جاویں تو اون

کیلئے بھی کمیشن نے وہی حصہ قرار دیا ہے جو رحیم بی زوجہ منکوحہ کیلئے غور کیا گیا ہے کمیشن نے تحریر کیا ہے کہ بہ اتباع شرع شریف اور رواج و مناسبت کو ملحوظ رکھ کر حصص کا قرار داد کیا گیا ہے کمیشن کے قرار داد اور تصفیہ سے اس منصرم صدر ناظم مال کو پورا اتفاق ہے۔ اور جو حصص قرار دئے گئے ہیں وہ منصفانہ و واجبی ہیں۔ لہذا رائے کمیشن لائق منظوری ہے فقط شرح دستخط مولوی فصیح الدین احمد خاں صاحب منصرم صدر ناظم مال۔

اس فیصلہ کے صادر ہونے کے بعد مستقل صدر ناظم صاحب مال (یعنی مسٹر وکھیلڈا) جو سات مہینے کی رخصت پر یوروپ گئے ہوئے تھے واپس آگئے۔ مثل فیصلہ ثالثی صاحب موصوف کے اجلاس پر پیش اور بعد ملاحظہ گزارش نشان (۱۵۲) مورخہ ۲۸ خورداد ۱۳۲۵ف نشان مثل ۱۳۲۳ ۸ بابتہ ۱۳۲۳ف مرتب و بملاحظہ حضرت اقدس و اعلی بغرض منظوری پیش ہوئی

گزارش

اس مقدمہ میں حسب الحکم مدار المہام بہادر سرکار عالی مندرجہ ضمیمہ گزارش نشان (۱۶۴۰) مورخہ یکم خورداد ۱۳۲۳ف و نشان (۲۱۴۶) مورخہ ۹ تیر ۱۳۲۳ف کمیشن منعقد ہوئی تھی جس نے بعد غور تجویز مرتب کی ہے اور یہ اصل فیصلہ بغرض ملاحظہ پیش ہے۔

مولوی عبد العلی صاحب وکیل منجانب وزیر اخانم و امیر بی پیش ہوئی اور انکو اس حصہ کے متعلق عذر ہے جو کمیشن نے اون کے لئے تجویز کیا ہے لہذا فریقین کے وکلا صاحبان کی بحث سماعت کی گئی۔

رائے منصرم صدر ناظم مال متفقہ صدر ناظم مال

مولوی سید امیر حسن صاحب وکیل منجانب رحیم بی زوجہ منکوحہ کو کمیشن کی تجویز سے پورا اتفاق ہے۔ اور اس کو وہ واجبی اور منصفانہ خیال کرتے ہیں اگر وزیرا خانم ایرانی زوجگان منکوحہ بھی فرضا تسلیم کرلئے جائیں تو اون کے لئے کمیشن نے بھی وہی حصہ قرار دیا ہے جو رحیم بی زوجہ منکوحہ کے لئے تجویز کیا گیا ہے کمیشن نے تجویز کیا ہے کہ باتباع شرع شریف و رواج اور مناسبت کو ملحوظ رکھ کر حصص کا قرار داد کیا گیا ہے کمیشن کے قرار داد اور تصفیہ سے پورا اتفاق ہے اور جو حصص قرار دئے گئے ہیں وہ منصفانہ و واجبی ہیں لہذا رائے کمیشن لایق منظوری ہے۔

واضح ہو کہ محمد علی خاں مرحوم کی وراثت کی کارروائی ضلع میں جاری ہے اسٹیٹ کورٹ کی نگرانی میں ہے اون کی بیوی بادشاہ بیگم کی درخواست پر سرکار نے تجویز فرمائی کہ بہ انعقاد کمیٹی تصفیہ کرایا جائے کمیٹی میں کل ورثا رجوع ہوے اور ان کی استرضا سے کہ کمیٹی جس طرح تصفیہ کرے وہ راضی ہونگے کمیٹی نے معاش عطیہ سلطانی منصب و متروکہ کل معاش کا تصفیہ کر دیا کہ کس آنہ واری سے کل ورثہ حصہ پائیں گے چونکہ کل ورثا نے فیصلہ کمیٹی پر رضامندی ظاہر کی تھی لہذا کمیٹی کا فیصلہ فیصلہ ثالثی سمجھا جائیگا۔

یہ کارروائی بہ صیغہ کورٹ آف وارڈز چلی ہے اور کورٹ آف وارڈز اس طرح تصفیہ کر سکتا ہے اور سرکار سے بھی جو اس فیصلہ کی منظوری صادر ہوگی وہ بہ صیغہ کورٹ آف وارڈز ہی متصور ہوگی۔

چونکہ یہ فیصلہ معاش عطیہ سلطانی و منصب و متروکہ سے متعلق ہے سرکار کی منظوری بہ طریقۂ ذیل ہوگی کہ نقل فیصلہ کمیٹی ضلع میں بھیجدی جائیگی کہ جبکہ تختہ دواشت مرتب کر دیا جائے۔

ایک نقل محکمۂ فنانس میں روانہ کی جائیگی کہ بہ لحاظ تصفیہ کمیٹی منصب کی اجرائی کے متعلق حسب ضابطہ کارروائی کی جائے۔

کورٹ آف وارڈز اس کی ایک نقل عدالت میں پیش کرکے تا بجد مترو کہ اس فیصلہ ثالثی کے نفاذ کی منظوری کی استدعا کریگا۔

پس سرکار سے فیصلہ کمیٹی کی منظوری صادر فرمائی جائے تو حسب بالا عمل کیا جائیگا

مرقوم ۱۹ اسفندار ۱۳۲۵ف شرحد تخط صدر ناظم مال

شرح منظوری سرکار

ورثا کے نزاعات باہمی کا تصفیہ جو بطور فیصلہ ثالثی ہوا ہے بہ حیثیت کورٹ آف وارڈز منظور کیا جاتا ہے اس سے فریقین کے حقوق و فرایض باہمی ایک دوسرے کے مقابل قطعاً معین ہوگئے۔ مگر بہ مقابلہ سرکار اون کے حقوق کا تصفیہ سررشتہ جات مال و فنانس سے حسب ضابطہ ہوگا۔ فقط مرقوم ۷ جمادی الثانی ۱۳۳۴ھ شرحد تخط مبارک اعلحضرت قدر قدرت خلد اللہ ملکہ شرحد تخط احمد حسین صاحب مرقوم ۱۰ خورداد ۱۳۲۵ف

صبیہ خورد راقم فاطمہ بیگم صاحبہ عرف قیام النسا بیگم ۱۶ ماہ رجب ۱۳۲۰ھ شب کے دو بجے پیدا ہوئیں ان کی تعلیم و تربیت موافق رواج زمانہ ہوی جب سن رشد و تمیز کو پہونچیں تو اون کی شادی میر شجاعت حسین خاں خلف اکبر نواب سردار جنگ مرحوم سے بتاریخ ۲ جمادی الاول ۱۳۳۱ھ بہ مہر پچاس ہزار روپیہ دوسو اشرفی و سات دینار سرخ ہوی۔ خداوند تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اک لڑکی رحیم النسا بیگم عرف سرتاج بادشاہ عطا فرمایا۔ اس لڑکی کا تولد بتاریخ ۲ صفر ۱۳۳۴ھ وقت ایک بجے

دن کے ہوا۔ خداوند عالم بہ تصدق ائمہ طاہرین طول حیات عطا فرمائے اور صاحب اولاد کرے

میر ممتاز علی خاں صاحب بتاریخ ۲۴ محرم ۱۳۱۰ھ پیدا ہوے سن تمیز کو پہونچنے کے بعد لایق اساتذہ ملازم کئے گئے اور ان کے ذریعہ تعلیم دلانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہوا۔ صاحب موصوف کی کم قسمتی و عدم توجہی کی وجہ جس پایہ لیاقت کو پہونچنا تھا مجبور رہے ہنوز شادی نہیں ہوی۔ بطن ممتوعہ سے ان کو ایک لڑکی واحد النسا بیگم اور ایک لڑکا یوسف حسین پیدا ہوے۔

میر احمد علی خاں بہادر بتاریخ ۱۲ محرم ۱۳۱۳ھ متولد ہوے اردو فارسی انگریزی کی پڑھائی کے لئے اساتذہ رکھے گئے نوشت و خواند اردو و فارسی و املانویسی وغیرہ میں مہارت حاصل کئے کاروبار خانہ داری و کارروائی دفتر سے مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ بوجہ فہم و لیاقت کے راقم نے معتمد جاگیرات و انتظام کارہائے خانگی بہادر موصوف کے سپرد کر دیا ہے ہر کام بلاتعویق عمدگی سے انجام دیا کرتے ہیں۔ اور مولف کی اطاعت و خدمت گزاری میں ہر وقت آمادہ رہتے ہیں دربار جشن جوبلی چہل سالہ حضرت غفران مکان علیہ الرحمتہ میں پیشگاہ اقدس سے بہ خطاب خانی و بہادری و منصب ایکہزاری سرفراز ہوے تاریخ عطائے خطاب درج ذیل ہے؂۔ تفصیلی ذکر اوراق سابقہ میں آچکا ہے ان کے عادات و حالات سے ثابت ہوتا ہے کہ طریقہ اسلاف پر قایم رہکر بزرگوں کے نام کو روشن کرینگے بہادر موصوف کی نسبت فاطمہ بیگم صاحبہ دختر میر جہاندار علیخاں ارسلان جنگ سے ہوی ہے۔ ہنوز شادی نہیں ہوی خداوند تبارک و تعالی مولف کو اس کار خیر و فرض سے سبکدوش کرے۔

بظاہر حیدرآباد میں شادی کی بیوی کو لوگ وقعت کی نظر سے دیکھتے ہیں

جہاں نام منکوحہ آیا اوس کی رہی سہی عزت بالکل برباد ہو جاتی ہے فی الحقیقت دیکھا جائے تو بغیر عقد شادی کی بیوی کیسے جائز ہو سکتی ہے اصلاً جو کچھ ہے وہ عقد ہی ہے۔ میری اولاد گو بطن واحد سے نہیں ہے لیکن بہ موجب احکام شریعت بحمد اللہ ہر ایک بطن منکوحہ سے بلا ترجیح مساوات ہیں۔ راقم الحروف ۱۳۱۱ھ میں راہی کربلائے معلیٰ ہوا اور بعد زیارت مشاہد مقدسہ ۹ ماہ صفر ۱۳۱۲ھ وارد بلدہ حیدرآباد ہوا میرے آنے کے دو مہینے بعد والدہ معظمہ راقم الحروف بتاریخ غرہ ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ روز یکشنبہ راہی خلد بریں ہوئیں مدفن اون کا مقبرہ بزرگان اندرون چادر گھاٹ ہے۔

مولوی مظفر الدین صاحب المتخلص معلیٰ نے از راہِ مہربانی تاریخ عطائے خطاب مولف و بندہ زادہ میر احمد علی خاں بہادر جو نظم کیا ہے ہدیۂ ناظرین کے لئے درج ذیل کی جاتی ہیں:۔

تاریخ

معتصم جنگ بہادر ذی کمال — لطف سے شہ کے ہوئے جب کامیاب
سال فصلی اے معلیٰ کر رقم — اعتصام الدولہ ہے اچھا خطاب
ف ۱۳۱۵

ولہ

ز شاہ دکن سرفرازی بیافت — چو نواب عالی نسب نیک خو
معلیٰ سنش دور از چشم زخم — شد احمد علی خاں بہادر بگو

من طبع زاد اکبر علی مرزا صاحب منصبدار کابعائے

ولہ

از زبان خسروی ملک دکن — اعتصام الدولہ قاطع حسکم شد
مصرع سال خطاب اکبر نوشت — اعتصام الدولہ رابع حسکم شد
۱۳۲۳ھ

مولوی میر حشمت علی صاحب اور مولوی میر محمد حسین صاحب نے جو قصاید از راہ مہربانی مولف کی نسبت تحریر و تصنیف فرمایا ہے درج ہذا کئے گئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آفتاب چہرۂ تمدیح شاہ صفدر خان — از انجاح صبا بامداد شد جنبان

وجاہت رخ زیبا بمن اشارت کرد — لب ثنا بگشا و بیاب حسن بیان

از ابتداش بہ باغ ستایش مہرو — سرود بلبل معنی سرایم از الحان

بزیم از رخ تو شمع و فرش و آئینہ — یکے طپان و دوم بہرِ حسن حیران

معین از پئے بیچارگان بود کرمش — دہد نجات ز گرداب لجۂ عمان

علو مراتب و عالی ہمم حلیم الطبع — حمیدہ خاصیت و باذل و رحیم زمان

تواضع از علما مسکنت بجمیع خضوع — شود مثال تہمتن دلیر پیش شہان

صریر خامہ تمدیح او بلند خیالست — مدام می‌شنود بر فلک مسیح زمان

منم چو کاہ از افکار دہر کاہیدہ — توان و تاب کجا بہر وصف شیرین زبان

جمال پاک رخت چون مشاہدہ کردم — عنان صبر رہا شد ز دست گلرویان

نزاد مادر ایام مثل تو فرزند — لباس عزت و اکرام بر تنت شایان

گہی نہ دست کرم گشت قاصر و کوتاہ — یگانہ گوہر دریای جود و فیض رسان

بعلم و فضل و ورع نیست مثل تو در دہر — بری ز قبح ترا کردہ ایزد سبحان

ہزار شعر نویسم بقوت قادر — اگر زمانہ دہد فرصتے دریں آوان

اگر یلانِ زمانہ بہ پیشِ تو آیند — قلوب شان ز جلالِ تو شود لرزان

دلا تو مطلع ثانی بخوان بصد الحان | روا است مدح و ثنا از برای جوابِ
روای حاجت مردم شعار تو باشد | یدِ سخائے تو باسط برائے پیر و جوان
دوام میکند او بندگی رب صمد | بروز صایم و در وقت شب نمازکنان
امیر ابن امیر و کریم ابن کریم | دو است مثل مسیحائے شکستہ دلان
معین اوست خدا و رسول پاک علی | یمین اوست ظفر در بیار غرت و شان
ازائے او نبود در تفہم و تفہیم | علیم کرد درا اینچنین فہیم زمان
قدم اگر بنہد در کمال موسم حار | دہد بہار بستان بہشت خارستان
بہا دریست کہ ہمتا ش نیست در عالم | علی و شبر و شبیر اند پشتیبان
الیہ یرجع کل من آمن باللہ | الیہ یاتی رہط العوام للاذعان
لبیب و لوذعی و المعی بہر امری | گزیدہ عقلا رائے صایبت بجہان

ہمیشہ گلشن اولاد سبز و شاد بود
وزیر ملک دکن تو شوی بغرت و شان

تمت القصیدہ

زصد رصد را گر حرف حرف جمع شود | ظہور اسم مبارک شود بشوق بخوان
زابتدائے ہمہ ابتدا کنی گر جمع | عیان حقیر شود زان حروف ای ذیشان

مرقوم ۶ ربیع الآخر سنہ ۱۳۲۱ھ روز پنجشنبہ

گزارندہ
سید حشمت علی باقری بدیع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از صدر صدر قصیدہ اسم جناب نواب میر محمد علی خاں معتصم جنگ بہادر از ابتدا را ابتدا خادم
راقم میر محمد حسین راسخ باقری مستدعی

جو جہاں میں بہتریں منصب و جاگیر ہے
خوان نعمت بے دریغ اب اُن کا عالمگیر ہے

نامور فرخ سیر روشن جبیں عالی وقار
آج دنیا میں یہی اک صاحب توقیر ہے

آپ ہو ذی مقدرت ذی مرتبت ذی منزلت
دل میں حب پنجتن اور درفشاں تقریر ہے

بہترین خلق کے اوصاف اے دل کیا لکھے
مجھ میں رنگ گفتگو نے طاقت تحریر ہے

نیک نیت مہر طلعت پاک باطن صاف دل
رو رو کر حق لگائے سرد ر دل دگیر ہے

وادی محشر میں نزد مصطفےٰ ہوگا مقام
آپ کی امداد کو جب شاہ خیبر گیر ہے

آفتاب جود و بخشش مجمع بذل و سخا
قارئے قران خالق حافظ تفسیر ہے

بندۂ حق عبد مولا مومن پاک اعتقاد
متصل جاری زباں سے نعرۂ تکبیر ہے

مدح اس ممدوح کی لکھ قابل تحتیب ہے
مرحبا تعریف جن کی عرش پر تحریر ہے

یہاں نہیں ہم مرتبہ ہم شان ہی ہزار میں
یہ یقیں ہے سب سے افضل آپ کی تقدیر ہے

راحم و منصف مزاج و خیر خواہ مومنیں
رتبہ کسرا کجا وہ آج بے توقیر ہے

معدن لطف و عطا و مخزن کان سخا
منبع حلم و حیا و صاحب توقیر ہے

حافظ فرقان خلاق زمین و آسمان
حق پرست و حق نما و مصدر تدبیر ہے

مصطفےٰ اصحاب سے کہتے رہے یہ بارہا
مصحف حق اہل بیت پاک کی تفسیر ہے

دل میں کد جو آپ سے رکھیگا وہ شیطان ہے
دہر میں بے پیر ہے وہ زادۂ نخچیر ہے

حلم میں ہے آپ کا ثانی نہ فضل و حلم میں — حق ہے میری گفتگو اور حق میری تقریر ہے

لاتعد رتبے تمھیں بخشا ہے خلاق دو کون — سیر جنت آپ کی تقدیر میں تحریر ہے

یہ زمانہ اندنوں مجھ پر نہایت تنگ ہے — یا الٰہی مفلسی کی پاؤں میں زنجیر ہے

خسرو دنیا خدیو بادشاہان جہاں — نام روشن آپ کا دنیا میں عالم گیر ہے

آج یہاں یہ مرتبہ حاصل ہے پھر کل حشر میں — روضۂ رضواں میں موتی کا محل تعمیر ہے

نور رخ سے فق ہے چہرا آفتاب چرخ کا — آپ کی صل علی وہ چاند سی تصویر ہے

معدلت گاہ زمانہ ہے در دولت سرا — جسکے شور عدل لرزاں گور میں نوشیر ہے

عہد میں انکے در و یاقوت کی شان اکطرف — خاک تک بھی اس در دولت کی بس اکسیر ہے

تاجدار و تاج بخش باج خواہ و باج گیر — باخدا و متقی و عاشق شبیر ہے

صدمہ ضربت سے رستم خاک میں روپوش ہے — آج وہ بے مثل بیشک آپ کی شمشیر ہے

مرد میداں معرکہ میں آپ سا کوئی نہیں — قدر کیا سہراب کی وہ آج بے توقیر ہے

جب عنایت آپ کی ہے مجھ پہ کل امداد کو — راکب دوش رسول مالک تقدیر ہے

نام نامی شش جہت میں آپ کا مشہور ہے — یہ یقیں ہے خود خجل از صدمۂ تنویر ہے

گردش ایام نے در در پھرایا ہے مجھے — مجھ گدا کی اندنوں حالت بہت تغیر ہے

بندۂ مقبول یزداں آپ سا کوئی نہیں — سرنگوں آٹھوں پہر ہر صاحب توقیر ہے

ہند میں ثانی ترا کوئی نہیں پیدا ہوا — تابع فرمان ہر دم ہر جوان و پیر ہے

آجتک جاری ہے چشمہ فیض کا ہر سمت میں — دہر میں مجبور بس اک بندۂ دلگیر ہے

دہر میں ہے شاد دل ہر شخص فیض عام سے — عالم ایجاد میں اعلیٰ تری توقیر ہے

رات دن یہاں گرم ہے بازار جود و بذل کا — یہ تری دریا دلی دنیا میں عالم گیر ہے

تمت

حالات خورشید جنگ ثانی

تیسرے فرزند اعتصام جنگ مرحوم کے میر وزارت علی خاں المخاطب خورشید جنگ ثانی سنہ ۱۲۶۰ھ میں تولد ہوئے ذی علم و ذی لیاقت صاحب وجاہت با مروت سلیم الطبع آشنا پرست علم معانی و بیان و منطق و صرف و نحو و فقہ میں ممتاز زمانہ تھے اور علم حساب و ہندسہ کے ماہر و قادر بہادر موصوف علمی لیاقت میں فخر خاندان بلکہ باعث افتخار ملک اور صاحب تصنیفات ہوئے۔ بہادر موصوف کی شادی فرزند بیگم صاحبہ بنت دلاور الدولہ مرحوم ابن نور الامرا مغفور سے ہوی۔ بیگم صاحبہ موصوفہ کے بطن سے دو اولاد ہوئے ایک لڑکا کمسنی میں بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ پیدا ہونے کے چند روز کے عرصہ میں انتقال کیا۔ دوسرے فرزند میر دلاور علی خاں صاحب حی القائم ہیں اور دوسرے بطن سے میر دلاور علی خاں صاحب پیدا ہوے میر دلاور علی خاں صاحب کی شادی علی یاور جنگ بہادر کی دختر سے جو اون کی میری بہن ہوتی تھیں ہوی بیگم موصوفہ ایک سال زندہ رہکر بعوارض مختلف انتقال کیں ان کو ایک لڑکی دوسرے بطن سے یعنی جانی بیگم ہے

میر دلاور علی خاں صاحب کی شادی حسینی بیگم صاحبہ بنت میر ضیاء الدین حسین صاحب مرحوم سے جو اون کی چچیری بہن ہوتی ہیں۔ ہوی بطن بیگم موصوفہ سے ایک لڑکا میر وزارت علی اور پانچ لڑکیاں (۱) کلثوم بیگم (۲) کاظم النسا بیگم (۳) فاطمہ بیگم (۴) دردانہ بیگم اور ایک لڑکی حال میں متولد ہوی جس کا نام ابھی نہیں رکھا گیا وجود میں آئی

افسوس ہے کہ میر وزارت علی خاں خورشید جنگ مرحوم بتاریخ ۱۸ شعبان ۱۳۲۱ھ عالم بقا کی
راہ لی اور پسماندگان کو اپنی لیاقت و جوانی کا داغ دیا۔ مرحوم موصوف کی معاش سو روپیہ
منصب سررشتہ سند لعل اور دس ہزار کی جاگیر موضع جامبول قصبہ کارنگی سرکار و صوبہ
محمد آباد بیدر سرکار سے سرفراز تھی جو اون کی اولاد پر بحال ہے۔

چوتھے فرزند اعتصام جنگ بہادر کے میر فرخندہ علی خاں صاحب ۱۲۶۵ھ میں
تولد ہوے اپنے جد بزرگوار اعتضاد الدولہ اور پدر شفیق اعتصام جنگ بہادر کی نگرانی میں
تعلیم و تربیت پاکر صاحب علم و فضل ہوے علوم معقول و منقول و معانی بیان صرف و نحو
فقہ و حساب و ہندسہ و حکمت وغیرہ میں مخر ہم چشمان و باعث ناز ملک اور اخلاق ستودہ
سے عزیز دوستاں و اقربا ہوے۔ صاحب گلشن جعفری صفحہ (۱۵۲) میں ان کے احوال
کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ منجملہ تصانیف ایک ادنی تالیف جو اسبات بقاء نفس ناطقہ
میں فی زماننا ایک رسالہ برقیم کئے ہیں ہدیہ ناظرین کے لئے ضمیمہ کتاب ہذا کیا گیا ہے
قطع نظر اس کے تدریس کتب متداولہ جاری ہے اور مولوی دادی علی صاحب شرف
نے تمیح و توصیف میں صاحب موصوف کے جو قصیدہ صنعت توشیح میں زیب خامہ
فرمایا ہے نامیہ رسالہ مذکور پر مسطور ہے علاوہ ان اوصاف متذکرہ بالا کے عابد و متقی
پابند صوم و صلوۃ تارک منہیات اور ہمدرد غربا صاحب موصوف کی معاش سو روپیہ
ماہوار منصب رکاب سررشتہ راجہ رنچھوڑ رائے میں اور بارہ ہزار کی جاگیر قلعہ بھالم
پرگنہ بھالکی سرکار و دیگر صوبہ محمد آباد بیدر اور خدمت مہتممی بازارات علاقہ صرف خاص
مواجبی دو سو روپیہ سرکار سے سرفراز تھی صاحب موصوف اس خدمت کو تدین سے انجام
دیتے رہے ان کی شادی فرخ بیگم صاحبہ بنت سید علی خاں حیدر نواز جنگ مرحوم سے

۱۲۹۶ء میں ہوئی بیگم صاحبہ موصوفہ کے بطن سے تین فرزند اور ایک دختر وجود میں آئے
(۱) میر مہدی حسین خاں صاحب (۲) میر حیدر علی خاں صاحب (۳) میر عسکر علی خاں
صاحب (۱) محمدی بیگم چار سالہ فوت ہوئی۔ اور دو فرزند صاحب موصوف کے دوسرے
بطن سے ہیں (۱) میر کاظم علی خاں صاحب (۲) میر علی نقی خاں صاحب کی شادی
دختر میر جعفر علی خاں صاحب برادر محکم جنگ مرحوم سے ہوئی ان سے ایک فرزند
میر مہدی علی صاحب اور دو دختر منیر النسا بیگم و زینت النسا بیگم پیدا ہوئے۔

میر مہدی حسین خاں صاحب کی شادی صاحب النسا بیگم دختر وزیر بیگ خاں
قلعدار ملکھیڑ سے ہوئی ان کے بطن سے میر حسین علی میر محمد رضا اور ایک لڑکی فرخ بیگم پیدا
ہوئی فرخ بیگم تخمیناً تین سال زندہ رہکر فوت ہوئے۔ اس لڑکی کے غم والم نے صاحب النسا
بیگم کو زندہ نہ رکھا تخمیناً سات مہینہ کے عرصہ میں انتقال ہوگیا۔ بعد انتقال دختر و زوجہ
میر مہدی حسین خاں صاحب نے بھی عین عالم شباب بتاریخ ۱۱ ماہ رجب المرجب ۱۳۲۲ھ
راہی ملک بقا ہوئے مدفن ان سب کا مقبرۂ بزرگان ہے۔ میر حیدر علی خاں صاحب
کی شادی دلاور النسا بیگم صاحبہ دختر نواب محبوب یار جنگ ناظم الملک مرحوم سے ہوئی
ہنوز کوئی اولاد نہیں ہے۔ خداوند عالم صاحب اولاد کرے۔

میر عسکر علی خاں صاحب کی شادی اولاً دختر نادر بہبود علی مرزا صاحب مرحوم
تعلقدار گلبرگہ سے ہوئی۔ اس شادی کا عجیب و غریب واقعہ یہ ہے کہ بعد رسم جوتھی
دلھن کو خفیف بخار آیا۔ اور رفتہ رفتہ علالت اس قدر بڑھی کہ مرض الموت ہوگیا
کل چار پانچ روز دلھن دولھا کے مکان میں رہی اس کے بعد اپنے باپ کے
مکان میں گئیں اور انتقال کیں۔

میر عسکر علی خاں کی دوسری شادی دختر پرورش علی صاحب خلف سرفراز جنگ مرحوم سے ہوئی بطن بیگم صاحبہ موصوفہ سے ایک لڑکا میر عباس علی متولد ہوا اور دوسرے بطن سے ایک لڑکی عباسی بیگم پیدا ہوئیں۔

میر کاظم علی خاں صاحب کی شادی ہنوز نہیں ہوئی بطن منکوحہ سے ایک لڑکی مہدی ضامن بیگم تراب النسا بیگم متولد ہوئیں۔

میر فرخندہ علی خاں صاحب مرحوم اپنے فرزندوں کی تعلیم و تربیت عربی و فارسی و انگریزی میں پورے توجہ سے کام لیا بفضلہ سب لائق ہیں۔

فرخ بیگم صاحبہ کے انتقال کے بعد میر فرخندہ علی خاں صاحب نے سکینہ بیگم دختر مرزا محمد علی بیگ سے عقد کئے ان کے بطن سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ایک میر جعفر علی دوسرے میر محمد علی صدر النسا بیگم و شمس النسا بیگم پیدا ہوئیں۔

میر جعفر علی دس گیارہ سال کی عمر میں انتقال کیا صدر النسا بیگم کی شادی نور علی خاں صاحب خلف شجاعت علی خاں ابن دلاور الدولہ سے ہوئی اور صاحب اولاد ہے۔ شمس النسا بیگم ہنوز ناکتخدا میر محمد علی سہ سالہ ہے میر علی نقی خاں صاحب و میر کاظم علی خاں صاحب خدمت امناء صفائی میں مشاہرہ یاب ملازم ہیں۔

افسوس صد افسوس شرف خاندان میر فرخندہ علی خاں صاحب مرحوم امراض متضادہ میں علیل ہو کر بتاریخ ۱۲ محرم ۱۳۲۳ھ قریب گیارہ بجے رات کے انتقال فرمایا ۱۲ محرم روز یکشنبہ قریب بارہ بجے دن کے مقبرۂ بزرگان واقع اندرون چادر گھاٹ مدفون کئے گئے۔

پانچویں فرزند اعتصام جنگ بہادر کے میر لیاقت علی خاں صاحب ۱۲۶۶ھ

پیدا ہوئے اپنے بھائیوں کے ساتھ سایہ جد و پدر میں پرورش و تربیت پائے ذی لیاقت
سرکار آصفیہ سے سو روپیہ ماہوار منصب سررشتہ سند رلعل اور موضع نوگاؤں سرکار دگیر
صوبہ محمد آباد بیدر محاصلی دس ہزار روپیہ جاگیر موروثی سے سرفراز رہے صاحب موصوف
عین عالم شباب میں ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۱۰ھ راہی ملک بقا ہوئے ان کے یادگار
میر غضنفر علی بعد انتقال باپ کے جاگیر پدری کے مالک و متصرف ہوئے چونکہ وقت
انتقال باپ کے یکسن تھے جاگیر زیر نگرانی کورٹ آف وارڈز لی گئی۔ راقم الحروف
ہمدردی برادرانہ سے جاگیر نگرانی کورٹ سے علیحدہ کرکے اپنی نگرانی میں لے لیا۔ اور
تعلیم و تربیت مثل اپنے بچوں کے کرانا شروع کیا تھوڑا زمانہ گزرا تھا کہ صحبت ناجنس
کا مجمع اور خودغرض اشخاص انواع و اقسام کے افتراع پردازیاں شروع کئے نتیجہ
آخر یہ کہ مولف جاگیر مذکور اون کے حوالہ کردیا چند روز میں مکان موروثی واقع اندرون
کمان ایلچی بیگ بیع ہوگیا اور محال جاگیر پر ڈگریں آنا شروع ہوئیں قرض خواہوں
کے تقاضہ سے پریشان ہوکر علیل اور ۲۵ ماہ صفر ۱۳۲۲ھ بحالت لاولدی ۲۵ برس
کے سن میں انتقال کیا اس اکلوتے فرزند کے فوت ہو جانے سے میر لیاقت علی خان صاحب
مرحوم کا نام صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔

فرزند ششم اعتصام جنگ بہادر میر غلام حسین خاں صاحب ۱۲۶۶ھ میں
تولد ہوئے زیر سایہ والد بزرگوار تربیت یافتہ ہوکر لایق و فہیم و صاحب مروت خوش
اطوار ہوئے سو روپیہ ماہوار منصب دیوانی سررشتہ سند رلعل اور دس ہزار کے
جاگیرات موضع کیسورام و یلے پلی پرگنہ دیول کنڈہ سرکار بھونگیر صوبہ فرخندہ بنیاد
حیدرآباد و موضع بوپلی سرکار اودگیر صوبہ محمد آباد بیدر و قریہ گلوا پرگنہ نرکھوڑہ

سرکار محمد نگر صوبہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد ۔ باغ و تالاب کنڈ ہیلی ملکی و زرخریدی بزرگان واقع اورنگ آباد و تحملکی رقم حصہ ایک ہزار روپیہ سالانہ از آمدنی قلعہ بھاترہ سرفراز انکی شادی فاطمہ بیگم صاحبہ دختر حسین علی خاں ابن برکات علی خاں عرف بستی صاحب نبیرۂ نقد علی خاں ایجاد مرحوم سے ہوئی ان سے تین فرزند ایک دختر وجود میں آئے ۔

(۱) میر احمد علی خاں صاحب (۲) میر عباس علی خاں صاحب (۳) میر ابراہیم علی خاں صاحب (۱) لاڈلی بیگم صاحبہ لاڈلی بیگم صاحبہ کا تذکرہ احوال میر مہدی حسین علی خاں صاحب خلف میر ضیاء الدین حسین خاں صاحب مرحوم میں ہو چکا ہے ۔ میر احمد علی خاں صاحب کی شادی علی محمد خاں معتمد الدولہ کے پوتی سے ہوئی ان سے گوہر بیگم سید ہاشم میر حسن علی مبارک بیگم یوسف علی پیدا ہوئے ۔

میر عباس علی خاں صاحب کی شادی نبیرہ سید رضی صاحب موسوی خویش میر عالم مرحوم سے ہوئی ان کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا ۔

میر ابراہیم علی خاں صاحب ہنوز ناکتخدا ہیں ۔

دلاور النساء بیگم صاحبہ صبیہ کبیرہ نواب اعتصام جنگ مرحوم کے شادی میر حیات علی خاں اعتصام الدولہ ثالث عرض بیگی حضور پر نور سے ہوئی ان کے بطن سے کئی اولادیں ہوئیں لیکن زندہ نہ رہے ۔ بالآخر بیگم صاحبہ موصوفہ شوہر کی حیات میں انتقال کر گئیں ۔ مدفن ان کا مقبرۂ بزرگان ہے ۔

صبیہ ثانی اعتصام جنگ بہادر کی افضل بیگم صاحبہ ہیں ان کی شادی مرزا شجاعت علی خاں فیضیاب جنگ خلف غالب الدولہ مرحوم سے ہوئی بیگم صاحبہ موصوفہ کے بطن سے ایک فرزند مرزا ذوالفقار علی خاں صاحب عرف ذوالفقار علی خاں صاحب

پیدا ہوے مرزا ذوالفقار علی خاں صاحب کی شادی صلابت بیگم صاحبہ نبیرۂ انوار جنگ
مرحوم داروغہ باورچی خانہ سرکاری سے ہوی ان کے بطن سے ایک دختر سکینہ بیگم صاحبہ
اور ایک لڑکا مرزا جعفر علی صاحب وجود میں آئے۔ اور بطن جہانگیر بی منکوحہ سے
دو لڑکیاں بی بیگم صاحبہ چاندنی بیگم صاحبہ پیدا ہوے۔ اور دوسرے بطن سے رقیہ بیگم
صاحبہ اور مرزا حیدر علی صاحب وجود میں آئے۔ بی بیگم صاحبہ کی شادی مرزا لیاقت علی
صاحب خلف مرزا عالم علی خانصاحب ابن فیضیاب جنگ بہادر سے ہوی اور ایک لڑکا
ان کے بطن سے پیدا ہوا چاندنی بیگم صاحبہ مرزا فرخندہ علی صاحب ابن مرزا عالم علی
خاں صاحب ابن فیضیاب جنگ بہادر سے منسوب ہوئیں ایک فرزند ان کو خدا نے
عطا کیا۔ فیضیاب جنگ بہادر کے خاندان کا مفصل حال مرزا ثابت علی خاں کے
حال میں بوجہ خاندان واحد لکھا جائیگا۔

احوال دختران نواب میر ابراہیم علیخاں خورشید جنگ اعتضاد الدولہ بہادر مرحوم

(۱) لطف النسا بیگم صاحبہ کی شادی کرم جنگ بہادر فرزند وحید الدولہ مرحوم
سے ہوی۔ بطن بیگم صاحبہ موصوفہ سے اولاد نہیں ہوی۔ بحالت لاولدی شوہر
کے سامنے چوتھی محرم ۱۲۹۰ھ انتقال کیں مقبرۂ بزرگان واقع چادر گھاٹ میں دفن ہوا
(۲) سلطانی بیگم صاحبہ کی شادی مرزا ثابت علی خاں بہادر خلف شمس الدین[1]

[1] چونکہ مرزا ثابت علی خاں بہادر کی شادی سلطانی بیگم صاحبہ صبیہ خورد نواب اعتضاد الدولہ مرحوم
سے ہوی نظر برآں بہادر موصوف کے خاندان کا حال بیان کیا جاتا ہے اس خاندان کا سلسلہ امرا
ملک ایران سے ہے۔ حکیم مرزا محمد علوی خاں صاحب المخاطب معتمد الملوک والخاقان بہار الدولہ بہادر
جو محمد شاہ بادشاہ کے طبیب خاص اور نادر شاہ بادشاہ ایران کے معالج ہوے تھے اس خاندان

خاں بہادر مرحوم سے ہوئی مہر ایک لاکھ اشرفی و پچیس دینار سرخ باندھا گیا تاریخ
عقد ۲۹ رمضان المبارک سنہ ۱۲۶۵ھ ہے بطن بیگم صاحبہ موصوفہ سے چار فرزند

کے جد اعلیٰ ہیں جن کے تصانیف علم طب میں مشہور ہیں اور انکا مختصر حالات یہ ہیں۔ مرزا سید محمد ہاشم المخاطب
حکیم سید محمد علوی خاں کے والد حکیم محمد ہادی ابن سید مظفر الدین حسن دہلوی خراسان کے بہت بڑے طبیب
اور فاضل زمانہ تھے خراسان سے دار العلم شیراز میں سکن گزیں ہوئے۔ اوسی زمانہ سے شیراز ان
کے تمام اولاد احفاد کا وطن ہوگیا۔ یہ فن طبابت و جراحی و خوش نویسی و شاعری و نیز دیگر کمالات
میں دستگاہ کامل رکھتے تھے اور مشاہیر ایران کے شعرا میں ہمعصر اور صاحب دیوان تھے سنہ ۱۱۰۱ھ
(۹۵) سال کی عمر میں اس دار فانی سے رحلت فرمائے اور جوار امام زادہ احمد بن حضرت موسیٰ
کاظم علیہ الصلوٰت والسلام المعروف بہ شاہ چراغ میں مدفون ہوئے۔ ان کے دو فرزند تھے۔

(۱) مرزا عبد الحسین خاں (۲) مرزا محمد ہاشم خاں

مرزا عبد الحسین خاں اعلیٰ درجہ کے طبیب حاذق تھے چنانچہ اون کا کمال اس شرح سے بخوبی ظاہر
ہوتا ہے جو قانونچہ پر لکھے ہیں۔

مرزا محمد ہاشم خاں ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۰۸۰ھ کو تولد ہوئے اور اپنے پدر بزرگوار کی
خدمت میں تحصیل علوم کے علاوہ ملا لطف اللہ شیرازی اور خواجہ محمد بیحانی فسائی سے بھی حاصل کرکے
سنہ ۱۱۱۱ھ میں جس وقت اون کا سن تیس سال کا تھا شیراز سے فایز ہندوستان ہوئے اور
قلعہ ستارہ میں شاہ عالمگیر بادشاہ غازی کی شرف ملازمت حاصل کرکے خلعت و منصب سے
سرفرازی پائے۔ اور شہزادہ اعظم شاہ کی خدمت میں متعین ہوئے۔ حکیم محمد شوستری انکی شرافت آبائی
اور کمالات ذاتی پر خیال کرکے اپنی دختران کے ساتھ منسوب کر دئیے اپنے کمالات کے بدولت شاہ
عالم بہادر شاہ کے دوران سلطنت میں علوی خاں کا خطاب اور اضافہ جاگیر و منصب سے سرفراز ہوئے
محمد شاہ کے زمانہ میں وہ معالجات مسیحائی کئے جس سے محمد شاہ نے شش ہزاری منصب
اور تین ہزار روپیہ ماہوار مقرر فرماکر معتمد الملک والخاقان بہاء الدولہ بہادر کا خطاب عطا فرمایا
اس تھوڑے زمانہ میں ملکوں ملکوں شہرت ہوگئی باوجود ہجوم بیماران اور وفور معالجات کے
تصانیف سے کبھی غافل نہیں ہے جملہ تصانیف سے جمع الجوامع ایک کتاب ہے جس سے
تمام طبی مسایل حل ہوسکتے ہیں۔ بہ مقابلہ محمد شاہ سنہ ۱۱۵۱ھ میں جب دہلی فتح ہوئی تو اسکی

(۱) مرزا دلاور علی خاں صاحب (۲) مرزا پرورش علی خاں صاحب (۳) مرزا کاظم علی خاں صاحب (۴) مرزا فیاض علی خاں صاحب وجود میں آئے۔ مرزا دلاور علیخاں

مسرت میں نادر شاہ نے جشن شاہانہ ترتیب دئے عین جشن میں درد سر سے مبتلا ہوے جو لمحہ لمحہ بڑھتا گیا طبیب ہمراہی نے ہرچند معالجہ کیا لاکن سودمند نہ ہوا آخر کار علوی خاں کو طلب فرمایا حکیم موصوف نے بعد دریافت حقیقت حاضری میں تساہل کیا پے در پے حکم جاری ہوے یہاں تک نہایت غضبناک حکم صادر ہوا اس وقت حاضر دربار ہوے بوجہ تاخیر نادر شاہ نے متمرد و سرکش الفاظ سے مخاطب ہوے علوی خاں نے دست بستہ گزارش کی کہ حضور پر نور کے علاج میں مشغول تھا اس جملہ سے نادر شاہ اور بھی پر غضب ہو کر فرمایا کہ یہ علاج کا نیا طریقہ ہے نہ مریض کا سامنا ہوا اور نہ مرض دریافت کیا اور نہ دوا دے پھر علاج میں مشغول کیا عرض کیا کہ حضور انور کو کیا شکایت تھی فرمایا کہ درد سر عرض کیا کہ اب بھی وہ درد باقی ہے تامل کے بعد فرمایا کہ اب تو نہیں پھر عرض کیا کہ یہی علاج تھا اس وقت نادر شاہ بہت خوش ہوے اور سبب مرض و علاج دریافت کئے علوی خاں نے عرض کیا کہ بعد قتل عام و تسلط دہلی بندگانعالی کے دماغ میں مسرت و بشاشت کے انجرات صعود کر گئے تھے ایسے مرض کا علاج دوا کے ذریعہ غیر ممکن تھا لہذا ضرور تھا کہ خاطر اقدس میں پھر کسی قسم کا غیض و غضب پیدا کیا جائے وہ غلام کے بدیر پہونچنے سے حاصل ہو گیا اس دانائی سے نادر شاہ محظوظ ہو کر انتہائے شفقت سے بوعدہ اجازت زیارات و حج اپنے ساتھ ایران لے گئے نادر شاہ کو بوجہ ضعف پیری شکایت امر کی ہو ہی تھی اور ان کی بیگم کے پستان یک جانب بڑھ کر مثل پتھر کے ہو گئے تھے ادویہ کے استعمال سے انکار تھا ان کے معالجہ سے جب ہر دو کو صحت ہو گئی تو انعام و اکرام سے سرفراز فرما کر اجازت زیارات و حج کی عطا کی گئی اس وقت علوی خاں گویا قید نادری سے خلاصی پائے بعد انفراغ دہلی پہونچکر بدستور شریک دربار شاہی رہے ۲۵ رجب المرجب سنہ ۱۱۶۰ھ کو بعمر ۸۰ سال دار الخلافت شاہجہاں آباد میں مرض استسقاء سے انتقال کئے اور حسب وصیت درگاہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ میں دفن ہوے اکثر شعرا انتقال کی تاریخیں کہی ہیں منجملہ یہ پسند عام مصرع ہوا۔ مصرعہ

بر فلک رفت مسیحائے جدید

تاریخ دہلی و وقائع نادری وغیرہ میں یہ حالات درج ہیں۔

صاحب بتاریخ ہشتم محرم ۱۲۶۶ھ متولد ہوئے ان کی تربیت و تعلیم عمدہ ہوئی اور ہر طرح
سے لایق ماسہ روپیہ ماہوار منصب علاقہ دیوانی سے سرفراز تھے اور خدمت متعلی

مرزا ابوالفتح خاں کو خطاب شاہ نواز الدولہ بہادر دربار دہلی سے منصب دو ہزاری دو ہزار سوار و علم
و پالکی عطا ہوا۔ جاگیرات کے علاوہ قلعداری آسور برہان پور سے سرفراز ہوئے مرزا محمد تقی خاں
فرزند مرزا ابوالفتح خاں کو صف شکن خاں مجاہد جنگ بہادر کا خطاب و منصب پنجہزاری و سپہ سالاری
آتش خانہ شاہی عطا ہوا۔ بہ مقابلہ سلطان ابوالحسن تانا شاہ فتح قلعہ گولکنڈہ ہمراہ عالمگیر شریک
جنگ تھے تاریخ عالمگیری وغیرہ میں مفصل حالات درج ہیں مرزا عبدالحسین خاں فرزند مرزا محمد
تقی خاں کو خطاب مجاہد جنگ شاہ نواز الدولہ بہادر کا عطا ہوا نواب میر قمرالدین خاں بہادر
آصف جاہ مغفرت مآب کے ہمراہی کا اعزاز حاصل تھا چنانچہ دہلی سے حیدرآباد لائے گئے اور
جنگ کمڑلہ و حیدر علی نایک و ٹیپو سلطان و باجے راو وغیرہ میں شریک رہے ان کو تین فرزند
(۱) مرزا ابوطالب خاں (۲) مرزا ابوالفضل خاں (۳) مرزا ابو محمد خاں۔ مرزا ابوطالب خاں
کو بوجہ کاردانیت نواب میر نظام علی خاں بہادر غفران مآب آصف جاہ ثانی کے پیشگاہ سے خطاب
اعتبار جنگ بہادر قلعداری دہارور پرگنہ آنبہ جوگائی و نرکہوڑہ و ملکیندل وغیرہ جاگیرات
موروثی محاصلی (۳) لاکھ روپیہ معہ لوازمہ عماری و پالکی و منصب وغیرہ سے سرفراز کئے گئے
ان کو دو فرزند (۱) مرزا محمد علی خاں (۲) مرزا محمد تقی خاں۔ نواب سکندر جاہ بہادر آصف جاہ
ثالث حضرت مغفرت منزل نے مرزا محمد علی خاں کو فیاض جنگ غالب الدولہ بہادر اور مرزا
محمد تقی خاں کو فیضیاب جنگ طالب الدولہ بہادر و خدمت کوتوالی و جاگیرات آبائی سے سرفراز
فرمایا ان کے پانچ فرزند (۱) مرزا حسین علی خاں المخاطب فیضیاب جنگ طالب الدولہ ثانی
(۲) مرزا ذوالفقار علی خاں المخاطب فیاض جنگ غالب الدولہ بہادر ثانی (۳) مرزا قربان
علی خاں المخاطب اعتبار جنگ فیضیاب الدولہ بہادر ثانی (۴) مرزا باقر علی خاں المخاطب
شاہ نواز جنگ شاہ نواز الدولہ بہادر ثالث (۵) مرزا جمال علی خاں المخاطب مجاہد جنگ
بہادر ثالث ہر ایک کو جاگیرات و خدمات علیحدہ عطا ہوئے اور بوجہ کاردانیت مرزا حسن علی
خاں طالب الدولہ ثانی خدمت کوتوالی سے سرفراز ہوئے مرزا ابوالفضل خاں کو خطاب خانی
و بہادری عطا ہوا اور جاگیر موروثی سے سرفراز اون کے فرزند مرزا علی رضا خاں کو بعد عطائے
خطاب خانی و بہادری نواب عالی جاہ بہادر جبکہ نواب میر نظام علی خاں بہادر کا عتاب

محابسی سرکار عالی سے عہد وزارت نواب عماد السلطنت ممتاز ہوئے نا کتخدا بحالت لاولدی باپ کے سامنے انتقال کئے نعش ان کی کربلائے معلی بھیجی گئی۔

(۲) مرزا پرورش علی خاں صاحب عرف مغل صاحب بتاریخ ۲۴ محرم ۱۲۶۷ھ

مرشدزادہ عالی جاہ بہادر پر بتقاضائے مصلحت حراست میں اورنگ آباد سے ۱۲۰۹ھ میں لانے کا صادر ہوا بہادر موصوف اثنائے راہ میں انتقال کئے مرزا علی رضا خاں موصوف اسی وجہ معتوب شاہی ہوئے اور حکم ضبطی جاگیرات و املاک و اسباب و جواہرات وغیرہ جائداد کا شرف صدور پایا خاں موصوف کی کل جائداد داخل سرکار ہوئی۔ ان کے فرزند مرزا ابو الحسن خاں عرف ابن صاحب کو نواب ناصر الدولہ بہادر آصف جاہ رابع حضرت غفران منزل علیہ الرحمہ نے خطاب شمس الدین خاں بہادر عطا فرمائے و نیز جاگیر و منصب و قلعداری اورنگ آباد و گلبرگہ و بیدر و بھونگیر معہ جمعیت احشام و رسالداری سواران مغلیہ معہ اسپ و فیل و جمعداری جوانان عرب و تعلقداری تعلقات سرکاری محاصلی دس لاکھ روپیہ و متفرق خدمات و دیوڑھی مبارک و باغات و تالاب حسین ساگر وغیرہ سے سرفراز فرمائے۔ ان کی یادگار ہر مقام پر باغ آبدار خانہ مسجد باؤلی پل سرا۔ کمان۔ عاشور خانہ وغیرہ موجود ہے شمس الدین خاں بہادر موصوف بتاریخ ۱۰ رمضان ۱۲۸۲ھ انتقال کئے بعد رحلت صاحب موصوف نواب افضل الدولہ بہادر آصف جاہ خامس حضرت مغفرت مکان علیہ الرحمہ ان کے فرزند مرزا ثابت علی خاں کو خدمات سرکاری سے بدستور سابق سرفراز فرمایا۔ جو مرجع سیاہ ہے نواب میر محبوب علی خاں بہادر حضرت غفران مکان علیہ الرحمہ کے پیشگاہ سے خطاب خانی و بہادری عطا ہوا خان موصوف بتاریخ ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۹ھ انتقال کئے بعد انتقال شوہر سلطانی بیگم صاحبہ (۴۳) سال زندہ رہ کر بتاریخ ۴ جمادی الاول ۱۳۶۲ھ انتقال کیں اور سن مولف کی اجازت سے مقبرۂ بزرگان واقع چادر گھاٹ میں قریب قبر اپنے والد بزرگوار نواب اعتضاد الدولہ بہادر مرحوم کے مدفون ہوئیں۔ مخفی نہ رہے کہ مرزا ثابت علی خاں بہادر کی والدہ مبارک بیگم صاحبہ کا سلسلۂ خاندان حضرت خواجہ بندہ نواز رحمتہ اللہ علیہ سے منتہی ہوتا ہے

مرزا ابو محمد خاں کو خطاب خانی و بہادری عطا ہوا اون کے فرزند حسن مرزا خاں کے انتقال کے بعد مرزا محمد تقی خاں عرف کڑوے صاحب فرزند حسن مرزا خاں موصوف کو منصب کو توالی علاقہ صرف خاص کی خدمت عطا ہوئی اور جاگیرات موروثی بحال ہوئے تاریخ معاصر الامرا و عالمگیری و کمن لعل و گلزار آصفی و حدیقۃ العالم و رشید الدین خانی و خورشید جاہی کتب میں حالات مندرجہ بالا ہیں

متولد ہوئے آپ نہایت قابل ذی حلم سخی شجیع صاحب اخلاق ستودہ بردبار عزیز پرور غریب نواز ہیں بتیس ہزار روپیہ محاصل کے جاگیرات ضلع گلبرگہ سے سرفراز آپ کی شادی جہاں آرا بیگم صاحبہ صاحبیہ مرزا یسین علی بیگ خاں بخشی جو نانڈیڑی بیگم صاحبہ دختر اکبر علی خاں ابن رفعت الملک کے بطن سے ہیں قرار پائی۔ صاحبہ موصوفہ سے دو فرزند ہوئے اور کمسنی میں انتقال کر گئے۔

(۳) مرزا کاظم علی خاں صاحب بتاریخ ۱۲ ربیع الثانی ۱۲۵۹ھ پیدا ہوئے مرزا کاظم علی خاں صاحب کی شادی دختر مرزا محمد تقی خاں صاحب عرف کرڑوے صاحب سے ہوی ان کے بطن سے ایک فرزند مرزا سیف علی خاں صاحب اور ایک دختر متولد ہوی صاحب موصوف کی ماہوار ایک سو تیس منصب دیوانی اور جاگیرات پن تنگی وغیرہ محاصلی پندرہ ہزار منجانب اپنی بیوی کے نگراں ہیں مرزا سیف علی خاں صاحب کی شادی دختر میر عسکر علی خاں صاحب خلف میر نثار خاں صاحب مرحوم سے ہوی اور دختر موصوفہ کی شادی مرزا اتراب علی خاں صاحب خلف مرزا فیاض علی خاں صاحب سے ہوی دختر موصوفہ کم و بیش ایک سال زندہ رہ کر بعارضہ زچگی انتقال کیں مرزا کاظم علی خاں صاحب موصوف غرہ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ انتقال کئے۔ مرحوم موصوف کے فرزند مرزا سیف علی خاں صاحب نے من مولف کے نام رقعہ تحریر فرمایا جو درج ذیل ہے:۔

نواب صاحب:۔ اعتصام الدولہ بہادر۔ میرے والد صاحب کا انتقال ہوگیا ہے بوقت انتقال اُن کی وصیت تھی کہ مجھ کو میرے والدہ مرحومہ کے پاس دفن کرنا اس لئے آپ کو اطلاع دیا ہوں کہ آپ قبر کی تیاری کے لئے اجازت دیجئے بہت سرفرازی ہوتی ہے فقط غرہ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ مرزا سیف علیخان خلف مرزا کاظم علی خاں مرحوم

جواب در جناب بھائی صاحب۔ تسلیم۔ بجواب رقعہ دیشب۔ نگارش ہے کہ ہمارے مقبرہ میں آپ کے والد مرحوم کو اون کی والدہ کے بازو میں دفن کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ اعتصام الدولہ

برنبار اجازت راقم مقبرۂ بزرگان واقع چادر گھاٹ میں صاحب موصوف دفن کئے گئے۔

(۴) مرزا فیاض علی خاں صاحب بتاریخ ۸ ذیحجہ ۱۲۸۰ھ پیدا ہوئے میر نثار حسین خاں صاحب مرحوم مولف گلشن جعفری صفحہ (۱۵۶) میں تحریر کرتے ہیں کہ مرزا فیاض علیخاں صاحب کے علم و فضل و تہذیب و اخلاق و مروت و سخاوت کا ایک زمانہ ثناخواں ہے اگر اون کی ہمدردی و فیض رسانی کا مختصر حال لکھا جائے تو باعث طوالت ہے لہذا اسی پر اکتفا کیا گیا۔ انتہا۔

صاحب گلشن جعفری نے اس قدر اختصار فرمایا کہ اصلی حالات کا انکشاف نہ ہوسکا لہذا مولف بھی چند حالات چشم دید مختصر درج ہذا کرتا ہے۔

یوں تو مجلس عزا بلدہ میں ہزارہا ہوتے ہیں اور ہر شخص اعتقاداً بقدر امکان مصارف کا متحمل ہوتا ہے لیکن صاحب موصوف کا حسن سلیقہ اور بصرف ہزارہا روپیہ مجالس عزا کا انتظام خوش اعتقادی کے ساتھ انجام دینا قابل تعریف ہے اولاً یہ کہ جناب مرزا محمد جعفر صاحب المتخلص بہ اَوج خلف ارشد جناب مرزا دبیر صاحب مرحوم اعلی اللہ مقامہٗ کا ابتداءً بلدۂ حیدرآباد میں مسلسل گیارہ سال تک تشریف لانا مجلس عزا کا آغاز سوزخوانی کے ساتھ ہونا عجب دل خراش کیفیت پیدا کرتا تھا دوسرے مکان وسیع و خوشنما فرنیچر و شیشہ آلات سے آراستہ ہر مجلس نفیس

بطرز جدید نہایت خوبصورت حضرت غفراں مکان علیہ الرحمہ کا معہ محلات مبارک و شہزادگان و شہزادیاں بلند اقبال سالانہ ابتدائے مجلس عزا میں پانچ تک شریک اور صاحب مکان کی عزت افزائی و تابعدار نوازی فرمانا و نیز امراء و معززین عام و خاص اشخاص کا مجلس میں حاضر ہونا اور مجلس زنانی کا ترتیب دیا جانا اپنا آپ ہی نظیر تھا بڑی بات یہ ہے کہ ایسی مجلس میں روزانہ طعام ہائے لذیذ و نفیس کا ہر غریب و امیر کے لئے یکساں انتظام کیا جاتا اور سوڈا و لیمونیڈ و برف وغیرہ کا مجلس کے ہر ہر مقام میں رکھا رہنا صاحب موصوف کی کشادہ پیشانی و حسن سلیقہ کی دلیل تھی۔

افسوس کا مقام ہے کہ ایسی بے نظیر مجلس یکایک موقوف ہوگئی وجہ اسکی یہ ہوی کہ بتاریخ غرہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۲۶ھ صبح کے چھ بجے دفعتاً طغیانی رود موسی نے ہزارہا اشخاص کو بے خانماں اور مالداروں کو مفلس بنا دیا۔ صدہا جانیں آب برد ہوگئیں جس کا حساب بجز خدا کے دوسرا نہیں جان سکتا اس طغیانی کی بدولت وہ مکان مجلس جو آراستہ و پیراستہ فرش و فروش و جھاڑ و لنتر سے مزین تھا یا دفعتاً کھنڈر ہوگیا۔ اور جو کچھ اسباب اور اسناد شاہی اور اس کے داخلے تھے برباد ہوگئے

مرزا فیاض علی خاں صاحب کی شادی صاحب النسا بیگم صاحبہ صبیہ اکبر علی خاں عرف مکرم علی ابن سرفراز جنگ مرحوم بطنی طالع یار بیگم صاحبہ سے ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۲ھ میں ہوے چار فرزند اور ایک دختر وجود میں آئے۔ ایک مرزا بہادر علی خاں صاحب (۲) مرزا طاہر علی خاں صاحب (۳) [illegible] امجت علی خاں صاحب (۴) مرزا تراب علی خاں صاحب (۵) روح النسا بیگم صاحبہ مرزا بہادر علی خاں صاحب بتاریخ ۲۰ ذیحجہ سنہ ۱۲۹۶ھ روز دوشنبہ پیدا ہوے مرزا طاہر علی خاں صاحب بتاریخ ۱۸ صفر سنہ ۱۲۹۹ھ روز یکشنبہ وجود میں آئے

مرزا بہجت علی خاں صاحب ۲۳ ربیع الاول ۱۲۹۱ھ کو متولد ہوے مرزا تراب علی خاں صاحب ۲۳ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۳ھ میں پیدا ہوے روح النسا بیگم صاحبہ ۲۲ محرم ۱۳۰۳ھ میں متولد ہوئیں۔ ان کی شادی سید محمد علی خاں بہادر خلف نواب عزیز الدولہ اعتصام الملک ثانی رابع سے ہوی ان سے ایک فرزند سید زین العابدین وجود میں آے۔ ملاحظہ ہو شجرۂ نسب نمبر (۱۵)

شجرۂ نسب نمبر (۱۵)

تذکرہ چہاردہم

در احوال دختران نواب میر غلام حیدر خاں بہادر ممتاز جنگ اعتصام الدولہ اعتصام الملک

محرر اوراق ہذا تذکرہ ہفتم میں تصریح کر چکا ہے کہ نواب میر غلام حیدر خاں بہادر کے تین دختران تھیں یعنے ایک بیگم پادشاہ صاحبہ (۲) نوروز بیگم صاحبہ (۳) زینب بیگم صاحبہ ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ کیفیت عرض کی جاتی ہے۔

(۱) بیگم بادشاہ صاحبہ جنکا نام صاحب گلشن جعفری نے کسی غلطی کے باعث قمر النسا بیگم تحریر کیا ہے مختار الدولہ بہادر سے کتخدا ہوئیں ان سے ایک فرزند سرافراز جنگ بہادر جنکا بیان تفصیلی پچھلے اوراق میں ہو چکا ہے اور ایک دختر فاطمہ بیگم صاحبہ وجود میں آئے فاطمہ بیگم صاحبہ میر اسمٰعیل علی خاں رشید الملک بہادر سے منسوب ہوئیں جنکا تذکرہ تحت تذکرہ اولاد میر محمد علی خاں رشید الدولہ میں گزرا۔

(۲) نوروز بیگم صاحبہ کی شادی تہور جنگ بہادر خلف یاور الملک سے ہوی لیکن نوروز بیگم صاحبہ نے لاولد انتقال کیا اور ان کا سلسلہ نسل منقطع ہو گیا۔

(۳) زینب بیگم صاحبہ کی شادی میر عباس علی خاں[1] نظام یار جنگ نظام یار الدولہ

---

[1] صاحب گلشن جعفری صفحہ (۱۷۰) میں لکھتے ہیں کہ میر عباس علی خاں نظام الملک بہادر ایک عالی خاندان وذی حسب اور امرائے قدیم اولاد دیانت خاں اور [illegible] سے جو [illegible] امرائے شاہی سے گزرے تھے اور ان کا سلسلہ اقامت اکبر بادشاہ غازی سے علی [illegible] نسل چلا آتا ہے چنانچہ کتب سیر و تواریخ مثل قران السعدین وغیرہ [illegible] انتہی۔ اور تحریرات صاحبان تاریخ حال و ہمعصر نے بھی ان کا اس مضمون کے ملاحظہ سے [illegible]

حسام الملک خان خانان سے ہوی ان سے ایک فرزند میر غلام حسین خاں فخر الملک بہادر
اور دو دختر (۱) فخر النسا بیگم صاحبہ (۲) اشرف النسا بیگم صاحبہ ظہور میں آئے۔
فخر النسا بیگم صاحبہ موصوفہ اکبر علی خاں خلف رفعت الملک مرحوم سے کتخدا ہوئیں
اور اشرف النسا بیگم صاحبہ ضیاء الدولہ خلف ضیاء الملک سے منسوب ہوئیں۔
میر غلام حسین خاں بہادر فخر الملک سنہ ۱۲۳۲ھ میں پیدا ہوے بعد رسم تسمیہ خوانی
اوستادان باکمال تربیت و تعلیم کے واسطے مقرر ہوے چند سال میں اکثر علوم و فنون
مروجہ میں مہارت حاصل کی اور خط نسخ وغیرہ کے نکات اپنے ماموں میر عباس علیخاں
اعتصام الملک بہادر ثانی سے معلوم کرکے خوشنویسی میں بھی ید طولیٰ حاصل کئے بہادر موصوف
جامع جمیع اوصاف و اخلاق سخاوت و شجاعت زہد و تقویٰ میں ممتاز تھے فن تاریخ
سے خاص اون کو دلچسپی تھی تین لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیر اور سات سو جمعیت ہمراہی
سے سرفراز و کامیاب رہے۔
میر غلام حسین خاں فخر الملک بہادر کی شادی زہرا بیگم صاحبہ دختر میر کاظم علی خاں
مختار الدولہ بہادر سے ہوی بطن بیگم موصوفہ سے ایک دختر عزیز النسا بیگم صاحبہ عرف
دولہن پاشاہ پیدا ہوئیں اور دوسرے بطن سے دو دختر اور دو فرزند وجود میں آئے
(۱) حیدری بیگم صاحبہ (۲) حسینی بیگم صاحبہ (۱) نواب میر اسد علی خاں نظام یار جنگ
نظام یار الدولہ حسام الملک خانخاناں بہادر (۲) میر سرفراز حسین خاں صفدر جنگ
مشیر الدولہ فخر الملک بہادر۔ صاحب گلشن جعفری لکھتے ہیں کہ میر غلام حسین خاں

ہوتا ہے کہ میر عباس علی خاں خانخاناں سنہ ۱۸۰۱ء میں بشرکت میر عالم بہادر فیما بین سرکار
نظام و سرکار کمپنی استحکام عہود و مواثیق کے واسطے حسب الطلب گورنر جنرل سمت کلکتہ
تشریف لے گئے اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہو کر واپس ہوے یہ سفر عہد نواب

فخر الملک بہادر ۱۲۷۱ھ میں بہ شکایت ضیق النفس جہان فانی کو وداع کیا اور صاحب دبدبۂ نظام اون کے انتقال کا ۱۲۷۵ھ تحریر کرتے ہیں بہر حال بہادر موصوف کی نیکی اور خوش وضعی کا زمانہ معترف ہے اور سن انتقال ۱۲۷۱ھ صحیح ہے۔

عزیز النسا بیگم صاحبہ عرف دولہن بادشاہ کی شادی نواب میر تراب علی خاں سر سالار جنگ شجاع الدولہ مختار الملک بہادر مدار المہام ریاست دکن سے جن کے حالات مختصر طور پر مقدمۂ کتاب ہذا اور درمیان کتاب میں بیان کئے گئے ہیں قرار پائی اون کی اولاد کا احوال بھی تحت تذکرہ بہادر موصوف ہو چکا ہے۔

(۲) حیدری بیگم صاحبہ کی شادی امداد جنگ بہادر فرزند شاہ یار الملک سے ہوی مگر افسوس ہے کہ بیگم موصوفہ لاولد انتقال کر گئیں۔

(۳) حسینی بیگم صاحبہ میر بہادر علی خاں سطوت جنگ سے کتخدا ہوئیں ایک

میر نظام علی خاں غفران مآب میں ہوا تھا بعد واپسی از سفر ہند کو سرکار نے خطاب و جاگیرات سے سرفراز فرمایا نواب سکندر جاہ بہادر نے جشن سالگرہ کی تقریب میں خطاب منصب پنجہزاری و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و نوبت سے افتخار بخشا۔

عہد نواب سکندر جاہ بہادر آصف جاہ ثالث میں پنڈاروں نے ہر طرف ہنگامہ و فساد برپا کر کے ممالک محروسہ سرکار آصفیہ کے بعض تعلقہ لوٹے اور دوں کی دست برد کی ویران ہو گئے رعیت نالاں حکام حیراں و سرگرداں تھے سرکار نے خان خانان موصوف کے ہمراہ پندرہ ہزار سوار و پیادہ کو کے رفع شورش کے واسطے روانہ کیا بہادر موصوف نے اس گروہ شقاوت پیشہ کی قرار واقعی سرکوبی کر کے ملک میں امن قایم کیا اور خلق و حکام و رئیس وقت کی خوشنودی حاصل کی عہد نواب ناصر الدولہ بہادر میں خطاب اور منصب ہشت ہزاری ہفت ہزار سوار اور جاگیر سے سرفراز و ممتاز ہوے اس عہد میں جمعیت دو ہزار سواران عرب افغان و اختیار زی خانخانان موصوف کے ہمراہ رہتے تھے ان پر سرکار ممدوح الصدر کے عہد میں تقرب ہے بہادر ممدوح نے ۱۲۶۱ھ ہشتاد سال کی عمر میں کمال عزت و احترام سے زندگی بسر کر کے آخرت کی راہ لی میر غلام حسین خاں فخر الملک بہادر جو بطن اطہر زینب بیگم صاحبہ صبیہ اعتصام الملک بہادر سے تھے خانخانان مرحوم کے قایم مقام ہوے معتصم جنگ اعتصام الملک

فرزند میرداور علی خاں بہرام جنگ بہرام الدولہ بہادر وجود میں آئے بہرام الدولہ بہادر
لایق ذی علم واستعداد خوش خلق صاحب جرات وسخاوت ہیں ۔ بہ گزاشت صاحب
موصوف حسینی بیگم صاحبہ نے انتقال کیں ۔

میر اسد علی خاں بہادر فرزند کلاں فخر الملک بہادر ۱۲۸۱ھ میں پیدا ہوئے انکی
تاریخ پیدایش کا ایک قطعہ سید تفضل حسین صاحب علا نے بہت خوب لکھا ہے سے

بہ فخر الملک خالق داد فخر العصر فرزندے ۔۔۔ بلے فرزند فخر الملک شد فخر العصر می باید
عطا چوں ہست ایں مولود با اقبال فخر العصر ۔۔۔ اگر تاریخ ہم گویند مختر العصر می باید

میر اسد علی خاں بہادر کی عمر سات سال کی تھی کہ اون کے والد ماجد فخر الملک نے
انتقال کیا ۔ شفقت پدری اور نگرانی وتربیت آبی کا لطف نہ اٹھایا مگر بہ برکاتِ الہی
سر سالار جنگ بہادر تھے کہ ان کے حال کی جانب قدرت نے متوجہ کرنے کے سامان کر دئے
سر سالار جنگ بہادر کے زیر نگرانی وانتظام میر اسد علی خاں بہادر کی ایسی عمدہ تعلیم ہوی
کہ علم عربی وفارسی وخوشنویسی وغیرہ میں لایق تسلیم کئے گئے اور سر سالار جنگ بہادر
کے ساتھ سیر وسیاحت لندن وغیرہ بھی کرلی جس سے ہر طرح کا تجربہ اور پختگی حاصل
ہوی سر سالار جنگ بہادر نے میر اسد علی خاں بہادر کی شادی کا اہتمام کیا دیدار النسا
بیگم صاحبہ دختر نواب نیر جنگ اشجع الدولہ سے نسبت قرار پائی میر فدا علی صاحب
اور میر صلابت علی صاحب خیر خواہان وملازمان میر اسد علی خاں بہادر کے مشورہ
سے بہ اجازت سر سالار جنگ بہادر انصرام واہتمام تقریب شادی نہایت
تکلف وخوبی سے ہوی یہ بات مانی ہوی ہے کہ میر اسد علی خاں بہادر کی شادی
مخصوص تقریبات بلدہ میں سے شمار کی جاتی ہے ۔

بعد شادی ایک فرزند میر بضاعت حسین خاں بہادر اور ایک دختر وجود میں آئے میر بضاعت حسین خاں شجاع الملک بہادر حیات رہے و دختر متذکرہ کی حیات نے وفا نہ کی اور دیدار النسا بیگم صاحبہ والدہ میر بضاعت حسین خاں بہادر نے بھی بہت جلد حالت شباب میں یعنے سنہ ۱۳۰۱ء میں اس جہان ناپایدار کو وداع کیا میر بضاعت حسین خاں شجاع الملک سنہ ۱۲۹۸ء میں پیدا ہوے تعلیم و تربیت اپنے والد ماجد کی نگرانی و ظل عطوفت میں پائے اور عربی و فارسی و انگریزی میں لایق ہوے اور بغرض سیر و سیاحت روم و مصر و کربلائے معلیٰ وغیرہ کا سفر کیا جس سے طرح طرح کا تجربہ حاصل ہوا میر بضاعت حسین خاں شجاع الملک بہادر کے دو فرزند اور ایک دختر ہوی (۱) میر کاظم حسین (۲) میر لطف حسین (۳) اسد النسا بیگم (۱) میر کاظم حسین خاں صاحب ۴ شوال سنہ ۱۳۱۰ء کو پیدا ہوے اور (۲) میر لطف حسین خاں صاحب ۱۹ صفر سنہ ۱۳۱۱ء کو عالم وجود میں آئے (۳) اسد النسا بیگم ۲ شعبان سنہ ۱۳۱۲ء کو پیدا ہوئیں بہادر موصوف کی شادی فخر الملک بہادر کی صبیہ کبیرہ سے ہوی بیگم موصوفہ کے بطن سے تین فرزند (۱) میر افتخار حسین خاں صاحب (۲) میر تجمل حسین خاں صاحب (۳) میر زیارت حسین خاں صاحب اور ایک دختر وجود میں آئی۔ افسوس ہے کہ بہادر موصوف عین عالم شباب میں بمقام نیلگری انتقال کئے نعش مرحوم ریل میں لائی گئی اور دائرہ میر مومن صاحب میں بغرض امانت رکھی گئی بعد ازاں کربلائے معلی سونپے گئے۔

دوسری شادی میر اسد علی خاں خان خاناں بہادر کی خیر النسا بیگم صاحبہ صبیہ نواب وقار جنگ ابن نواب اشجع الدولہ مرحوم سے سنہ ۱۳۰۱ء میں ہوی ان معظمہ کی بطن سے ایک فرزند کمال الدین حسین خاں متولد ہوے نواب خانخاناں بہادر ڈہائی لاکھ روپیہ آمدنی کے جاگیرات ذات و فوج سے سرفراز و نیز خدمت وزیر افواج سرکار عالی سے ممتاز خدمت

مذکورہ کی ماہوار دو ہزار پانسو روپیہ خزانہ عامرہ سے ملتی ہے بہادر موصوف تمام صفات سے متصف علی الخصوص تواضع و تکریم احباب میں شہرۂ آفاق اور سخاوت میں انتخاب اور ہنر شناسی میں مشہور سخن فہم و سخن سنج اور خوشنویسی میں استاد کامل ہیں۔

(۲) دوسرے فرزند نواب میر غلام حسین خاں نواب فخر الملک بہادر کے نواب میر سرفراز حسین خاں صفدر جنگ مشیر الدولہ فخر الملک ثانی ۱۲۸۰ھ میں پیدا ہوئے بہادر موصوف بھی ذی استعداد لیاقت قانونی و رموز دفاتر میں ماہر و تجربہ کار زمانہ دراز سے وزیر عدالت سرکار عالی ہیں بہادر موصوف کی شادی نیر النسا بیگم صاحبہ صبیہ نواب سعید الملک بہادر صوبہ دار بلدہ سے جو بطن حسینی بیگم صاحبہ دختر مختار الدولہ مرحوم سے ہیں ۱۲۹۳ھ میں انصرام پائی۔ بطن بیگم صاحبہ موصوفہ سے پانچ فرزند اور چار دختر وجود میں آئے (۱) میر اکرام حسین خاں غازی جنگ (۲) میر مکرم حسین خاں فخر جنگ بہادر (۳) میر صفدر حسین خاں رئیس یار جنگ بہادر (۴) میر دیانت حسین خاں رئیس جنگ بہادر (۵) میر امانت حسین خاں شہنواز جنگ بہادر (۶) فخر النسا بیگم صاحبہ (۷) صفدر النسا بیگم صاحبہ (۸) مشیر النسا بیگم صاحبہ (۹) قمر طلعت مہر ار بیگم صاحبہ۔ بہادر موصوف اپنے فرزندوں کی تعلیم و تربیت میں کمال توجہ فرمائے اور صرف کثیر گوارا کرکے چار فرزندان موصوف الصدر کو کم عمری میں بغرض تعلیم و تربیت روانہ لندن فرمایا۔ فرزندان موصوف شہزادگان لندن کے ساتھ مدرسہ خاص میں داخل ہو کر تعلیم پائے یہ اعزاز بہادر ممدوح کے لئے مخصوص ہے۔

فخر الملک بہادر کی جاگیرات ذات و فوج ارث پدری ڈھائی لاکھ روپیہ سالانہ سے سرفراز اور مشاہرہ معین المہامی عدالت دو ہزار پانسو روپیہ ماہانہ خزانہ عامرہ سے ملتے ہیں بہادر ممدوح نہایت مخیر خلیق عقیل و صائب الرائے ہیں۔

واضح ہو کہ بعض خانوادوں میں بعض حضرات جن کا تعلق قرابت مولف کے جدی سلسلہ سے ہے اون کے حالات خواہ کتنے ہی مجمل و مختصر تحریر کئے جائیں مگر اس ایک کتاب میں تمام و کمال احوال اور اون کے کارناموں کی گنجایش نہیں ہے تاوقتیکہ ایک ایک علیحدہ جلد خاص نہ کی جائے کیونکہ ان حضرات کے ذاتی و صفاتی حالات اور اون کے کارگزاریاں واقعات متعلقہ میں اس قدر ہیں جیسے کہ بڑے کارپردازان وزرا و عمال ریاست کے ہوا کرتے ہیں مثلاً نواب سر سالار جنگ مختار الملک مرحوم نواب شہاب جنگ افتخار الملک بہادر نواب فخر الملک بہادر نواب خان خاناں بہادر نواب خورشید جنگ مرحوم ثانی نواب میر فرخندہ علی خاں مرحوم ملاحظہ ہو شجرہ نسب نمبر (۱۶)

شجرہ نسب نمبر (۱۶)

میر غلام حیدر خاں ممتاز جنگ اعتصام الملک

(۱) بیگم بادشاہ صاحبہ (۲) نوروز بیگم صاحبہ لاولد فوت (۳) زینب بیگم صاحبہ

(۱) سرافراز جنگ بہادر
(۲) فاطمہ بیگم صاحبہ

(۱) میر غلام حسین خاں فخر الملک (۲) فخر النسا بیگم صاحبہ

(۱) مبارک بیگم (۲) والدہ ... (۳) کمال یار جنگ ...

(۱) عزیز النسا بیگم صاحبہ فردوس آباد شاہ (۲) حیدری بیگم صاحبہ لاولد فوت (۳) حسینی بیگم صاحبہ (۴) میر سعد علیخاں خان خانان بہادر (۵) نجم النسا بیگم صاحبہ

(۱) نور النسا بیگم
(۲) سلطان بخت بیگم صاحبہ

میر اعظم علیخاں بہرام جنگ بہرام الدولہ

(۱) میر بقا حسین خاں (۲) میر کمال الدین حسین خاں صف الملک کمال جنگ شجاع الملک

(۱) میر تراب علیخاں صاحب (۲) میر زین العابدین خاں (۱) بلقیس جہاں بیگم (۲) سلطان جہاں بیگم صاحبہ

(۱) میر ناظم حسین خاں (۲) میر ... (۳) میر ...
(۴) میر افتخار حسین خاں صاحب (۵) میر ... حسین خاں صاحب
(۵) میر سرفراز حسین خاں فخر الملک (۶) میر ذوالفقار حسین خاں صاحب

(۱) میر اکرم حسین خاں بہادر غازی جنگ (۲) میر کرم حسین خاں (۳) میر صفدر حسین خاں بہادر فخر جنگ (۴) میر ریاست حسین خاں بہادر رئیس یار جنگ (۵) میر ... حسین خاں رئیس جنگ (۶) ... مشہور جنگ
(۶) فخر النسا بیگم صاحبہ (۷) صفدر النسا بیگم صاحبہ (۸) قیصر النسا بیگم صاحبہ (۹) طلعت مہرا بیگم صاحبہ

تذکرہ پانزدہم

دراحوال میر رضا علی خاں فرزند چہارم میر محمد کاظم خاں رضوی۔

میر رضا علی خاں بہادر عزم کرکے فائز پونہ ہوئے اور راجہ پونہ کے دربار میں پہونچے راجہ پونہ ان کے خاندانی اعزاز ولیاقت ذاتی سے واقف ہوا قدردانی فرماکر اپنے ملازمون میں میر رضا علی خاں بہادر کو داخل کرلیا علاوہ تنخواہ فراخور حال کے موضع بان گری محال ملی چھ ہزار سالانہ کی جاگیر ذات عطا فرمایا۔ میر رضا علی خاں بہادر سے قیام پونہ میں بہت سے کارنمایاں ظہور میں آئے جو باعث خوشنودی راجہ واہلکاران پونہ اور ذریعہ تقرب واختصاص واعزاز ہوئے۔

میر رضا علی خاں کے ایک فرزند میر محمد عرف میر بابا بعد انتقال اپنے والد میر رضا علیخاں بہادر کے مالک ومتصرف جاگیر پدری کے ہوئے اور جاگیر ہی کو اپنا مسکن قرار دیکر عزلت نشین رہے میر محمد موصوف کی کوئی اولاد نرینہ نہ ہوی دو دختر ہوئیں اون دختروں کی اولاد پانگیری مذکور میں اقامت پذیر رہے۔

کہا جاتا ہے کہ میر رضا علی خاں بہادر کے دوسرے بیٹے میر صفدر المعروف شاہ روشنضمیر تھے صاحب گلشن جعفری نے ان کا حال اس طرح لکھا ہے کہ میر صفدر علی خان بہادر المعروف شاہ روشنضمیر کو عہد حضرت غفرانمنزل نظام علی خاں بہادر آصف جاہ ثانی میں جبکہ مشیر الملک ارسطو جاہ بہادر پونہ سے واپس حیدرآباد ہوئے راجہ موصوف سے پروانگی لیکر اپنے ہمراہ لیتے آئے اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ راجہ پونہ کے دربار میں

میر صفدر علی کو بڑا رسوخ تھا ارسطو جاہ بہادر کی مخلصی میں انھوں نے سعی بلیغ فرمائی
اور اپنی کوشش میں کامیاب ہوئے لہ

اور قیام پونہ میں ارسطو جاہ بہادر کا رفیق بجز میر صفدر علی کے اور کوئی نہ تھا۔
جبکہ حیدر آباد میں ارسطو جاہ بہادر کے ساتھ میر صفدر علی وارد ہوئے اور یہاں
کے رسم کے بموجب پیر دیدار کا کونڈا کیا گیا تو اس نیاز میں وہلہ اول میں بجز حضرت مغفرت
منزل اور ارسطو جاہ بہادر اور میر صفدر علی کے چوتھا شخص کوئی نہ تھا اوسی نیاز کے
جلسہ میں ارسطو جاہ بہادر کی سفارش سے پانسو روپیہ ماہوار منصب سررشتہ شمیو پرشاد
بہادر سے حسب الحکم حضور پر نور جاری ہوئے اور خطاب خانی و بہادری کا عطا ہوا۔
اس زمانہ میں خاص خاص مہمات میں میر صفدر علی خاں بہادر سے کارہائے

لہ تواریخ دکن کے ملاحظہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ غلام سید خاں مشیر الملک ارسطو جاہ اعظم الامرا عہد نواب
آصف جاہ ثانی میں مدار المہام تھے چونکہ ۱۲۰۸ھ سے پیشتر کچھ ملک جنگ وجدل میں تصرف اہالی پونہ
میں آگیا تھا اوس کی واپسی کی فکر میں حضور پر نور کو ارسطو جاہ بہادر نے مستعد جدال پونہ کیا اور اس
عزیمت سے قبل مہادیوجی سندھیا رئیس گوالیار دمالوا کو بھی موافق کر کے پونہ کی طرف طلب کیا تھا
لیکن جب ماہ جمادی الاول ۱۲۰۸ھ میں حضور پر نور عازم پونہ ہو چکے اور بعض وجوہ سے قیام ہوا اور
کوچ میں تعویق ہوئی اس اثنا میں مہادیوجی سندھیا کا انتقال ہو گیا اور بعض اشخاص ریاست
آصفیہ کو اہل پونہ نے موافق کر لیا کہ عین وقت پر اون نمک حراموں نے تائید کرنے میں دیر کی حضور
پر نور نے ایک لاکھ تین ہزار سوار و پیدل وغیرہ لیکر سوار کھرڈلہ میں اقامت گزیں ہوئے پونہ کی طرف
سے کہ اس وقت سوائے مادھوراو کم عمر نوجوان راجہ تھا معہ دیگر سرداران پونہ مثل تکوجی ہول کر
و پرس رام بہادر و رگھوجی بھونسلا و نانا پھڑنویس دیوان ریاست اور دولت راو سندھیا
جو قایم مقام مہادیوجی سندھیا ہوا تھا وہ بھی نوجوان اور بڑی قوت فوجی رکھتا تھا یہ سب قریب
تین لاکھ سوار اور پیدل وغیرہ کے ساتھ سواد کھرڈلہ میں مقابل ہوئے اور دونوں لشکروں میں
مقابلہ ۱۰ ارشعبان روز جمعہ ۱۲۰۹ھ کو واقع ہوا تمام دن جنگ تیر و تفنگ و شمشیر قایم رہی

نمایاں ظہور میں آئے ارسطوجاہ بہادر اپنی ذات سے بھی بہادر مذکور کو دوسو روپیہ
ماہوار عنایت فرماتے تھے۔ میر صفدر علی خاں موصوف نہایت خوش وضعی وعزت
سے بسر کی اور صاحب موصوف خوش وضع خوش اخلاق قوی ہیکل تھے تیراندازی
میں انھیں بڑا کمال تھا ایک سو اٹھارہ سال کی عمر میں بھی جوانوں کی سی قوت اون میں
تھی سنہ ۱۲۰۳ھ میں میر صفدر علی خاں موصوف نے انتقال فرمایا ان کا مدفن قطبی گوڑہ متصل
باغ جلال الدولہ ہے میر صفدر علی خاں بہادر کے مختلف ازواج سے دس فرزند اور نو دختر
ہوئیں (۱) میر کاظم علی (۲) میر رضا علی (۳) میر تقی علی (۴) میر عباس علی (۵) میر دلاور علی
(۶) میر حیدر علی (۷) میر ذوالفقار علی (۸) میر گوہر علی (۹) میر روشن علی (۱۰) میر مہدی علی
(۱۱) نور جہاں بیگم (۱۲) بڑی بیگم (۱۳) فاطمہ بیگم (۱۴) شمشیر بیگم (۱۵) سکینہ بیگم (۱۶) تاج بیگم

لہ اور طرفین کے لشکروں نے داد جوانمردی کی دی جب رات ہوگئی جنگ موقوف ہوی حضور پرنور
جنگ وجدل میں بڑے صاحب تجربہ ہوگئے تھے تاریکی شب میں قلعہ کھرڈلہ کی جانب روانہ ہوگئے قلعہ
وہاں سے چھہ کوس پر تھا تمام رات میں یہ مسافت طے ہوی صبح کے وقت کھرڈلہ میں خود بدولت داخل
ہوے لشکر مخالف صبح کو مطلع ہوا اور لشکرگاہ سے چلکر قلعہ کی جانب آیا اور محاصرہ ہوا جنگ محاصرہ
میں بائیس یوم گزر گئے کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا پھر مرہٹوں کی جانب سے پیغام صلح وآشتی کا درمیان
آیا مرہٹوں نے کچھہ ملک اور تین کروڑ روپیہ نقد اور مشیر الملک اعظم الامرا کو طلب کیا چونکہ بانی
جنگ تھے بدرجہ مجبوری شرائط قبول کئے گئے اور ارسطوجاہ بہادر کو ہاتھی پر سوار کرکے روانہ کردیا
حضور آصف جاہ ثانی پینتیس لاکھہ روپیہ کا ملک صوبہ اورنگ آباد اور محالات پایاں گھاٹ و پرگنہ
جات صوبہ محمد آباد بیدر مرہٹوں کو دیکر دستاویزیں لکھہ کر اور زر نقد کا وعدہ فرماکر قلعہ کھرڈلہ
سے جانب حیدرآباد نہضت افروز ہوے اور قوم مرہٹہ ارسطوجاہ بہادر کو لیکر پونہ کی جانب منعطف
ہوی پونہ پہونچنے کے بعد پہلے دن نانا پھڑنویس دیوان ریاست سے ارسطوجاہ بہادر کی ملاقات
اور گفتگو ہوی اور اسی روز اسی وقت راجہ پونہ مادھوراؤ کے دربار میں بھی ارسطوجاہ بہادر پہونچے
اور ہر جگہ پر ارسطوجاہ بہادر سے عزت وتوقیر کا سلوک کیا گیا اور ایک باغ نا آراستہ وخراب

(۱۷) خیر النسا بیگم (۱۸) دادی بیگم (۱۹) مہ بیگم۔

ان میں سے (۷) میر ذوالفقار علی و (۸) میر گوہر علی (۹) میر روشن علی و (۱۰) میر مہدی علی صاحبان اولاد ہوئے باقیماندہ نے حالت لاولدی میں انتقال کیا۔

میر حیدر علی فرزند کلاں کے دو لڑکے ہوئے تھے جنکے نام میر قمر علی اور میر غلام علی تھے مگر وہ بھی لاولد فوت ہوگئے۔ میر مہدی علی کے چار فرزند ہوئے اور ایک دختر میر بہادر علی میر طالب علی میر عنایت علی میر احمد علی جانی بیگم لیکن افسوس ہے کہ یہ سب لاولد فوت ہوگئے (۱۲) بڑی بیگم کی اولاد قطبی گوڑہ واقع حیدرآباد میں موجود ہے (۷) میر ذوالفقار علی کے دو فرزند ہوئے اور تین دختر میر دلدار علی میر حسن علی یہ دونوں لاولد فوت ہوئے تیسرے سردار بیگم چوتھے جونی بیگم پانچویں مہدی بیگم سردار بیگم لاولد فوت ہوئیں جوتھے

میں انھیں رہنے کو جگہ دی گئی ایک ہزار جوان بار پلٹن انگریزی وضع اور ایک ہزار جوانان عرب کی گرد باغ مذکور کے حراست رہی علاوہ اس فوج باقاعدہ کے بہت سے خدام و شاگرد پیشہ اور تقریباً ایکسو شرفا موسوم بہ مرد آدمی پہرہ پر متقرر کئے گئے اور قدغن تھا کہ کوئی شخص بجز ان آدمیوں اور شاگرد پیشہ کے اندرون باغ جانے نہ پائے اور جو کوئی ان میں سے اندرون باغ جائے کوئی کاغذ نوشتہ لیکر داخل نہ ہو تلاشی لے لیجائے ان اشخاص میں جو مرد آدمیوں میں سے تعینات تھے چند اشخاص کے نام مشہور ہیں مثل حافظ یار جنگ اسمٰعیل یار جنگ لال علی خاں لعل محمد خاں رحمان نواز جنگ رفیق یار جنگ کہ اس وقت میں یہ لوگ بے مقدور اور منصب و خطاب سے عاری تھے تین سال تک اعظم الامرا ارسطو جاہ بہادر اس باغ حراست میں رہے کوئی پرسان حال نہ ہوا اور کوئی صورت رہائی کی بہ ظاہر نہ تھی آخر رجوع بہ جانب قادر مطلق کیا اور دعائے سیفی کا ورد شروع کیا جس روز دعائے سیفی کا چلہ ارسطو جاہ بہادر نے تمام کیا اسی دن ہرکارہ نے خبر دی کہ سوائے مادھو راؤ راجہ پونہ کے کوٹھے سے پتنگ اوڑانے میں گر کر مر گیا دعا ارسطو جاہ بہادر کی مقبول ہوئی یعنے اون کی استدعا یہی تہی کہ پونہ میں صورت انقلاب اور حکام میں تغیر و تبدل پیش آئے۔ مادھو راؤ کے انتقال کے بعد حقداران و وارثان ریاست میں تین شخص تھے باجی راؤ

جونی بیگم و مہدی بیگم کی شادیاں یکے بعد دیگرے میر باقر علی نبیرہ حیدر نواز جنگ میر زین العابدین کے ساتھ ہوی جونی بیگم سے صرف ایک فرزند سید زین العابدین پیدا ہوے اون کی اولاد موجود ہے اور مہدی بیگم سے دو فرزند اور دو دختر وجود میں آئے ایک میر مہدی حسین دوسرے میر محمد علی تیسرے فاطمہ بیگم چوتھے حیدری بیگم۔ (۸) میر گوہر علی فرزند میر صفدر علی خاں بہادر کی تین شادیاں ہوئیں زوجۂ اول سے ایک میر کاظم علی دوسرے رحیمہ بیگم وجود میں آئے میر کاظم علی لاولد انتقال کئے۔ رحیمہ بیگم کی شادی میر جعفر علی نبیرہ ہوکیے سے ہوی اون سے ایک فرزند اور ایک دختر یعنے میر کوثر علی و ضامن بیگم پیدا ہوے۔ ضامن بیگم کی شادی میر واجد علی صاحب برادر خورد نجم الدولہ سے ہوی ان سے ایک دختر وزیرا بیگم پیدا ہوئیں جو کہ میر عبد العلی صاحب پسر میر مہر علی صاحب سے منسوب ہوئیں

(۱) وچمنہ آپا ایک ماں سے اور امرت راؤ دوسرے بطن سے یہ ہر سہ فرزند رگھناتھ راؤ مرہٹہ کے تھے رگھناتھ راؤ سے ناظرین کتاب ہذا پچھلے اوراق میں واقف ہو چکے ہیں نانا پھڑنویس متذکرہ بدر نے ان ہر سہ پسران رگھناتھ راؤ کو قلعہ پونہ میں مقید کر رکھا تھا مادھو راؤ کے انتقال کی خبر سنکر ارسطو جاہ بہادر نے ایک رقعہ لال علی خاں بہادر کے ذریعہ نہایت حفاظت و اخفا سے دولت راؤ سندھیا کی خدمت میں پہونچایا جس کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ نانا پھڑنویس کا ارادہ یہ ہے کہ امرت راؤ کو جو طفل ناچیز ہے مسند نشین کرے ایک طفل کو مسند نشین کرنا خلاف مصلحت ہے باجے راؤ کہ عمر تمیز رکھتا ہے اوسی کو مسند نشین کرنا چاہئے آیندہ آپ کی جیسی مرضی دولت راؤ نے اس تجویز کو پسند کیا اور رقعہ کا جواب باصواب لکھا اس معاملہ میں ارکان ریاست میں باہم اختلاف عظیم واقع ہوا ایک طرف نانا پھڑنویس دوسری جانب دولت راؤ سندھیا باقی اشخاص دونوں کے طرفدار ان دونوں فریقوں کے درمیان آتش اختلاف کی مشتعل کرنے والے ارسطو جاہ بہادر تھے اس اثنا میں ایک ذریعہ رسوخ اور خوشنودی دولت راؤ کا یہ بھی ہوا کہ ارسطو جاہ بہادر کے پاس ایک گھوڑا نہایت عمدہ تھا خیر خواہان ارسطو جاہ نے دولت راؤ رئیس نوجوان کو پہلے سے گھوڑے کی تعریف کر کے مشتاق کر رکھا تھا ایک دن

دوسری شادی میر گوہر علی کی دختر میر احمد علی شہید اکبر آبادی سے ہوی اور ان سے ایک
فرزند میر محسن علی پیدا ہوے زچگی کی حالت میں زوجۂ ثانی میر گوہر علی کا انتقال ہوگیا
میر محسن علی باحیات ہوے فارسی و عربی میں اچھی لیاقت حاصل کی انگریزی تلنگی اور
مرہٹی سے بھی ماہر ہوے شعر بھی کہتے ہیں تخلص اون کا محشرؔ ہے علاوہ منصب کے عہدۂ
تحصیلداری پر بھی مامور ہوے میر محسن علی کی شادی مہدی بیگم دختر کلاں میر ولایت علی
صاحب سے ہوی ۔ تیسری شادی میر گوہر علی کی دختر میر سبحان علی سے ہوی اون سے دو
فرزند اور دو دختر ہوے ایک میر پرورش علی دوسرے میر سرفراز علی تیسرے ڈولا بیگم
چوتھے حیدری بیگم میر سرفراز علی ناکتخدا فوت ہوے میر پرورش علی کی شادی دختر
میر فدا حسین منصبدار رکاب سے ہوی ڈولا بیگم میر حسین علی نبیرۂ میر محمد حسین خاں مرحوم

وہ میر و شکار کو سوار ہوا تو اوسے فرودگاہ ارسطو جاہ بہادر پر لے آئے بہادر موصوف نے معہ دیگر اسباب
عمدہ کے وہ بے نظیر گھوڑا کہ تمام ساز و یراق مرصع و زرین سے آراستہ تھا نذر راجہ کر دیا غرضکہ
ارسطو جاہ کو مرہٹوں کی کوتاہ اندیشی خود غرضی اور باہمی عناد و نفاق سے یہاں تک آزادی
خود مختاری اور تقویت حاصل ہوی کہ تقریباً ایک لاکھ سپاہی وہاں ملازم رکھ کر اور کچھ حیدر آباد
سے طلب کرکے پونہ کے باہر ٹھیرے اور دولت راؤ وغیرہ کے مشیر و ندیم اعظم اور حل و عقد میں
ایک فریق غالب کے دست راست ہوگئے یہاں تک کہ ارکان پونہ میں سے بعض کو بعض کی ہوابازی
سے قید و اسیر کیا اور مثل ایک رکن ریاست کے تائید کرتے رہے اور ارکان پونہ میں سے جس
کسی نے ارسطو جاہ سے مشورہ لیا اوسے ایسی صلاح دی کہ سر دست بہتر و مفید معلوم ہوی اور ثانی الحال
اس کے عمل سے اوسے نقصان پہونچا اور ارسطو جاہ کی مقصد براری ہوی ۔

اگرچہ دولت راؤ سندھیا کی گروہ کو غلبہ ہوا اور باجی راؤ مسند نشین ہوگیا اور نانا پھرنویس
کی گروہ کو شکست ہوی اور نانا جان بچا کر خود پونہ سے فرار ہوگیا لیکن بعد مسند نشینی و فراری نانا
پھڑنویس وغیرہ یعنے انتظام دلخواہ دولت راؤ کے باقیماندہ ارکان میں بھی فتنہ و فساد بغض و
عناد قایم ہوگیا آخر اہالی پونہ نے انجمن مشورت قایم کرکے یہ غور کیا کہ باعث اس نا اتفاقی و جنگ کا

سے کتخدا ہوئیں اون سے ایک فرزند میر سجاد علی اور ایک دختر شہزادہ بیگم پیدا ہوئی

(۸) حیدری بیگم کی شادی میر شہریار علی خاں صاحب فرزند رشید الملک مرحوم سے ہوی ان سے ایک دختر فاطمہ بیگم پیدا ہوئیں اور حالت زچگی میں حیدری بیگم فوت ہوگئیں اور بعد چند ماہ کے فاطمہ بیگم بھی گزر گئیں۔

(۹) میر روشن علی فرزند میر صفدر علی خاں کی شادی دختر سرور علی خاں فرزند حسام الدولہ مرحوم سے ہوی ان سے دو دختر پیدا ہوئیں اور حیات ہیں

کہا گیا ہے بعد بحث و فکر ثابت ہوا کہ باعث تمام عناد و نفاق کا ارسطو جاہ کی فتنہ پردازی ہے لہذا ان کو یہاں سے رخصت کرنا چاہیے بھلا وہ بغیر حصول مقصد کے کیونکر رخصت ہوسکتے تھے رخصت ہوے تو اس طرح سے کہ سند معافی چوتھ صوبہ بیدر و گزاشت محالات قلعہ دولت آباد اور اقرار نامہ تین کروڑ روپیہ کا بنام حضور آصف جاہ ثانی لیکر اور ایک کروڑ روپیہ جو ارسطو جاہ بہادر نے مہاجنان پونہ سے قرض لیکر وہاں کے ضروریات میں صرف کیا تھا وہ رقم نانا پھڑنویس کے ذمہ کرکے اور بہت سا نقد و جواہر امرا اور راجگان سے رخصتانہ میں وصول کرکے حیدر آباد واپس ہوے نہ صرف اپنے ملازموں اور ماتحتوں کے ساتھ بلکہ اون اشخاص مرد آدمی کو جنکی فہرست اوپر گزری اور میر صفدر علی خاں بہادر کو بھی لیتے آئے پس تاریخ کی رو سے کوئی کوشش خاص خدمت راجہ پونہ میں میر صفدر علی خاں بہادر کی مخلصی ارسطو جاہ بہادر کے متعلق ثابت نہیں ہوی کیونکہ کوئی راجہ قابل وقوع اقتدار اس وقت پونہ میں نہ تھا لیکن یہ ممکن ہے کہ میر صفدر علی خاں بہادر نے مثل رگھوتم راو اور لال علی خاں وغیرہ کے اوس ہنگامہ متقل آرائی اور کد و کاوش و برہمی کاروبار پونہ میں جو ارسطو جاہ بہادر کو درپیش تھا تائید کی ہو جس کا صلہ ارسطو جاہ بہادر نے وہ کیا جو میں پہلے اوراق میں بیان کر چکا اعظم الامرا ارسطو جاہ بہادر حضور نواب آصف جاہ ثانی کے ابتدا سے رفیق و شریک حال و مشیر و مصاحب رہے اور دم آخر تک خیر خواہ ریاست جان نثار سرکار آصف جاہ ثانی تھے بہادر موصوف

تذکرۂ شانزدہم

دراحوال سید غلام محمد خاں بہادر فرزند پنجم میر محمد کاظم خاں رضوی ولد آبائی واولادشان

سید غلام محمد خاں عہد نواب میر نظام علی خاں آصف جاہ ثانی میں چھ ہزار کی جاگیر ذات موضع پاٹودہ وشالہ تعلقہ اودگیر اور خطاب خانی و بہادری سے سرفراز ہوئے اور ہمیشہ اپنی جاگیر میں سکونت پذیر رہے سید غلام محمد خاں بہادر نہایت قابل ذی علم و بردبار و باوقار شخص تھے تیر اندازی میں بے مثل سیاق میں کمال رکھتے تھے بہادر موصوف کی شادی آمنہ بیگم دختر خانوادہ جہانگیر یار جنگ بہادر سے ہوی اون سے پانچ فرزند

بعد رحلت حضور آصف جاہ ثانی بہت جلد آپ کو اون کی خدمت میں پہونچادیا کہ دونوں مالک وملوک کے انتقال میں چند ہی روز کا تفاوت ہے بعد واپسی اعظم الامرا کو ارسطو جاہ کا خطاب ہوا واقعی انھوں نے ارسطو اور لقمان کی فطرت کا نمونہ دکھایا اون کے خیرخواہ ریاست اور محب وطن ہونے میں کوئی شک نہیں ہے مورخ لکھتا ہے کہ جب ارکان پونہ نے اعظم الامرا کو حیدرآباد سے جمعیت طلب کرنے کی اجازت دی تو ارسطو جاہ کو اس قدر خوشی ہوی کہ قریب شادی مرگ کے ہوگئی اور جس وقت ایک چھوٹا سا سردار ابتداءً تھوڑی سی جمعیت لیکر قریب پہونچا تو اس سردار آصفی کے انتظار میں دو بجے تک صبح کا کھانا تناول نہیں کیا جب وہ سردار پہونچگیا تو اس کے ساتھ کھانا کھایا اور شکر خدا بجا لاکر کہا کہ آج مدت مدید کے بعد مجھے خوش نصیبی سے وہ دن نصیب ہوا ہے کہ میں اپنے ہم وطن اور دوستان قدیم کے ساتھ کھانا کھاتا ہوں کم سے کم اتنا تو انسان کو محب وطن اور خیرخواہ دولت ہونا چاہیئے۔

معتصم جنگ عرف اعتصام الدولہ

اور ایک دختر وجود میں آئے (۱) سید باقر علی (۲) سید مبارک علی (۳) سید رستم علی (۴)
سید امام علی (۵) سید رضا علی (۶) دردانہ بیگم عرف بی اماں صاحبہ خان موصوف اسی برس
برس کے سن میں انتقال فرمایا مدفن اون کا مقبرہ جہانگیر یار جنگ بمقام اودگیر ہے سید امام علی اور سید رضا علی لاولد انتقال کئے

فرزند دومی سید مبارک علی بعد اپنے پدر بزرگوار سید غلام محمد خاں بہادر کے
جاگیر مذکورہ موروثی پر قابض ہوے۔ سید مبارک علی کی شادی عباسی بیگم صبیہ
سید نواز علی جاگیردار جہالی پرگنہ سے ہوی اون سے چھ فرزند اور ایک دختر وجود میں
آئے (۱) میر امیر علی (۲) میر رستم علی (۳) میر ذوالفقار علی (۴) میر کاظم علی (۵)
میر غلام علی (۶) میر عباس علی (۷) تیلی بیگم - میر کاظم علی فرزند چہارم سید مبارک علی
ابن سید غلام محمد خاں بہادر ابن میر محمد کاظم خاں رضوی لاولد ساٹھ سال کی عمر تک
زندہ رہے تیسرے میر ذوالفقار علی فرزند سید مبارک علی موصوف کی شادی دختر حمیدہ صاحب
برادر قاضی راجورہ سے ہوی ان کو ایک فرزند اور ایک دختر پیدا ہوے غلام علی اور
بی بیگم یہ دونوں فرزند و دختر موضع باٹودہ تعلقہ اودگیر میں مقیم رہے - میر رستم علی فرزند
دویم سید مبارک علی کے ایک فرزند اور ایک دختر ہوئیں میر امیر علی - بسم اللہ بیگم یہ بھی
موضع باٹودہ جاگیر موروثی میں مقیم تھے میر غلام علی فرزند پنجم کے ایک فرزند میر اسمٰعیل
اور ایک دختر موضع مذکور میں ۱۲ و ۱۳ سال کی عمر کے بعد تک موجود تھے۔

میر غلام علی موصوف معاش پدری سے سرفراز ہوے میر امیر علی فرزند اول
سید مبارک علی کی شادی سردار بیگم بنت میر جعفر علی ابن سید باقر علی ابن سید غلام محمد خاں
سے ہوی لیکن میر امیر علی بعد شادی بحالت لاولدی عین عالم شباب میں انتقال کیا
اون کی اہلیہ بہ حالت بے شوہری زندگی بسر کئے میر عباس علی فرزند ششم سید مبارک علی

نے تیس سال کی عمر میں بہ مقام حیدرآباد مرض وبا میں مبتلا ہوکر انتقال کیا مدفن انکا دائرہ میر مومن صاحب میں ہے ایک فرزند اون کے ہوا تھا وہ بھی بعمر ہفت سالگی گزر گیا
تیلی بیگم دختر سید مبارک علی صاحب کی نسبت سید غلام محمد ابن سید باقر علی سے ہوی اور صاحب اولاد ہوئیں اون کی اولاد کا تذکرہ سلسلہ اولاد سید باقر علی ابن سید غلام محمد میں کیا جائیگا۔ سید رستم علی فرزند سوم سید غلام محمد خاں منجانب رشید الدولہ بہادر قلعداری دولت آباد پر مقرر تھے اس وجہ سے ہمیشہ سید رستم علی سکونت پذیر دولت آباد رہے اور انکا انتقال بھی وہیں ہوا مقبرہ اون کا اون کی اہلیہ کا شاہ پلنگ کوش انصاری کے چبوترہ پر نہایت عمدہ تعمیر ہوا ہے سنگ سرخ کی چوکھنڈی اور سنگ مرمر کی تختی ہے جس پر منور بیگم کندہ ہے سید رستم علی مرحوم کی یادگار اون کے فرزند امام علی ہیں۔
سید باقر علی فرزند اول سید غلام محمد خاں بہادر بعد انتقال اپنے والد کے موضع سنالہ جاگیر موروثی پر قابض و متصرف ہوے اور اب تک جاگیر مذکورہ اونکی اولاد کے تقبض و تصرف میں ہے۔
سید باقر علی اسی سال کی عمر میں انتقال کئے مدفن اون کا مقام اودگیر مقبرہ جہانگیر یار جنگ میں ہے سید صاحب موصوف نے تین فرزند اور ایک دختر چھوڑے (۱) میر جعفر علی (۲) میر غلام محمد (۳) میر زین العابدین (۴) شہربانو بیگم میر غلام محمد فرزند دوم سید باقر علی ابن غلام محمد خاں کی عمر ساٹھ سال سے زیادہ ہوی میر غلام محمد کی شادی تیلی بیگم صبیہ میر مبارک علی ابن میر غلام محمد خاں سے ہوی اون سے ایک فرزند اور تین دختر وجود میں آئے (۱) میر حیدر علی (۲) شہزادہ بیگم (۳) امیرا بیگم (۴) عمدہ بیگم یہ سب موضع سنالہ جاگیر میں سکونت پذیر ہے۔

میر زین العابدین فرزند سوم سید باقر علی کی عمر ساٹھ سال سے زاید ہوی اونکی ایک دختر حیات النسا بیگم ہیں۔ حیات النسا بیگم کی شادی میر محبوب علی ساکن راجورہ سے ہوی
میر جعفر علی فرزند اول سید باقر علی کی عمر اٹھاون سال سے زاید ہوی۔ میر جعفر علی کی شادی حیات بیگم بنت اکبر علی دیسکھ ہونسہ تعلقہ راجورہ سے ہوی اور اون کے تین فرزند اور تین دختر ہوئیں (۱) سید باقر علی (۲) سید حیدر علی (۳) میر خورشید علی (۴) موتی بیگم (۵) فاطمہ بیگم (۶) سردار بیگم۔

سردار بیگم کی نسبت میر عباس علی پسر میر مبارک علی سے قرار پائی۔ میر عباس علی کا بہت جلد انتقال ہوگیا اور سردار بیگم نے بے شوہری میں عمر گزاری۔

احوال دردانہ بیگم عرف بی بی انصار دختر سید غلام محمد خان فرزند میر محمد کاظم خان رضوی آبادی رحمہم

دردانہ بیگم صاحبہ کی شادی میر رحیم علی صاحب سے ہوی میر رحیم علی صاحب نجیب معزز و محترم خاندان سیادت و منصبداران شاہی سے تھے ان سے تین فرزند پیدا ہوے۔

(۱) میر تراب علی (۲) میر دلدار علی (۳) میر چراغ علی۔

میر تراب علی عرف امیر صاحب سو روپیہ کے منصبدار سررشتہ تیغ رائے میں اور خطاب خانی و بہادری سے سرفراز تھے ذی استعداد لایق انھوں نے اپنی عمر کمال عزت و آبرو سے بسر کی ان کی شادی حاجی بیگم بنت حاجی محمد بیگ سے ہوی اون سے ایک فرزند اور دو دختر ظہور میں آئے (۱) میر مظہر علی عرف باشاہ صاحب (۲) بھکاری بیگم (۳) گوری بیگم۔ میر تراب علی خاں بہادر نے ماہ جمادی الثانی ۱۲۷۳ھ میں انتقال کیا اون کا مدفن دائرۂ میر مومن صاحب میں ہے گوری بیگم کی شادی میر سجاد علیخاں

منصبدار سے ہوی اون کے ایک فرزند اور دو دختر ہوئیں (۱) میر عبد الحسین (۲) حاجی بیگم (۳) کنیز حسین بعد اس کے گوری بیگم کا انتقال ہوگیا۔ بھکاری بیگم بعد انتقال اپنی ہمشیر کے میر سجاد علی خاں موصوف الصدر سے بیاہی گئیں اور میر سجاد علی خاں بعد اس کے انتقال کر گئے بیگم موصوفہ بحالت بیوگی ولاولدی بقیہ زندگی بسر کی۔ میر مظہر علی عرف پادشاہ صاحب ماہوار منصب پدری سے سرفراز ہوے اور سررشتہ راجہ شیوراج بہادر بہادر علاقہ رکاب عالی میں مامور۔ میر مظہر علی کے دو فرزند اور دو دختر ہوئیں (۱) میر محمد علی (۲) میر امانت حسین (۳) آفتاب بیگم (۴) سکینہ بیگم۔

آفتاب بیگم کی شادی میر عباس علی نبیرہ جعفر یار جنگ سے ہوی اور صاحب اولاد ہوئیں۔ سکینہ بیگم کی نسبت میر احمد حسین نبیرہ میر امجد علی خاں سے ہوی۔

میر ولدار علی فرزند دوم دردانہ بیگم صاحبہ پیشگاہ نواب ناصر الدولہ بہادر سے خطاب خانی و بہادری اور سو روپیہ کا منصب رکاب عالی سررشتہ راجہ تیجرائے میں سرفراز ہوے۔

میر ولدار علی خاں بہادر کی دو شادیاں ہوئیں پہلی شادی سلطانی بیگم صاحبہ صبیہ شہباز جنگ سے ہوی اون سے ایک فرزند سید فدائے مہدی اور ایک دختر رحمت النسا بیگم پیدا ہوے۔

دوسری شادی خاں مذکور کی فاطمہ بیگم سے ہوی اون سے دو فرزند (۱) میر حسن عسکری عرف حسن صاحب (۲) میر ریاست علی اور دو دختر (۱) طاہرہ بیگم (۲) سردار بیگم پیدا ہوے میر ولدار علی خاں بہادر سنہ ۱۲۷۶ھ میں انتقال کئے مدفن اون کا دائرہ میر مومن صاحب میں ہے۔ سید فدائے مہدی ناکتخدا ہے اور کربلائے معلی کی مجاورت اختیار کرکے وہیں بسر کی۔ سرکار آصفیہ سے پچاس روپیہ ماہوار منصب جاری تھی

مشارالیہ سنہ ۱۳۱۱ھ میں بہ مقام مذکور انتقال کئے اور وہیں سپرد خاک ہوے۔

رحمت النسا بیگم کی شادی میر تہور علی خاں جلال الملک بہادر سے ہوی افسوس ہے کہ بعد شادی کے چند عرصہ میں بیگم مذکورہ بحالت لاولدی عالم بقا کی راہ لی۔

میر حسن عسکری عرف حسن صاحب پچاس روپیہ ماہوار منصب رکاب سرکار عالی سررشتہ تیج رائے میں مامور ہوے میر مذکور کی شادی مہدی بیگم صبیہ بندہ علی بیگ منصبدار سے ہوی اون سے ایک دختر عباسی بیگم اور ایک فرزند میر ضامن علی وجود میں آے۔

میر حسن عسکری عرف حسن صاحب سنہ ۱۳۰۴ھ میں انتقال کر گئے مدفن اون کا دائرہ میر مومن صاحب ہے عباسی بیگم کی شادی جناب مولوی سید بندہ حسن صاحب خلف الصدق جناب مولوی سید نیاز حسین صاحب سے ہوی ان سے دو فرزند (۱) سید افضل حسین (۲) سید غلام حسین پیدا ہوے۔

میر ضامن علی ماہوار منصب پدری سے بہرہ ور اور عین عالم جوانی میں بگذاشت اولاد راہی دارالبقا ہوے۔

میر ریاست علی فرزند سوم میر دلدار علی خاں بہادر پچاس روپیہ ماہوار منصب پدری سے سرفراز ہوے سنہ ۱۳۱۲ھ میں ایک دختر صغرا بیگم اپنی یادگار چھوڑ کر وفات کر گئے

سردار بیگم دختر میر دلدار علی خاں بہادر کی شادی سید تراب علی سے ہوی۔

میر چراغ علی خاں بہادر عرف دولہا صاحب فرزند سوم دردانہ بیگم صاحبہ پیشگاہ حضور نواب ناصر الدولہ بہادر سے بہ خطاب خانی و بہادری اور سو روپیہ ماہوار منصب رکاب عالی سے سرفراز و کامیاب ہوے اور مہتمم اصطبل دیوانی تھے۔

میر چراغ علی خاں بہادر کی شادی بھوری بیگم صاحبہ سے ہوی اون سے

ایک فرزند میر تہور علی خاں جلال الملک بہادر اور ایک دختر پتھرو بیگم صاحبہ وجود میں آئے
میر چراغ علی خاں بہادر بعد انتقال اہلیہ اولی دو تین عقد کی دو دختر دوسرے ازواج
سے ہوے ایک کلثوم بیگم دوسرے رمضانی بیگم خانمذکور بکمال عزت و وقار سے زندگی
بسر کرکے اسی سال کی عمر میں اس جہان ناپائدار کو چھوڑا مدفن اون کا دائرہ میر مومن
صاحب میں ہے۔

پتھرو بیگم کی شادی میر فدا حسن ابن میر احمد علی خاں مازندرانی سے ہوی بعد
چند سال شادی کے فدا حسن صاحب مذکور نے انتقال کیا پتھرو بیگم صاحبہ بحالت بیوگی
عرصہ تک زندہ رہکر بحالت لاولدی انتقال کئے۔

کلثوم بیگم دختر امیر چراغ علی خاں بہادر میر اسد علی نبیرہ فدوی احمد خاں
سے منسوب ہوئیں لیکن لاولد انتقال کرگئیں۔

رمضانی بیگم دختر میر چراغ علی خاں بہادر کی شادی میر شہسوار علی خاں نبیرہ میر مسیح الدولہ
سے ہوی اور صاحب اولاد ہوئیں۔

میر تہور علی فرزند میر چراغ علی خاں بہادر ابن دردانہ بیگم صاحبہ پوتی میر محمد کاظم
خاں رضوی کم سنی سے نواب مختار الملک سر سالار جنگ بہادر کی خدمت میں رہکر جوان ہوئے
اور نواب صاحب کے عہد وزارت میں مہتمم فیل خانہ دیوانی بہ مشاہرہ ساڑھے تین سو
روپیہ ماہوار ہوے اور تین سو روپیہ ماہوار منصب سررشتہ رنچھوڑ رائے سرکار سے عطا ہوی
اور دو سو اسی روپیہ ماہوار بہ نام روانہ خوری اسپان خزانہ خانگی نواب مختار الملک
بہادر سے ملتی تھی بعد وفات نواب سر سالار جنگ مغفور بیشگاہ حضور پرنور نواب
میر محبوب علی خاں بہادر آصف جاہ سادس سے خطاب خانی و بہادری مختار یار جنگ

۱۳۰۰ھ میں عطا ہوا اور ۱۳۰۶ھ میں خطاب جلال الدولہ مخاطب ہوئے اور ۱۳۱۱ھ
میں بخطاب جلال الملک مفتخر و مباہی ہوئے جلال الملک بہادر کی دوسری شادی بہادر النسا
بیگم صاحبہ دختر میر محمد خاں سے ہوی میر محمد حسین خاں اقربائے نواب میر عالم بہادر سے
تھے بطن بیگم موصوفہ سے ایک فرزند میر ریاضت علی اور دو دختر (۱) وزیرا بیگم (۲) نجبا در
بیگم پیدا ہوئے۔

وزیرا بیگم صاحبہ کی شادی مرزا نادر علی خاں صاحب ابن غالب الدولہ مرحوم سے
ہوی ان کے بطن سے ایک فرزند مرزا حسن علی خاں مجاہد جنگ بہادر اور ایک دختر
طالع یاور بیگم متولد ہوئے۔ نجبا در بیگم صاحبہ دختر دویم کی شادی میر غلام سید صاحب
فرزند میر مومن علی صاحب تعلقدار سے ہوی ان کو تین فرزند (۱) میر مومن علی صاحب
(۲) سید غلام محمد صاحب (۳) سید دوستدار علی صاحب اور ایک دختر مالن بیگم صاحبہ
پیدا ہوئیں۔ میر ریاضت علی فرزند نواب میر تہور علی خاں جلال الملک صغر سنی
سے زیر نگرانی و پرورش سر سالار جنگ بہادر رہے مدرسہ عالیہ میں عربی و فارسی
و انگریزی کی تحصیل کئے اور بوجہ لیاقت اولاً آپ کا تقرر اتالیقی اعلحضرت بندگانعالی
نواب میر محبوب علی خاں بہادر پر ہوا اور اس کے چند روز کے بعد صدر مہتمم تعمیرات
صرف خاص کی خدمت عطا ہوی بعد انتقال نواب سر سالار جنگ بہادر توجہات
اعلحضرت بندگانعالی سے خدمات سابقہ کے علاوہ مہتممی بگھیخانہ حضوری و سیاہ
و ہر کارگان و خطاب خانی و بہادری محبوب یار جنگ ناظم الدولہ ناظم الملک متعز بہم
الاقران ہوئے محبوب یار جنگ ناظم الملک بہادر کی تنخواہ منصب چار سو روپیہ
سر رشتہ پنچوترائے سے مقرر تھی علاوہ منصب کے خدمات مذکورہ کے ماہوارات

دو ہزار روپیہ خزانہ صرف خاص سے سرفراز بہادر موصوف نہایت لایق و بامروت خوش اخلاق تھے اور اکثر اشخاص کو اون کی ذات سے نفع پہونچتا تھا اہل علم وکمال کی قدردانی حیثیت کمال سے فرماتے تھے اور ملک میں ہر طرح سے نیکنام تھے بہادر ممدوح شجیع سخی خوشخلق بردبار متین وصحیح معاملہ فہم زینت دربار تھے افسوس ہے کہ ایسے شخص یکایک دوسری شوال سنہ ۱۳۲۲ھ میں انتقال کیے تمام شہر کو اون کی مہاجرت کا سخت صدمہ و ملال ہوا۔

ناظم الملک بہادر کی شادی کاظم النسا بیگم صاحبہ سے ہوی بیگم موصوفہ بہادر ممدوح کی حقیقی ماموں کی بیٹی ہیں ان کے بطن سے دو فرزند (۱) میر سجاد علی (۲) میر لطف علی خاں سرتاج جنگ بہادر اور چار دختر (۱) قمر النسا بیگم صاحبہ (۲) کبریٰ بیگم صاحبہ (۳) اولاد النسا بیگم صاحبہ (۴) چاندنی بیگم صاحبہ وجود میں آئے اور دو دختران دوسرے بطن سے (۱) کریم النسا بیگم صاحبہ (۲) حمید النسا بیگم صاحبہ۔

قمر النسا بیگم صاحبہ کی شادی میر حسین علی خاں صاحب خلف سید علی خاں حیدر نواز جنگ مرحوم سے ہوی ان کے بطن سے ایک فرزند سید علی اور دو دختر (۱) حشمت النسا بیگم (۲) فاطمہ بیگم وجود میں آئے۔

حمید النسا بیگم صاحبہ کی نسبت مجھ محرر اوراق ہذا سے ہوی بیگم موصوفہ سوم رمضان سنہ ۱۳۲۰ھ انتقال کر گئیں اون سے دو اولاد پادشاہ بیگم صاحبہ دوسرے فاطمہ بیگم صاحبہ سے ہوی۔ ان کا تذکرہ میر ابراہیم علی خاں اعتضاد الدولہ میں کیا گیا ہے۔

کبرا بیگم صاحبہ کی نسبت سنہ ۱۳۲۶ھ میں بعد انتقال حمید النسا بیگم صاحبہ موصوفہ مجھ ہیچمدان سے ہوی افسوس ہے کہ ۹ ذی قعدہ سنہ ۱۳۲۳ھ بروز یکشنبہ بیگم موصوفہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ بطن مرحومہ سے دو لڑکیاں ایک پیدا ہوتے ہی مر گئی

اور دوسری بعد انتقال مرحومہ دو مہینہ دس روز کی ہو کر انتقال کیں اس لڑکی کا نام ودانا
بیگم رکھا گیا تھا۔ کریم النسا بیگم کی شادی سید عباس حسین صاحب ابن ڈاکٹر مرزا علی خاں
مخاطب بہ حکیم الممالک سے ہوی ان سے دو لڑکیاں (۱) اعظیم النسا بیگم صاحبہ (۲) تراب النسا
بیگم صاحبہ پیدا ہوے اعظم النسا بیگم صاحبہ کی شادی میر عابد علی خاں صاحب خلف
میر نثار حسین خاں صاحب مرحوم سے ہوی ان کی اولاد کا حال تذکرہ رشید الملک مرحوم
میں بیان ہو چکا۔ تراب النسا بیگم صاحبہ کی شادی میر قربان حسین خاں صاحب خلف
حسین نواز جنگ مرحوم سے ہوی ان سے لڑکی پیدا ہوی ہنوز کمسن ہیں ولاور النسا بیگم
صاحبہ میر حیدر علی خاں صاحب خلف میر فرخندہ علی خاں صاحب ابن اعتصام جنگ مرحوم
سے منسوب ہوی ہنوز لا ولد ہیں۔

چاندنی بیگم عرف گوری بیگم سید غلام محمد صاحب ابن میر غلام سید صاحب سے
بیاہی گئیں اور صاحب اولاد ہیں۔ میر لطف علی خاں سراج جنگ بہادر کی تعلیم مدرسہ
عالیہ میں ہوی انگریزی فارسی اردو کی لیاقت قابل اطمینان ہے چند مراتب زمانہ
رخصت ناظم الملک مرحوم میں خدمات سرکاری کے انچارج رہے بعد رحلت ناظم الملک
مرحوم از راہ قدردانی و نوازش خسروانہ سرکار اقدس نے خدمت صدر مہتممی تعمیر
صرف خاص و بگیخانہ و داروغگی گرد مبارک وسیاہا وغیرہ منصرمانہ سرفراز فرمایا۔
خدمات مفوضہ کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے اور ماہوار منصب پانسو
روپیہ ذات و ایکسو پچہتر منصب جدی سے سرفراز ہیں اور تین سو روپیہ ماہوار انعام
دانہ خوری اسپاں خانگی سرکار نواب سالار جنگ بہادر سے ملتے ہیں ناظم الملک مرحوم
کی یادگار باغ سیف آباد جس میں چار قطعہ مکانات عالی شان اور محاذ کی اس

باغ کے دامن نوبت پہاڑ میں ایک بنگلہ موسوم تہور کا مکان اور ایک باغ لنگر پلی میں اور ایک محل سرا و دیوان خانہ قریب منڈی میر عالم کے ہے اور اسی کے محاذی اور دو قطعہ مکانات ہیں۔

شجرۂ نسب نمبر (۱۷)

میر چراغ علی خاں بہادر

- (۱) میر تہور علیخاں جلال الملک بہادر
- (۲) تہور بیگم — لاولد فوت
- (۳) کلثوم بیگم — لاولد فوت
- (۴) رمضانی بیگم

میر تہور علیخاں جلال الملک بہادر:

- (۱) وزیرا بیگم
- (۲) بختاور بیگم
- (۳) میر ناصر علیخاں ناظم الدولہ محبوب جنگ ناظم الملک

وزیرا بیگم:

- (۱) حسن علیخاں مجاہد جنگ
- (۲) طالع یاور بیگم

بختاور بیگم:

- (۱) میر مومن علی
- (۲) سید غلام محمد
- (۳) سید محمد دار علی
- (۴) مالن بیگم

میر ناصر علیخاں:

- (۱) میر سجاد علی کمسن فوت
- (۲) میر لطف علیخاں سرتاج جنگ بہادر
- (۳) کریم النسا بیگم
- (۴) حمید النسا بیگم
- (۵) قمر النسا بیگم
- (۶) کبرا بیگم
- (۷) دلاور النسا بیگم
- (۸) چاندنی بیگم

میر لطف علیخاں سرتاج جنگ بہادر:

- (۱) میر سعادت علی
- (۲) بتول بیگم

تذکرہ ہفدہم در احوال دختران جناب میر محمد کاظم خاں رضوی دولت آبادی

میر محمد کاظم خاں مرحوم کی چار بیٹیاں تھیں (۱) نور النسا بیگم صاحبہ (۲) مریم بیگم عرف منا (۳) حمید النسا بیگم صاحبہ (۴) منی بیگم صاحبہ۔ نور النسا بیگم صاحبہ اور مریم بیگم صاحبہ جلالت

لاولدی انتقال کیں۔

۳۔ سید النسا بیگم صاحبہ کی شادی میر حیدر قلی خاں سے ہوئی میر حیدر قلی خاں معزز خاندان اور منصبداران شاہی سے تھے ان کے تین فرزند پیدا ہوئے (۱) میر عبد اللہ صاحب (۲) میر حسن علی صاحب (۳) میر حسین علی صاحب۔

میر عبد اللہ صاحب فرزند اول سید النسا بیگم صاحبہ سو روپیہ ماہوار کے منصب اور خطاب خاں بہادر اور جاگیر سے سرفراز ہوئے میر عبد اللہ خاں بہادر کے چھ فرزند اور تین دختر ہوئیں (۱) میر صفدر علی صاحب (۲) میر نجف علی صاحب (۳) میر فتح علی صاحب (۴) میر نجابت علی صاحب (۵) میر روشن علی صاحب (۶) میر محب علی صاحب (۷) گوہر بیگم صاحبہ (۸) شجاعت بیگم صاحبہ (۹) افضل بیگم صاحبہ۔

منجملہ ان کے میر صفدر علی صاحب میر نجف علی صاحب میر فتح علی صاحب گوہر بیگم صاحبہ افضل بیگم صاحبہ نے لاولد انتقال کیا۔ میر نجابت علی صاحب عہد حضور نواب ناصر الدولہ آصف جاہ رابع میں خطاب خان بہادری اور ساٹھ روپیہ ماہوار منصب علاقہ دیوانی میں ممتاز ہوئے اور ایک زمانہ تک وقائع نگار اور قلعدار نرمل بھی رہے میر نجابت علی خاں بہادر کی قلعداری نرمل سے علیحدگی کا یہ سبب بیان کیا جاتا ہے کہ برہان الدین خدمتگار پیشگاہ حضور میں کچھ دروغگوئی اور خلاف بیانی کا مرتکب ہوا ممکن ہے کہ اوس کی غلط بیانی کی تحقیقات نہ کی گئی ہو اور میر نجابت علی خاں بہادر کی ملازمت پر اثر پڑ گیا ہو یا میر نجابت علی خاں کے معاندوں میں کوئی با اثر شخص بھی شریک ہوا ہو گر بعد کو مظفر الملک بہادر صاحبزادہ والا منزلت کی خدمت میں میر صاحب موصوف متعین ہوئے۔

میر نجابت علی خاں کے تین شادیاں ہوئیں پہلی شادی جانی بیگم صاحبہ دختر قاسم مرزا جاگیردار کیسرہ سے ہوئی ان سے ایک فرزند اور چار دختر ہوئیں (۱) میر قاسم علی صاحب (۲) خورشید بیگم صاحبہ (۳) عباسی بیگم صاحبہ (۴) فاطمہ بیگم صاحبہ (۵) گوہر بیگم صاحبہ تولد ہوئیں۔ دوسری شادی گوری بیگم صاحبہ سے ہوئی ان سے ایک فرزند (۶) میر سرفراز علی صاحب پیدا ہوئے میر قاسم علی صاحب کی شادی جمال النسا بیگم دختر میر روشن علی صاحب سے ہوئی مگر لاولد فوت ہوئے اور جمال النسا بیگم بے شوہری کی حالت میں زندہ ہیں۔

میر سرفراز علی صاحب فرزند دوم میر نجابت علی خاں بھی کتخدا ہوئے لیکن لاولد فوت ہوئے افسوس ہے کہ یہ دونوں بھائی نہایت لایق و فایق تھے و نیز عابد و زاہد لیکن داغ اولاد ساتھ لے گئے۔

خورشید بیگم صاحبہ بنت میر نجابت علی خاں کی شادی حسینی بیگ صاحب سے ہوئی حسرت کا مقام ہے کہ یہ بھی لاولد انتقال کئے۔

عباسی بیگم کی شادی میر ولایت علی صاحب سے ہوئی جو کہ پھوپھی زاد بھائی تھے اون سے ایک فرزند اور دو دختر پیدا ہوئے (۱) میر واجد علی صاحب (۲) صعدی بیگم صاحبہ (۳) لیاقت بیگم صاحبہ۔

میر داود علی صاحب بارہ سال کی عمر کو پہونچکر فوت ہوگئے ہر دو دختران کا تذکرہ سلسلہ شجاعت بیگم صاحبہ میں کیا جائیگا۔

عباسی بیگم صاحبہ موصوفہ نے بتیس سال کی عمر میں وفات کی۔

(۴) فاطمہ بیگم کی شادی میر ابراہیم علی صاحب سے ہوئی میر ابراہیم علی صاحب

میر مومن علی صاحب صدر تعلقدار کے ماموں تھے اون سے اولاد کثیر ہوی مگر بجز ایک دختر محمدی بیگم کے کم سنی میں فوت ہوے۔

محمدی بیگم صاحبہ کی شادی بعد وفات فاطمہ بیگم صاحبہ میر حمزہ علی صاحب فرزند میر معصوم علی صاحب سے ہوی ایک فرزند میر عابد علی صاحب وجود میں آے بعد اس کے محمدی بیگم صاحبہ موصوفہ کا انتقال ہوگیا۔

(۴) گوہر بیگم عرف کبرا بیگم صاحبہ کی نسبت حاجی سید غلام حسین صاحب ابن جناب مولوی میر محمد علی صاحب مرحوم سے ہوی اون سے چند بچے ہو کر کمسنی میں انتقال کرگئے صرف ایک دختر سرفراز بیگم حیات ہیں گوہر بیگم صاحبہ ایک زمانہ تک حالت بے شوہری میں بوجہ انتقال شوہر کے بسر کئے۔

میر نجابت علی خاں سنہ ۱۲ ھ میں انتقال کئے دائرہ میر مومن صاحب میں دفن ہوے

(۵) میر روشن علی خاں فرزند پنجم میر عبداللہ خاں نواب سرسالار جنگ مدار المہام بہادر کے مصاحب خاص رہے گھوڑے کی سواری میں اوستاد عصر دوسو پچاس روپیہ ماہوار منصب اور مقطعہ ناگن پلی واقع تعلقہ بھونگیر سے سرفراز تھے خاں موصوف نہایت شجاع وسخی و خلیق تھے اور اکثر لڑائیوں میں شریک رہے تھے تمام جسم پر زخم ہاے تیغ و تفنگ کے نشانات تھے ماہ صفر سنہ ۱۲۹۶ ھ میں میر روشن علی خاں اسی برس کی عمر میں وفات کئے اور دائرہ میر مومن صاحب میں دفن ہوے۔ مرحوم موصوف کو تین فرزند اور دو دختر ہوئیں (۱) میر چراغ علی صاحب (۲) میر فتح علی صاحب (۳) میر مظفر علی صاحب (۴) رحمت النسا بیگم صاحبہ (۵) جمال النسا بیگم صاحبہ۔

میر چراغ علی صاحب اور میر فتح علی صاحب اپنے والد کی حیات میں والد

انتقال کر گئے۔

رحمت النسا بیگم صاحبہ میر جمال علی صاحب ابن میر فدا علی صاحب بخشی علاقہ نواب خان خاناں سے منسوب ہوئیں اون سے دو فرزند اور دو دختر پیدا ہوے (۱) میر فراست علی صاحب (۲) میر فدا علی صاحب (۳) سید النسا بیگم صاحبہ (۴) قمرو بیگم صاحبہ۔

جمال النسا بیگم کی شادی میر قاسم علی صاحب ابن میر نجابت علی خاں سے ہوئی جن کا تذکرہ پچھلے اوراق میں ہو چکا ہے۔ جمال النسا بیگم صاحبہ بحالت لاولدی و بے شوہری زندہ ہیں۔

میر مظفر علی خاں صاحب فرزند سوم میر روشن علی خاں مرحوم منصب آبائی دوسو پچاس سررشتہ راجہ شیوراج بہادر سے سرفراز اور مقطعہ ناگن پلی پر قابض و متصرف میر مظفر علی خاں صاحب مرد خلیق سخی و شجیع ہیں ان کے دو شادیاں ہوئیں پہلی شادی الہی بیگم صاحبہ دختر کرم جنگ بہادر سے ہوی بیگم موصوفہ لاولد انتقال کیں دوسری شادی راحت بیگم صاحبہ بنت میر ضیاء الدین حسین خاں ابن اعتصام جنگ بہادر مرحوم سے ہوی ان سے ایک فرزند اور دو دختر (۱) میر روشن علی خاں صاحب (۲) نور النسا بیگم صاحبہ عرف منجلی بی (۳) لایق النسا بیگم صاحبہ المشہور چھوٹی بی پیدا ہوے باقی (۳) فرزند اور (۴) دختر دوسرے بطن سے ہیں (۱) میر فتح علی صاحب (۲) میر کرم علی صاحب (۳) میر اکبر علی صاحب (۴) روشن بیگم صاحبہ (۵) لطف النسا بیگم صاحبہ (۶) یاور النسا بیگم صاحبہ (۷) قمرو بیگم صاحبہ وجود میں آئے۔

روشن بیگم صاحبہ کی شادی میر محمد علی صاحب ابن میر حشمت علیخاں سے ہوی۔

نور النسا بیگم صاحبہ کی شادی میر اعجاز حسین خاں صاحب جاگیردار تینگل فرزند

تقی یار جنگ مرحوم سے ہوی بفضلہ صاحب اولاد ہیں۔

(۶) میر محب علی خاں فرزند ششم میر عبداللہ صاحب ساٹھ روپیہ ماہوار منصب سررشتہ راجہ تیج راے میں اور صاحبزادہ صمصام الملک بہادر کی خدمت میں متعین و مامور تھے

میر محب علی خاں کے دو شادیاں ہوئیں پہلی شادی حسینی بیگم سے ہوی ان سے (۳) فرزند (۱) میر امیر علی صاحب (۲) میر مہر علی صاحب (۳) میر وزیر علی صاحب اور ایک دختر منیر النسا بیگم صاحبہ پیدا ہوئیں۔

دوسری شادی معصری بیگم صاحبہ سے ہوی ان سے چار فرزند (۱) میر عاشق علی صاحب (۲) میر فدا علی صاحب (۳) میر جمشید علی صاحب (۴) میر تہنیت علی صاحب متولد ہوے میر فدا علی صاحب و میر جمشید علی صاحب کمسنی میں انتقال کئے میر عاشق علی صاحب و میر تہنیت علی صاحب حی القایم ہیں۔

میر محب علی خاں موصوف کا انتقال ہوگیا دائرہ میر مومن صاحب میں دفن ہوے۔ میر امیر علی صاحب فرزند اکبر میر محب علی خاں بہادر بعد ضلع بندی کے عہدہ تحصیلداری پر مامور ہوے تھوڑے عرصہ میں درجہ بدرجہ ترقی کرکے اول تعلقدار ضلع اندور ہوے۔ یہ ترقی محض اپنی لیاقت و دیانت سے کی۔

میر امیر علی صاحب کی پہلی شادی فرزانہ بیگم صاحبہ بنت مرزا قربان علی بیگ صاحب تعلقدار ساکن سکندرآباد سے ہوی فرزانہ بیگم صاحبہ لاولد فوت ہوئیں دوسری شادی میر امیر علی صاحب کی شاہ جہاں بیگم صاحبہ بنت اسمعیل مرزا شہباز ناالدی سے ہوی ان سے دو فرزند (۱) میر احمد علی صاحب (۲) میر محمود علی صاحب چہار دختر (۱) زینب بیگم صاحبہ (۲) زہرا بیگم صاحبہ (۳) فاطمہ بیگم صاحبہ (۴)

(۴) حیدری بیگم صاحبہ اور دو فرزند و دختر مریم بیگم صاحبہ محمد علی صاحب معصوم علی صاحب دوسرے بطن سے ہوئے۔

زینب بیگم صاحبہ کی شادی مرزا محمد علی خاں صاحب صوبہ دار ورنگل سے ہوئی ان سے دو فرزند (۱) مرزا حسن علی خاں صاحب (۲) مرزا حسین علی خاں صاحب ہیں جو ولایت میں تعلیم پا رہے ہیں اور ایک دختر کلثوم بیگم صاحبہ میر مہدی حسن صاحب مددگار پرائیوٹ سکرٹری سرکار عالی فرزند چہارم نواب عماد الملک بہادر سے بیاہی گئیں زینب بیگم صاحبہ موصوفہ عین عالم شباب میں وفات کیں۔

زہرا بیگم صاحبہ کی نسبت میر محب علی صاحب ابن میر عاشق علی صاحب مہتمم کوتوالی سے قرار پائی۔ فاطمہ بیگم صاحبہ کی شادی مرزا محمد علی خاں صاحب صوبہ دار ورنگل سے بوقت تعلقداری درجۂ اول پر بھی ہوی۔

مریم بیگم صاحبہ میر امیر علی صاحب ابن میر معصوم علی خاں سے منسوب ہوئیں میر احمد علی صاحب خلف اکبر میر امیر علی صاحب تعلقدار کی شادی دختر میر تہنیت علی صاحب سوم تعلقدار سے ہوی صاحب اولاد ہیں۔

اور ایک دختر میر امیر علی صاحب تعلقدار کی سید مہدی ضامن حسین صاحب ابن میر غلام عباس صاحب جاگیردار نندگانوں سے منسوب ہوئیں اور صاحب اولاد ہیں

(۲) میر مہر علی صاحب فرزند دوم میر محب علی خاں سو روپیہ ماہوار منصب دیوانی سے سرفراز تھے۔ میر مہر علی صاحب کی شادی مجاور بیگم صاحبہ بنت فتحیاب جنگ مرحوم سے ہوی ان سے چار فرزند وجود میں آئے (۱) میر عباس علی صاحب (۲) میر عبد العلی صاحب (۳) میر حیدر علی صاحب۔ (۴) میر مہدی علی صاحب

ان چار فرزندوں کو اپنا یادگار چھوڑ کر میر مہر علی صاحب راہی ملک بقا ہوے۔

ان ہر چہار فرزندان موصوف پر منصب پدری سے بیس بیس روپیہ ماہوار جاری ہوی میر عبد العلی صاحب فرزند دوم میر مہر علی صاحب موصوف کی شادی وزیرا بیگم صاحبہ بنت میر واجد علی صاحب برادر نجم الدولہ مرحوم سے ہوی۔ میر عبد العلی صاحب موصوف خدمت امینی صفائی مواجب ساٹھ روپیہ پر مامور ہوے اور کار مفوضہ انجام دیرہے ہیں (۳) میر وزیر علی صاحب فرزند سوم میر محب علی خاں نے عین شباب میں انتقال کیا۔ (۴) میر عاشق علی صاحب فرزند چہارم میر محب علی خاں موصوف پچاس روپیہ ماہوار منصب اور خدمت جمعیت کوتوالی سے سرفراز عرصہ تک خدمت موصوفہ کی انجام دہی میں مصروف رہے بنظر ختم مدت ملازمت وظیفہ حسن خدمت پاتے ہیں۔

میر عاشق علی صاحب کی شادی ہدایت النسا بیگم صاحبہ دختر میر احمد علی صاحب ابن میر محمد حسین خاں مرحوم سے ہوی ان سے تین فرزند (۱) میر محب علی صاحب (۲) میر تراب علی صاحب (۳) میر سردار علی صاحب اور دو دختر (۱) کنیز فاطمہ بیگم صاحبہ (۲) واحد النسا بیگم صاحبہ پیدا ہوے۔

میر عاشق علی صاحب اور اون کے فرزند نہایت ذی استعداد صاحب جرات و مروت ہیں (۱) میر محب علی صاحب فرزند اول میر عاشق علی صاحب کی شادی دختر میر امیر علی صاحب تعلقدار سے ہوی جن کا تذکرہ اوپر ہو چکا اس بی بی کے انتقال کے بعد دوسری شادی افسر الملک بہادر کے قرابت میں ہوی ہے۔ صاحب موصوف صاحب اولاد ہیں۔

(۲) میر تراب علی صاحب کی شادی اولاً دختر نثار علی بیگ صاحب سے ہوی

جن کا تذکرہ اوپر ہو چکا اس بی بی کے انتقال کے بعد دوسری شادی میر قایم حسین صاحب ساکن بھونگیر کی دختر سے ہوی ہر دو زوجگان کے بطن سے اولاد ہے

(۴) کنیز فاطمہ بیگم صاحبہ کی شادی میر مومن علی صاحب ابن حکیم میر داوٗد علی صاحب نبیرۂ مسیح الدولہ سے ہوی عین عالم شباب میں میر مومن علی صاحب نے انتقال کیا بیگم موصوفہ صاحب اولاد ہیں۔ و بحالت بیوگی گزر و بسر کر رہے ہیں۔ میر مومن علی صاحب موصوف کی جاگیر واقع ضلع اورنگ آباد اولاد پر بحال ہے۔

(۵) واحد النسا بیگم صاحبہ کی شادی سید بشارت حسین صاحب نبیرۂ سید رضی الموسوی سے ہوی ہنوز کوئی اولاد نہیں ہے۔

(۶) میر تہنیت علی صاحب فرزند پنجم میر محب علی خاں علاوہ منصبداری کے ابتدأ خدمت تحصیلداری پر مقرر ہوے۔ اب سوم تعلقدار درجہ اول ہیں یہ صاحب نہایت خلیق ذی علم ولیاقت کار مفوضہ نہایت امانت و جانفشانی سے انجام دیتے ہیں بغرض استحصال ثواب مشاہد مقدسہ سے مشرف ہو چکے ہیں اور اپنی اولاد کی تعلیم اعلیٰ پیمانہ پر کئے ہیں۔ صاحب موصوف کی شادی یوسف النسا بیگم بنت ڈاکٹر مرزا نصیر حسین صاحب منصبدار سے ہوی۔ ان سے تین دختر اور دو فرزند پیدا ہوے (۱) زہرا بیگم صاحبہ (۲) رضیہ بیگم صاحبہ (۳) فاطمہ بیگم صاحبہ (۴) میر ابو الحسن صاحب مدراس میں بی اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد سرکاری اخراجات ماہانہ تین سو روپیہ سے روانہ کئے گئے اور وہاں سیرسٹری واگریکلچل یعنے زراعت کے ڈگریاں حاصل کئے اور اب ضلع بیڑ پر سوم تعلقدار ہیں (۵) میر ابو القاسم صاحب الف اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد لفٹنٹ ہیں۔

سید ابوالحسن صاحب کی شادی حاجی مرزا مہدی سفیر دولت ایران و ملک التجار مدراس
کی دختر سے ہوی اون سے اس وقت ایک فرزند میر حسن علی عرف سید آغا ہے۔
میر ابوالقاسم صاحب کی شادی دختر ڈاکٹر میر یوسف علی صاحب سے ہوی اون سے
ایک فرزند میر قاسم علی عرف میر صاحب ہے۔ اور دوسرے بطن سے میر تہنیت علی صاحب
کے پانچ دختر (۱) احمدی بیگم صاحبہ (۲) رقیہ بیگم صاحبہ (۳) زکیہ بیگم صاحبہ (۴) طاہرہ
بیگم صاحبہ (۵) نجیبہ بیگم صاحبہ ہیں۔

زہرا بیگم صاحبہ منیجر میر نادر علی صاحب اقربا ر افسر الملک سے منسوب و صاحب
اولاد ہوئیں رضیہ بیگم کی شادی مولوی میر باقر علی صاحب تحصیلدار جاگیرات علاقۂ
جنابہ نور النسا بیگم صاحبہ محل نواب مکرم الدولہ مرحوم سے ہوی صاحب اولاد ہیں۔

احمدی بیگم کتخدا ہوکر اولاد والی ہوئیں ان کی اولاد کے نام شجرہ نمبر (۱۸)
میں ملاحظہ ہو۔ فاطمہ بیگم کی شادی میر احمد علی صاحب فرزند میر امیر علی صاحب اول تعلقدار
سے ہوی جو ایڈیکانگ نواب سالار جنگ بہادر مدار المہام سرکار عالی ہوے۔

(۴) منیر النسا بیگم دختر اولی میر محب علی خاں کی شادی خواجہ محمود صاحب
منصبدار برادر عم زاد اللہ رکھی بیگم صاحبہ محل خاص حضور نواب افضل الدولہ بہادر قد
سے ہوی دو فرزند (۱) خواجہ ہاشم صاحب (۲) خواجہ مسعود صاحب اور تین دختر (۱)
قادر النسا بیگم صاحبہ (۲) کریم النسا بیگم صاحبہ (۳) حبیب النسا بیگم صاحبہ پیدا ہوے
(۵) سکینہ بیگم صاحبہ دختر دوم میر محب علی خاں کی شادی میر لطف علی صاحب منصبدار
سے ہوی ایک دختر عباسی بیگم صاحبہ پیدا ہوئیں۔

ملاحظہ ہو شجرہ نسب نمبر (۱۸)

تذکرہ ہجدہم

در احوال دختران میر عبداللہ خاں فرزند اول سیدالنسا بیگم صاحبہ دختر سوم میر محمد کاظم خاں رضوی دولت آبادی

(۱) گوہر بیگم صاحبہ دختر کلاں میر عبداللہ خاں کی شادی سید سلیمان منور سے قرار پائی جو کہ معزز خاندان سادات سے تھے لیکن مقام حسرت ہے کہ شادی کے چھ مہینے کے بعد سید سلیمان موصوف نے انتقال کیا اور بیگم موصوفہ بحالت لاولدی بہت جلد داغ بے شوہری اٹھایا۔

گوہر بیگم صاحبہ نہایت عابدہ و زاہدہ پرہیزگاری و تقوئی میں تخیبہ خانوادہ ہیں بیگم صاحبہ موصوفہ کے واقعات زندگی میں سے یہ واقعہ عجیب و غریب مشہور ہے کہ ایک شب جناب سیدۃ النسا حضرت فاطمہ زہرہ علیہ السلام خواب گوہر بیگم صاحبہ میں تشریف لائیں دو گوہر نایاب اور ایک جوڑہ لباس فاخرہ اور پانچ روپیہ عنایت فرمائے اوسی رات کی صبح کو بعد نماز سحر جانماز کے نیچے سے پانچ روپیہ برآمد ہوئے اور ایک شخص اجنبی ایک جوڑہ لباس مثل جیسا کہ خواب میں نظر آیا تھا دیکر چلا گیا یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ کون تھا اوس جوڑہ میں دو گوہر نایاب متذکرہ بھی موجود تھے اور بعد اس کے پانچ روپیہ روزانہ جانماز کے نیچے سے نکلا کرتے تھے اسی روپیہ سے بیگم صاحبہ مذکورہ بفراغت بسر کیا کرتی تھیں اور اکثر اہل برادری کو اون روپیہ میں سے تبرکاً کچھ عنایت فرماتی تھیں بیگم صاحبہ موصوفہ کا تمام خرد کلاں

اہل برادری بڑا ادب و لحاظ ملحوظ رکھتے اور دل سے اون کی عظمت و تعظیم کرتے تھے۔

گوہر بیگم صاحبہ سنہ ۱۳۲۲ھ میں جس روز کہ مختار الملک سر سالار جنگ بہادر کی چوتھی قرار پائی تھی اس دار فانی سے طرف دار البقا کے کوچ کیا۔

(۹) افضل بیگم صاحبہ دختر سوم میر عبداللہ خاں کی شادی میر مراد علی صاحب نبیرہ کامگار جنگ سے ہوی افسوس ہے کہ یہ بیگم صاحبہ لاولد فوت ہوئیں۔

(۸) شجاعت بیگم صاحبہ دختر دوم میر عبداللہ خاں کی نسبت میر حشمت علی خاں سے ہوی۔ میر حشمت علی خاں اولاد میں میر محمد معصوم فرزند دوم سید جعفر نیشاپوری کے تھے جن کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے اور تفصیلی حالات آخر کتاب میں ملاحظہ ہوں۔

(۸) شجاعت بیگم صاحبہ کے دو فرزند ہوے (۱) میر ولایت علی صاحب (۲) میر جعفر علی صاحب بیگم صاحبہ موصوفہ نے اسی سال کی عمر میں سنہ ۱۳۲۱ھ میں انتقال کیا۔

(۱) میر ولایت علی صاحب کی شادی پہلے عباسی بیگم صاحبہ صبیہ میر نجابت علی خاں سے ہوی اون سے ایک فرزند اور دو دختر وجود میں آئے (۱) میر داور علی صاحب (۲) سعدی بیگم صاحبہ (۳) لیاقت بیگم صاحبہ میر داور علی صاحب چودہ سال کی عمر میں انتقال کئے اور غم فرزند میں عباسی بیگم صاحبہ نے بھی اوسی زمانہ میں وفات کی۔

دوسری شادی میر ولایت علی صاحب کی خیر النسا بیگم صاحبہ سے ہوی ان سے ایک فرزند اور ایک دختر میر قمر علی صاحب قاسم بیگم صاحبہ ہوئیں سعدی بیگم صاحبہ دختر میر ولایت علی صاحب موصوف میر محسن علی صاحب تحصیلدار سے منسوب ہوئیں لیاقت بیگم صاحبہ محمد رضا صاحب سے کتخدا ہوئیں۔

میر ولایت علی صاحب موصوف علاقہ منصب پیاوہ میں ستر روپیہ ماہوار کے منصبدار تھے

اور بندانہ ذی علم و ذی لیاقت تھے۔

(۲) میر جعفر علی صاحب فرزند دوم شجاعت بیگم صاحبہ ساٹھ روپیہ ماہوار کے منصبدار تھے میر جعفر علی صاحب کی شادی سلیمہ بیگم صاحبہ دختر میر محمد حسین خاں سے ہوی ان سے چار فرزند اور دو دختر (۱) میر طاہر علی صاحب (۲) میر زور آور علی صاحب (۳) میر مہدی حسین صاحب (۴) میر فرخندہ علی صاحب (۵) جمال النسا بیگم صاحبہ (۶) امتہ الزہرا بیگم صاحبہ پیدا ہوے جملہ فرزندان متذکرہ صدر لایق و ذی علم ہوے۔

میر طاہر علی صاحب کتخدا ہو کر صاحب اولاد ہوے۔ میر مہدی حسین صاحب بھی اولاد والے ہوے۔ میر طاہر علی صاحب موصوف کا ۱۳۲۵ھ میں انتقال ہوا دفن دائرہ میر مومن صاحب ہے۔

ذکر میر حسن علی خاں فرزند دوم سید النسا بیگم صاحبہ

میر حسن علی خاں موصوف سو روپیہ ماہوار کے منصبدار تھے پیشگاہ سرکار نواب میر نظام علی خاں بہادر آصف جاہ ثانی سے خطاب خان بہادر عطا ہوا۔ میر حسن علی خاں بہادر کی شادی عصمت بیگم صاحبہ سے ہوی اون سے تین دختر (۱) پیاری بیگم صاحبہ (۲) حیدری بیگم صاحبہ (۳) اچھی بیگم صاحبہ پیدا ہوئیں۔

پیاری بیگم صاحبہ کتخدا ہو کر لاولد انتقال کر گئیں۔ حیدری بیگم صاحبہ میر احمد علی خاں برادر شہباز الملک سے منسوب ہوئیں ان سے ایک فرزند میر غضنفر علی صاحب تولد ہوے مگر حالت صغیر سنی میں انتقال کر گئے اور حیدری بیگم صاحبہ کے شوہر نے بہت جلد انتقال کیا حالت بیوگی میں بیگم صاحبہ موصوفہ نے کمال عزت و وقار سے زندگی بسر کی آخر ۱۲۸۰ھ میں ایک لاکھ روپیہ کا سرمایہ چھوڑ کر وفات کی اونکا متروکہ

تسیم ہوا اور ایک رقم معتد بہ کربلائے معلی کو روانہ کی گئی۔

اچھی بیگم صاحبہ کی شادی میر غلام حسین خاں سے ہوی یہ بزرگ معزز جاگیردار حیدرآباد سے تھے ایک فرزند میر عبدالعلی خاں صاحب وجود میں آئے اچھی بیگم ...سال کی عمر میں وفات کیں مدفن اون کا دائرہ میر مومن صاحب میں ہے میر عبدالعلی خاں صاحب منصب و جاگیر آبای سے کامیاب ہوے اور خطاب خانی و بہادری سے ممتاز تھے میر عبدالعلی خاں بہادر کی شادی عمدۃ الدین خاں معتمی کی ہمشیر سے ہوی دو فرزند (۱) میر غلام حسین صاحب (۲) میر جنید علی صاحب اور ایک دختر فاطمہ بیگم صاحبہ وجود میں آئے۔

میر عبدالعلی خاں بہادر نے پچاس سال کی عمر میں انتقال کیا۔ میر غلام حسین صاحب کی شادی دختر منشی میر حیدر علی صاحب جاگیردار آمنہ پور سے ہوی ایک فرزند میر غلام علی صاحب اور ایک دختر بتول بیگم صاحبہ پیدا ہوے بعد انتقال میر غلام حسین صاحب اون کی اولاد منصب و جاگیر ارث پدری کے ایک حصہ سے بہرہ یاب ہوی۔

میر جنید علی صاحب فرزند دوم میر عبدالعلی خاں کی شادی کاظم النسا بیگم صاحبہ دختر میر غلام حسین خاں بہادر بابا سے ہوی بشرکت برادر جاگیر و منصب آبائی سے فیضیاب رہے لیکن افسوس ہے کہ صاحب موصوف نے بھی بہ شکایت فالج انتقال کیا۔

میر جنید علی صاحب کے چار فرزند (۱) میر عبدالعلی صاحب (۲) میر احمد علی صاحب (۳) میر اکبر علی صاحب (۴) میر باسط علی صاحب اور دو دختر (۱) زہرا بیگم صاحبہ

(۲) سردار بیگم صاحبہ ہوئے۔

میر عبدالعلی صاحب کی شادی دختر میر دوست علی خاں صاحب سے ہوی میر احمد علی صاحب کی شادی دختر کلاں سید محمد خاں صاحب جو اون کے ماموں ہیں ہوی میر اکبر علی صاحب کی شادی دختر دویم سید محمد خان صاحب موصوف الصدر سے ہوی۔ میر باسط علی صاحب کی شادی دختر بتول بیگم صاحبہ بنت میر غلام حسین صاحب سے ہوی

زہرا بیگم صاحبہ کی شادی میر ابوالقاسم صاحب نبیرۂ میر محمد حسین خاں سے قرار پائی۔ سردار بیگم صاحبہ کی شادی میر عسکر علی صاحب ابن میر نثار حسین خان صاحب مرحوم مصنف گلشن جعفری سے ہوی۔ ہر چہار فرزندان میر جنید علی صاحب منصب و جاگیر پدری سے بہرہ اندوز اور بذات لایق اور خوش روتیہ ہیں۔

فاطمہ بیگم صاحبہ بنت میر عبدالعلی خاں صاحب بنت میر حسن علی خاں ابن سیدالنسا بیگم صاحبہ بنت میر محمد کاظم رضوی دولت آبادی کی شادی سید علی خاں حیدر نواز جنگ بہادر سے قرار پائی ان سے ایک فرزند اور تین دختر (۱) میر حسین علی صاحب (۲) فرخ بیگم صاحبہ (۳) حیدری بیگم صاحبہ (۴) سلطانی بیگم صاحبہ وجود میں آئے۔ ملاحظہ ہو شجرہ نسب نمبر (۱۹)

شجرہ نسب نمبر (۱۹)

میر حسن علی خاں بہادر

(۱) پیاری بیگم (۲) حیدری بیگم (۳) اچھی بیگم

غضنفر علی

(۱) میر غلام حسین (۲) میر جنید علی (۳) فاطمہ بیگم

(۱) میر غلام علی (۲) بتول بیگم

(۱) میر حسین علی (۲) فرخ بیگم (۳) حیدری بیگم (۴) سلطانی بیگم

(۱) میر عبدالعلی (۲) میر احمد علی (۳) میر اکبر علی (۴) میر باسط علی (۵) زہرا بیگم (۶) اکبری بیگم (۷) سلطانی بیگم

تذکرۂ نوزدہم

در احوال میر حسین علیخاں فرزند سوم سید النسا بیگم صاحبہ بنت میر محمد کاظم خان رضوی دولت آبادی

(۳) میر حسین علی خاں صاحب مثل اپنے بھائیوں کے منصب و جاگیر سے کامیاب تھے خانوادہ نواب شایستہ خاں میں میر حسین علی خاں صاحب کی شادی ہوی دو فرزند اور دو دختر میر عالم علی صاحب میر کوثر علی صاحب - عزیز النسا بیگم صاحبہ بھوری بیگم صاحبہ ظہور میں آئے۔

میر کوثر علی صاحب کتخدا ہو کر ایک دختر نبی بیگم چار سالہ چھوڑ کر راہی فردوس ہوے (۲) میر عالم علی صاحب فرزند دوم میر حسین علی خاں بہادر خطاب خاں بہادر سے ممتاز اور پچہتر روپیہ ماہوار منصب اور مواضعات کا منگا دن و سنگم جاگیر موروثی پر قابض و متصرف تھے۔

میر عالم علی صاحب کی شادی پادشاہ بیگم صاحبہ سے ہوی دو فرزند اور ایک دختر پیدا ہوے (۱) میر عابد علی صاحب (۲) میر عاشق علی صاحب (۳) سید النسا بیگم صاحبہ۔

(۱) میر عابد علی صاحب ابن میر عالم علی صاحب سنہ ۱۲۶۶ھ میں میر صلابت علی صاحب کے مکان واقع قطبی گوڑہ پر تنازع سنی و شیعہ میں شہید ہوے۔

میر عابد علی صاحب موصوف کے ایک فرزند میر باقر علی ہیں۔

میر عاشق علی صاحب فرزند دوم میر عالم علی صاحب کے دو فرزند اور

تین دختر ہوئیں۔

(۱) سید غلام مرتضیٰ خاں صاحب عرف جانی میاں (۲) میر حسین علی صاحب عرف بسم اللہ صاحب (۳) خورشید بیگم صاحبہ (۴) شہر بانو بیگم صاحبہ (۵) ریاست بیگم صاحبہ

سید غلام مرتضیٰ صاحب کی شادی مجاور بیگم صاحبہ سے ہوی دو دختر (۱) سکینہ بیگم صاحبہ (۲) شکر النسا بیگم صاحبہ۔ سید غلام مرتضیٰ صاحب نے عین عالم شباب میں انتقال کیا۔

خورشید بیگم صاحبہ بنت میر عاشق علی صاحب بحالت لاولدی فوت ہوئیں

شہر بانو بیگم صاحبہ بنت میر صاحب موصوف بھی لاولد انتقال کیں۔

میر حسین علی صاحب اور ریاست بیگم صاحب اولاد ہوے سید النسا بیگم صاحبہ دختر میر عالم علی صاحب کی نسبت میر سجاد علی صاحب سے ہوی ایک دختر پتھرو بیگم صاحبہ وجود میں آئیں پتھرو بیگم کی نسبت باقر نواز جنگ سے ہوی اور صاحب اولاد ہوئیں۔

عزیز النسا بیگم صاحبہ اور بھوری بیگم صاحبہ دختر اول و دوم میر حسین علی خاں موصوف لاولد انتقال کیں۔ ملاحظہ ہو شجرہ نسب نمبر (۲۰)

شجرہ نسب نمبر (۲۰)

میر حسین علی خاں بہادر

(۱) میر عالم علی خاں بہادر (۲) میر کوثر علی خاں بہادر (۳) عزیز النسا بیگم (۴) بھوری بیگم

(۱) میر عابد علی (۲) میر عاشق علی (۳) سید النسا بیگم (۱) بنی بیگم لاولد لاولد

پتھرو بیگم

میر باقر علی

(۱) سید غلام مرتضیٰ (۲) میر حسین علی (۳) خورشید بیگم (۴) شہر بانو بیگم (۵) ریاست بیگم

(۱) سکینہ بیگم (۲) شکر النسا بیگم

تذکرہ بستم

در احوال منی بیگم صاحبہ دختر سوم میر محمد کاظم خاں رضوی دولت آبادی

(۴) منی بیگم صاحبہ کتخدا ہوئیں ایک فرزند لاڈلے صاحب وجود میں آئے۔
لاڈلے صاحب کے تین فرزند پیدا ہوئے (۱) میر احسان علی عرف جانی صاحب (۲) میر امان علی عرف امانی صاحب (۳) میر کاظم علی عرف پیارے صاحب۔

میر احسان علی صاحب نیابت قلعداری دولت آباد پر منجانب رشید الملک مرحوم مامور رہے میر احسان علی صاحب بلدہ اورنگ آباد میں نہایت خوش وضعی اور عزت و آبرو سے بسر کرتے رہے اور عزاداری جناب امام حسین علیہ السلام نہایت اہتمام سے بجا لاتے تھے میر احسان علی صاحب کے چار فرزند ہوئے (۱) میر غلام عباس صاحب (۲) میر غلام علی صاحب (۳) میر واصل علی صاحب (۴) میر قاسم علی صاحب

میر غلام عباس صاحب اپنے والد کی حیات میں بحالت لاولدی انتقال کر گئے
میر غلام علی صاحب کے دو فرزند ہوئے (۱) میر خادم حسین صاحب (۲) میر اعظم علی صاحب بعد اس کے میر غلام علی صاحب اپنے والد کے انتقال کے بعد رہ گرائے عدم ہوئے
میر واصل علی صاحب نظامت اورنگ آباد میں اہلکاران سرکاری میں داخل ہوئے ان کے ایک فرزند میر کاظم حسین صاحب وجود میں آئے۔

میر قاسم علی صاحب فرزند چہارم میر احسان علی صاحب کے ایک فرزند میر شفقت حسین صاحب ہوئے میر امان علی عرف امانی صاحب فرزند دوم لاڈلے صاحب کے

ایک فرزند مہدی حسین صاحب مہدی حسین صاحب کے ایک فرزند میر امان علی صاحب ہوئے میر امان علی صاحب کے ایک فرزند میر احسان علی ہیں۔

میر کاظم علی عرف پیارے صاحب فرزند سوم لاڈلے صاحب ابن منی بیگم بنت سوم میر محمد کاظم خاں [illegible] کے ایک فرزند میر شجاعت علی عرف [illegible] ملاحظہ ہو شجرہ نسب نمبر (٢١)

شجرہ نسب نمبر (٢١)

منی بیگم صاحبہ

لاڈلے صاحب

(١) میر احسان علی خاں بہادر (٢) میر امان علی (٣) میر کاظم علی

(١) میر غلام عباس (٢) میر غلام علی مہدی حسین میر شجاعت علی

(٣) میر واصل علی (١) میر خادم حسین میر امان علی

میر کاظم حسین (٢) میر اعظم علی میر احسان علی

(٤) میر قاسم علی

میر شفقت حسین

تمت

غلط نامہ یادگار معتصمی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱	ال علیا	ال عبا	۱۰۵	۵	عقیقہ	عفیفہ	۱۳۸	۱۹	روز	زور
۲۵	۱۰	ایل	رایل	۱۰۵	۶	عقیقہ	عفیفہ	۱۵۸	۶	عقیقہ	عفیفہ
رر	۱۷	ایل	رایل	رر	رر	عقیقہ	عفیفہ	۱۵۹	۵	عقیقہ	عفیفہ
۵۴	۱۵	حوشی	جوشی	۱۰۶	۹	الایان	الابان	۱۶۳	۱	مدتی	مدنی
۷۰	۱	بامین	میں	۱۰۸	۱۴	خیرذروان	خبرذروان	۱۶۴	۱۲	منتجب	منتخب
۷۸	۱۱	جب	حب	۱۰۹	۹	عقیقہ	عفیفہ	۱۶۳	۷	کس رہ نجس	کنارہ کش
۸۰	۷	تومی	توی	۱۱۴	۱۷	پل	ہل	۱۷۵	۱۴	شحۂ	رشحۂ
۸۳	۸	منہاہی	مباہی	۱۱۵	۱۵	عدد	غدد	۱۷۶	۱	ازتباطی	ارتباطی
۱۰۲	۲	لاولادیں	لاولدیں	۱۱۶	۱۲	مدارس	مدراس	۱۷۶	۸	غلام بند	غلام زبند
۱۰۲	۹	بسینی	بسیتی	۱۳۳	۷	ہرلارد	ہزلارڈ	۱۸۰	۱۴	تونیاے	توتیاے
۱۰۳	۱۱	عقیقہ	عفیفہ	۱۳۳	۱۹	دوستونکے	دوستیونکے	۱۸۵	۸	ہشتم	ہیثم
۱۰۳	۱۱	بسینی	بسیتی	۱۳۷	۱۴	اداگیا	اداکیا	۱۸۵	۱۹	دوبارہ	[illegible]